محمد راشد شیخ

ڈاکٹر مختار الدین احمد کے خطوط بنام محمد راشد شیخ

اردو، عربی اور فارسی کے نام ور محقق اور بے مثال عالم ڈاکٹر مختار الدین احمد مختصر علالت کے بعد ۳۰ رجون ۲۰۱۰ء کو علی گڑھ میں وفات پا گئے تھے۔ ڈاکٹر مختار الدین علم و تحقیق کے اس زریں اور روشن عہد کی آخری نشانی تھے جس میں ڈاکٹر مولوی محمد شفیع، ڈاکٹر سید عبداللہ، قاضی عبدالودود، مولانا امتیاز علی خان عرشی، ڈاکٹر عبدالستار صدیقی، بابائے اردو مولوی عبدالحق، مولانا غلام رسول مہر، مالک رام اور اس پائے کے دیگر بزرگوں کی کہکشاں موجود تھی۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم ۱۹۴۳ء میں بغرض تعلیم علی گڑھ پہنچے اور پھر جو اس شہرِ علم و حکمت سے رشتہ قائم کیا تو تمام عمر یہیں گزار دی اور اڑسٹھ سال تک اسی شہر میں رہتے ہوئے علم و دانش کے چراغ روشن کرتے رہے اور بالآخر آخری آرام گاہ کے لیے بھی علی گڑھ کی مٹی ہی نصیب ہوئی۔ اس دوران مختلف اوقات میں آپ کو پنجاب یونیورسٹی لاہور، وسکونسن یونیورسٹی امریکا اور کلکتہ یونیورسٹی سے گراں قدر مشاہرے پر ملازمت کی پیشکشیں ہوئیں لیکن آپ نے علی گڑھ میں قیام کی خاطر انھیں قبول نہیں کیا۔ اسی طرح چند برس قبل جب انھیں مولانا مظہر الحق عربک پرشین یونیورسٹی پٹنہ کا پہلا وائس چانسلر نامزد کیا گیا تو وہ کچھ عرصہ ہی وہاں رہ سکے اور دوبارہ علی گڑھ آگئے اور بقیہ زندگی علی گڑھ ہی میں گزاری۔ وہ شہرت اور نام وری سے دور رہ کر علم و تحقیق کو ایک مقدس فریضہ سمجھتے رہے اور تمام عمر تشنگان علم کی پیاس بجھاتے رہے۔ اردو، عربی اور فارسی ادبیات پر جیسی گہری نظر ڈاکٹر صاحب کی تھی، اب ایسی کوئی شخصیت نظر نہیں آتی۔ وہ ان زبانوں کے ادبیات کا چلتا پھرتا انسائیکلو پیڈیا تھے۔ ڈاکٹر صاحب کو ایک خاص امتیاز یہ بھی حاصل تھا کہ وہ علامہ عبدالعزیز میمن (۱۸۸۸۔۱۹۷۸) کے نام ور تلامذہ کی آخری نشانی تھے۔ یہ اعزاز صرف تین افراد کو حاصل ہوا کہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے انھوں نے علامہ میمن کی نگرانی میں ڈاکٹریٹ کا مقالہ لکھا اور ڈگری حاصل کی۔ ان کے علاوہ بقیہ حضرات کسی نہ کسی وجہ سے ڈاکٹریٹ مکمل نہ کر سکے۔ جن تین نامور شخصیات کو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے علامہ میمن کی نگرانی میں ڈاکٹریٹ کرنے کا اعزاز حاصل ہوا، ان میں سرفہرست ڈاکٹر سید محمد یوسف (سابق صدر شعبۂ عربی کراچی یونیورسٹی)، پھر ڈاکٹر خورشید احمد فارق (سابق صدر شعبۂ عربی دہلی یونیورسٹی) اور ڈاکٹر مختار الدین احمد تھے۔ ان تین میں سے ڈاکٹر یوسف ۱۹۷۸ء میں اور ڈاکٹر فارق ۲۰۰۲ء میں وفات پا چکے تھے۔

ڈاکٹر مختار الدین احمد ۱۴ر نومبر ۱۹۲۴ء کو پٹنہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم پٹنہ ہی میں حاصل کی۔ مدرسۂ شمس الہدیٰ پٹنہ سے مولوی عالم اور فاضل کی تعلیم مکمل کی۔ مولوی فاضل کے امتحان میں وہ بہار و اڑیسہ کے تمام طلبہ میں اوّل آئے۔ اس کے بعد آپ نے 'فاضل حدیث' کی جماعت میں داخلہ لیا اور دو سالہ تعلیم کے بعد امتحان میں پورے بہار و اُڑیسہ میں اوّل آئے۔ مدرسۂ شمس الہدیٰ میں دورانِ تعلیم آپ نے مختلف مکاتب فکر کے اساتذہ سے فیض حاصل کیا۔ یہاں آپ کے والدِ محترم ملک العلماء مولانا ظفر الدین قادری، مولانا محمد سہول عثمانی (پرنسپل مدرسۂ شمس الہدیٰ) اور مولانا سیّد عبدالرشید، مولانا احمد رضا خاں

بریلوی کے شاگرد تھے۔اسی طرح آپ کے اساتذہ میں مولانا اصغر حسین بہاری اور مولانا عبدالشکور مظفر پوری، بھی تھے جو دار العلوم دیو بند کے فارغ التحصیل اور شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ کے شاگرد تھے۔ان کے علاوہ سیّد عبدالسبحان دیسنوی اور حاجی سیّد معین الدین دارالعلوم ندوۃ العلماء کے تعلیم یافتہ تھے۔

مدرسے کی تعلیم کے بعد آپ نے انگریزی تعلیم کی طرف توجہ دی اور میٹری کولیشن کا دس سالہ کورس محض دو سال میں مکمل کر لیا۔اس زمانے میں آپ شاعری بھی کرتے تھے اور' آرزو' تخلص اختیار کیا تھا۔بعد میں آپ نے شاعری ترک کر دی اور علم و تحقیق کی خاطر خود کو وقف کر دیا لیکن ایک طویل عرصے تک آپ کا نام 'مختار الدین آرزو' علمی و ادبی رسائل میں شایع ہوتا رہا۔ ۱۰ر جولائی ۱۹۴۳ء کو آپ بغرض تعلیم علی گڑھ پہنچے۔یہاں سے آپ نے ۱۹۴۵ء میں انٹر اور ۱۹۴۷ء میں بی اے کیا۔اس کے بعد ایم اے میں داخلہ لینا چاہتے تھے۔آپ کو اردو اور عربی دونوں مضامین سے یکساں دل چسپی تھی اور فیصلہ نہیں کر پا رہے تھے کہ اردو میں ایم اے کریں یا عربی میں۔اس گومگو کی کیفیت میں بغرض مشورہ آپ علامہ میمن سے ملے جو مسلم یونیورسٹی میں صدر شعبۂ عربی تھے۔علامہ میمن کے طلب کرنے پر آپ نے دونوں فارم ان کے آگے پیش کر دیے۔علامہ میمن نے اردو کا فارم چاک کر کے ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا اور عربی کے فارم پر اپنے دستخط کر کے ان کے حوالے کر دیا اور فرمایا: لیجیے فیصلہ ہو گیا۔بظاہر یہ ایک چھوٹا سا واقعہ ہے لیکن اس واقعے کے نتیجے میں مختار الدین صاحب کی زندگی میں علامہ میمن سے تعلق، ان سے علمی استفادہ اور ان کے انتقال کے بعد ان کے نام کو روشن رکھنے کی جو زرّیں مثال موجود ہے، اس کی تفصیلات کا یہ مختصر مضمون متحمل نہیں ہو سکتا۔مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایک عظیم استاد (علامہ میمن) کے نام کو گوشۂ گمنامی سے محفوظ رکھنے کی خاطر ڈاکٹر صاحب نے جو شدید محنت کی اور ایثار و قربانی کی جو مثال پیش کی، اس کی مثال ماضی میں ملے تو ملے بیسویں صدی میں مشکل ہی سے ملے گی۔

اس طرح مختار الدین صاحب ایم اے شعبۂ عربی میں داخل ہو گئے اور دو سال بعد ۱۹۴۹ء میں پوری یونیورسٹی میں اوّل آئے۔اسی زمانے میں آپ نے 'علی گڑھ میگزین' کی بڑی محنت اور سلیقے سے ادارت بھی کی اور ۱۹۴۹ء میں اس کا 'غالب نمبر' شایع فرمایا۔اس یادگار نمبر کی خاطر آپ نے اس عہد کے تقریباً تمام محققین اور غالب شناسوں سے رابطہ کیا اور غالب کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر مقالات لکھوائے۔اس تاریخی نمبر کے مشمولات کی اہمیت اس قدر تھی کہ بعد میں ان مضامین پر مشتمل تین کتب شایع ہوئیں جو آج بھی غالب پر اہم ترین کتب میں شامل ہیں۔آپ ۱۹۴۹ء سے ۱۹۵۲ء تک لٹن لائبریری، علی گڑھ میں شعبۂ مخطوطات کے ناظم رہے ساتھ ہی علامہ میمن کی نگرانی میں ڈاکٹریٹ کے لیے تحقیقی مقالہ بھی لکھتے رہے۔آپ سے پہلے ڈاکٹر سید محمد یوسف اور ڈاکٹر خورشید احمد فارق نے تاریخ اسلام کے موضوعات پر تحقیق کی تھی۔آپ نے تاریخ اسلام کے بجائے عربی ادب کا موضوع منتخب کیا اور صدر الدین علی بن ابی الفرج البصری ا(م ۶۵۶ھ) کی کتاب "الحماسۃ البصریۃ" پر تحقیق کی جس پر ۱۹۵۲ء میں آپ کو ڈاکٹریٹ کی ڈگری تفویض کی گئی۔

ڈاکٹر صاحب نے جنوری ۱۹۵۳ء میں بحیثیت لیکچرر شعبۂ عربی، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں ملازمت کا آغاز کیا۔اس کے بعد آپ مزید اعلیٰ تعلیم کے لیے آکسفورڈ تشریف لے گئے اور ۱۹۵۶ء میں آکسفورڈ یونیورسٹی سے پروفیسر ہیملٹن گب کی نگرانی میں ڈی فل کیا۔۱۹۵۸ء میں آپ ادارۂ علومِ اسلامیہ علی گڑھ میں ریڈر اور ۱۹۶۸ء میں اسی ادارے کے ڈائریکٹر مقرر ہوئے۔یہاں سے آپ نے اعلیٰ پائے کا علمی و تحقیقی رسالہ 'مجلّہ علوم اسلامیہ' کا اجراء کیا اور دس سال تک اس کی ادارت کی۔اس

میں شائع شدہ تحقیقی مقالات آج بھی حوالے کا کام دیتے ہیں۔ اسی سال آپ شعبۂ عربی، علی گڑھ یونیورسٹی کی صدارت پر فائز ہوئے اور اس عہدے سے ۱۴؍نومبر ۱۹۸۴ء کو ریٹائر ہوئے۔ ۱۹۷۶ء میں آپ نے دمشق کی بین الاقوامی شہرت یافتہ علمی اکیڈمی المجمع العلمی العربی کی طرز پر المجمع العلمی الھندی کے نام سے ادارہ قائم کیا جس کا مقصد نادر عربی مخطوطات کی ترتیب وتدوین اور ان کی اشاعت کے علاوہ عربی میں ایک علمی وتحقیقی رسالہ نکالنا تھا۔ یہ رسالہ مجلۃ المجمع العلمی الھندی کے نام سے اب بھی نکل رہا ہے۔ اس رسالے کو علمی حلقوں میں قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اس مجلّے کے پہلے شمارے کا آغاز اپنے استاد علامہ عبدالعزیز میمن کے مضمون سے کیا۔ ۱۹۸۵ء اور ۱۹۸۶ء میں آپ نے علامہ عبدالعزیز میمن کی یاد میں اس کا ضخیم میمن نمبر دو جلدوں میں شائع کیا۔ یہ نمبر علامہ میمن کی حیات اور خدمات پر معلومات کا خزانہ ہے۔ فی الحقیقت یہ نمبر ایک عظیم استاد کو عظیم شاگرد کا زبردست خراجِ تحسین ہے۔ مجلۃ المجمع العلمی الھندی (میمن نمبر) کی ترتیب وطباعت کی خاطر ڈاکٹر صاحب نے جو شدید محنت کی اس بارے میں ڈاکٹر نذیر احمد (سابق صدر شعبۂ فارسی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی) لکھتے ہیں:

> ''انھوں (ڈاکٹر مختار الدین احمد) نے اپنے شفیق استاد (علامہ میمن) پر ان دو شماروں میں کوئی ایک ہزار صفحات پر مشتمل نہایت قیمتی مواد جمع کر دیا ہے۔ انھوں نے اپنے عالمانہ انداز سے ان کی زندگی اور ان کے کارنامے روشن کیے ہیں، وہ ہر علمی کام کرنے والے کے لیے مشعلِ راہ ہو سکتے ہیں۔ اس مجموعے کے ایک ایک صفحے پر انھوں نے بڑی توجہ صرف کی ہے۔ پروفوں کی تصحیح میں انھوں نے بڑی جان فشانی کا ثبوت دیا ہے۔ مخصوص شمارے دلّی کے جس پریس میں چھپ رہے تھے اس میں چار صفحے بھی ایک ساتھ نہیں چھپ سکتے تھے کیونکہ ان کے پاس کافی ٹائپ ہی موجود نہیں، چنانچہ چند صفحے کمپوز کر کے پریس کا ایک ملازم دلی سے رات کے دس بجے علی گڑھ آتا اور مختار الدین صاحب بارہ ایک بجے تک پروف دیکھ کر اسے دیتے۔ پریس کا آدمی رات ہی کی گاڑی سے واپس جاتا، صبح دلی پہنچتا اور طباعت کا کام جاری رہتا''۔

علامہ میمن کے صاحبزادے پروفیسر محمد محمود میمن راقم الحروف سے اکثر فرماتے تھے کہ علامہ میمن اپنے شاگردوں میں ڈاکٹر سیّد محمد یوسف صاحب کے بارے میں کہا کرتے تے کہ یوسف میرا شاگرد نہیں میرا بیٹا ہے اور وہی میرے نام کو زندہ رکھے گا لیکن مقدر کی بات ہے کہ ڈاکٹر یوسف کا علامہ میمن کی زندگی ہی میں انتقال ہو گیا اور علامہ میمن پر یہ ضخیم نمبر مرتب کر کے یہ سعادت ڈاکٹر مختار الدین احمد صاحب نے حاصل کر لی۔

ڈاکٹر مختار الدین احمد صاحب کے علمی کام اتنے زیادہ ہیں کہ ان کی تفصیل پر مشتمل ایک کتاب ''مختار نامہ'' علی گڑھ سے شائع ہو چکی ہے۔ اس کے علاوہ آپ کی چونسٹھ ویں برسی پر 'نذرِ مختار' کے نام سے مالک رام نے ۱۹۸۸ء میں ایک کتاب مرتب کر کے دہلی سے شائع کرائی اور جناب شاہد ماہلی کی مرتبہ کتاب 'ڈاکٹر مختار الدین احمد۔ محقق اور دانشور' کے نام سے دہلی سے کتاب شائع ہوئی۔ مختصراً آپ کی عربی کتابیں درج ذیل ہیں: الحماسۃ البصریۃ (دائرۃ المعارف عثمانیہ حیدر آباد، ۱۹۶۳ء، ۱۹۶۴ء، بیروت ۱۹۸۳ء) فضائل من اسمہ احمد ومحمد لابن بکیر البغدادی (علی گڑھ ۱۹۶۱ء)، المختار من شعر ابن الدمینۃ (علی گڑھ ۱۹۶۲ء)، الرسالۃ الی احمد بن واثق للمبرد (دہلی ۱۹۶۸ء)، القصیدۃ الدالیۃ للاعشی الکبیر مع شرح الشیرزی (علی گڑھ ۱۹۶۸ء)۔

آپ کی اردو تصنیفات و تالیفات میں: خطوطِ اکبر، احوالِ غالب، نقدِ غالب، سیر دہلی، کربل کتھا، تذکرۂ گلشن ہند، تذکرۂ آزردہ، تذکرۂ شعرائے فرخ آباد، دیوانِ حضور عظیم آبادی، عبدالحق وغیرہ شامل ہیں۔ آپ کے علمی مقالات اور مکتوبات برصغیر پاک و ہند کے اہم رسائل و جرائد مثلاً معارف، برہان، اورینٹل کالج میگزین، اردو، قومی زبان، تحقیق، المعارف، ادبی دنیا، الحمرا، ہمایوں، مخزن تحقیق وغیرہ میں شائع ہوئے۔ آپ کا پہلا مضمون ڈاکٹر مختار احمد انصاری کے انتقال پر روزنامہ انصاری دہلی میں مئی ۱۹۳۶ء میں شائع ہوا۔

ڈاکٹر مختار الدین احمد برصغیر پاک و ہند کے علاوہ عالمِ عرب میں بھی علمی اور تحقیقی خدمات کی بنا پر معروف تھے۔ عالم عرب کے کئی علمی اداروں کی اعزازی رکنیت آپ کو دی گئی تھی۔ ان اداروں میں مجمع اللغۃ العربیۃ دمشق، مجمع اللغۃ العربیۃ الاردنی، جمعیۃ العالمیۃ لاحیاء التراث الاسلامی قاہرہ، مجمع الملکی لبحوث الحضارۃ الاسلامیۃ اردن اور موسسۃ آل البیت للفکر الاسلامی اردن، شامل ہیں۔ آپ کو یہ بھی اعزاز حاصل تھا کہ پاک و ہند میں عالمِ عرب کی مشہور علمی اکیڈمی مجمع اللغۃ العربیۃ دمشق کی اعزازی رکنیت عطا کیے جانے والے چوتھے فرد تھے۔ آپ سے قبل یہ اعزاز صرف تین افراد یعنی حکیم اجمل خان، علامہ عبدالعزیز میمن اور مولانا ابوالحسن علی ندوی کو عطا کیا گیا تھا۔

ڈاکٹر مختار الدین صاحب نے مختلف اوقات میں ستر سے زائد اہل علم پر نہایت قیمتی مضامین بھی لکھے۔ ان مضامین میں ہر شخصیت کے مکمل حالات اور علمی اور تحقیق خدمات پر مفید روشنی ڈالی۔ ان مضامین کا ایک مجموعہ زیر ترتیب ہے۔ جن شخصیات پر ڈاکٹر صاحب کے مضامین موجود ہیں ان میں علامہ عبدالعزیز میمن، بابائے اردو ڈاکٹر مولوی عبدالحق، پروفیسر مسعود حسن رضوی، ڈاکٹر سید محمد یوسف، مولانا احسن مارہروی، ڈاکٹر نبی بخش بلوچ، قاضی عبدالودود، مالک رام، ڈاکٹر ابواللیث صدیقی، محمد طفیل، ڈاکٹر نذیر احمد، مشفق خواجہ، جمیل الدین عالی، کالی داس گپتا رضا، ڈاکٹر نجم الاسلام، ڈاکٹر خورشید احمد فارق، ڈاکٹر معظم حسین و دیگر حضرات شامل ہیں،

ڈاکٹر صاحب کی آخری کتاب 'مکتوباتِ مشفق خواجہ بنام ڈاکٹر مختار الدین احمد' ہے جس میں مشفق خواجہ مرحوم کے ڈاکٹر صاحب کے نام خطوط اور ان پر ڈاکٹر صاحب کے حواشی موجود ہیں۔ یہ کتاب مغربی پاکستان اردو اکیڈمی لاہور نے حال ہی میں شایع کی اور ڈاکٹر صاحب کے انتقال سے چند روز قبل ہی یہ کتاب ان تک پہنچی تھی۔ اس کتاب میں انھوں نے مشفق خواجہ مرحوم سے تقریباً نصف صدی طویل تعلقات پر نہایت عمدہ مضمون راقم الحروف کی گزارش اور اصرار پر تحریر فرمایا تھا۔ ڈاکٹر صاحب کے نامطبوع علمی منصوبوں میں کلیاتِ مکاتیبِ سرسیّد، کلیاتِ مکاتیبِ اکبر، کلیاتِ مکاتیب قاضی عبدالودود، کلیاتِ مکاتیبِ گیلانی وغیرہ شامل ہیں جن پر وہ کئی دہائیوں سے نہایت مستقل مزاجی سے کام کر رہے تھے۔ 'کلیاتِ مکاتیب اکبر' ان شاءاللہ جلد ہی مغربی پاکستان اردو اکیڈمی لاہور سے شایع ہوگی۔

ڈاکٹر مختار الدین احمد صاحب کی شخصیت کا ایک نمایاں وصف دوسروں کی حتی المقدور علمی مدد کرنا تھا۔ اس حوالے سے آپ نے تمام عمر جس طرح علمی معاونت فرمائی اس کی مثال نہیں ملتی۔ اس کام کی خاطر آپ نہ صرف اپنی وسیع معلومات اور ذاتی ذخیرہ کتب سے استفادہ کرتے بلکہ اگر ضرورت محسوس کرتے تو مولانا آزاد لائبریری، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ جا کر کتب و رسائل سے مطلوبہ مواد حاصل کرتے۔ اگر یہاں بھی مطلوبہ مواد نہ ملتا تو اپنے احباب کو خط لکھ کر وہ معلومات حاصل کرتے اور

سائل کی علمی تشفی کرتے، اگراس کام کی خاطر کسی مخطوطے کا عکس، مائکروفلم یا فوٹو کاپی درکار ہوتی تو اپنے ذاتی خرچ سے یہ کام کرتے اور سائل کو بذریعہ ڈاک روانہ کرتے تھے۔ دنیا بھر سے جو بھی آپ سے علمی مدد چاہتا اسے بذریعہ خط تمام تفصیلات مہیا کرتے ہیں۔ پاکستان کے علمی اور ادبی حلقوں میں بھی آپ کا نام نہایت احترام سے لیا جاتا تھا۔ایک طویل عرصے سے آپ پاکستان کے اہل علم سے برابر رابطے میں تھے اوران کی ہرممکن رہنمائی اور معاونت فرماتے تھے۔اس کے علاوہ پاکستان کی معروف یونیورسٹیوں کے پی ایچ ڈی کے مقالات کی جانچ بھی ڈاکٹر صاحب کرتے اور مقالات پراپنی ماہرانہ رائے تحریر فرماتے تھے۔

مکتوب نگاری کا شوق ڈاکٹر صاحب کوایام طالب علمی سے ہی تھا۔ان کے نزدیک خط کا جواب دینا ایک اہم اخلاقی فریضے میں شامل تھا۔ڈاکٹر صاحب نہ صرف خود کثرت سے مکتوب نگاری کرتے بلکہ انھوں نے ذاتی ذخیرے میں مشاہیر اور معاصرین کے مکاتیب کا بہت بڑا ذخیرہ بھی جمع کرلیا تھا۔اس ذخیرے میں خطوط بڑے سلیقے اور ترتیب سے رکھتے تھے۔ان میں ہندوستانی مکتوب نگار، پاکستانی مکتوب نگار اور دیگر غیر ملکی مکتوب نگار حضرات کے خطوط علیحدہ علیحدہ لفافوں میں محفوظ رکھتے تھے۔تمام خطوط تاریخی ترتیب سے یعنی سب سے پرانا خط سب سے نیچے اور جدید ترین سب سے اوپر۔مزید یہ کہ زندہ مکتوب نگار الگ اور وفات پا جانے والے الگ تھے۔ڈاکٹر صاحب پاک و ہند کے علمی وادبی رسائل میں مکاتیب مشاہیر کو شائع کراتے اور ان پر نہایت قیمتی اور معلومات افزا حواشی بھی تحریر فرماتے تھے۔

مکتوب نگاری کے دوران آپ سائل کو ہر پہلو سے تشفی بخش جواب دیتے اوراس مقصد کی خاطر ہر مکتوب کو علمی اور تحقیقی شاہکار بنا دیتے تھے۔ایک اندازے کے مطابق ڈاکٹر صاحب کے لکھے مکاتیب کو ہی اگر جمع کیا جائے تو ان کی تعداد ہزاروں سے گزر کر لاکھ کے عدد تک پہنچ جائے گی۔ ماضی و حال کا شاید ہی کوئی محقق یا ادیب یا مصنف ایسا ہوگا جس کی خط و کتابت ڈاکٹر مختار الدین صاحب سے نہ ہوئی ہو۔راقم الحروف نے اس سلسلے میں ایک ابتدائی (نامکمل) فہرست تیار کی ہے جس سے پتا چلتا ہے کہ صرف پاکستان کے درج ذیل محققین اور مصنفین سے ڈاکٹر صاحب کی علمی خط و کتابت ہوئی: علامہ عبدالعزیز میمن، بابائے اردو مولوی عبدالحق، ڈاکٹر مولوی محمد شفیع، ڈاکٹر سیّد عبداللہ، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان، قاضی احمد میاں اختر جونا گڑھی ،شیخ محمد اکرام، پروفیسر حمید احمد خان، ڈاکٹر وحید قریشی، ڈاکٹر جمیل جالبی، مشفق خواجہ، ڈاکٹر نبی بخش بلوچ، ڈاکٹر ابواللیث صدیقی، مولانا غلام رسول مہر، ڈاکٹر شوکت سبزواری، ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر تحسین فراقی، پروفیسر سید محمد سلیم، ڈاکٹر ریاض الاسلام، حکیم سید محمود احمد برکاتی، ڈاکٹر خورشید رضوی، ڈاکٹر سید معین الرحمٰن، مولانا حامد علی خان، پروفیسر محمد اسلم، پروفیسر منظور حسین شور، ڈاکٹر نجم الاسلام، ڈاکٹر سید رضوان علی ندوی، ڈاکٹر معین الدین عقیل، ڈاکٹر عارف نوشاہی، سیّد حسن عباس، ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا، محمد عالم مختار حق، مفتی محمد ادریس، پیرزادہ اقبال احمد فاروقی، ڈاکٹر مسعود احمد مجددی، ڈاکٹر سید محمد یوسف، انیس شاہ جیلانی، ڈاکٹر انور محمود خالد، جلیل قدوائی، ڈاکٹر سید جاوید اقبال، رفاقت علی شاہد، محمد راشد شیخ و دیگر حضرات۔ یہ فہرست جیسا کہ ذکر کیا گیا ابتدائی ہے، اگر مزید تحقیق کی جائے تو اس میں بہت سے ناموں کا اضافہ ممکن ہے۔

جس طرح ڈاکٹر صاحب کا حلقہء احباب بہت وسیع تھا اسی طرح ان کا حلقہء مکاتبت بھی کئی ملکوں میں موجود تھا۔ان کے احباب میں پاکستان، ہندوستان، ممالک عربیہ، ایران، برطانیہ، امریکہ، فرانس، ہالینڈ اور جرمنی کے محققین اور ادباء شامل تھے۔ڈاکٹر صاحب کی مستقل عادت تھی بذریعہء مکاتبت اپنے احباب سے رابطہ استوار رکھتے، ان کی علمی و تحقیقی مشاغل

کے بارے میں دریافت کرتے اور اگر کسی کو کسی معاملے میں بھی علمی معاونت درکار ہوتی تو بڑی فراخ دلی سے اس کی مدد کرتے۔ڈاکٹر صاحب کے پاس بڑی تعداد میں عربی، فارسی، اردو اور انگریزی کے خطوط محفوظ تھے۔جہاں تک اردو زبان کا تعلق ہے اردو کے کسی محقق نے مکتوبات کی اس قدر جمع آوری، تدوین و تحشیہ پر اس قدر معیاری کام نہیں کیا جتنا مختار صاحب نے۔انھوں نے یہ کام محض مشغلے کے طور پر نہیں بلکہ ایک اہم علمی و تحقیقی ضرورت کی خاطر کیا۔

ان سطور کے راقم کا ڈاکٹر صاحب سے غائبانہ تعارف ۱۹۹۰ء کے قریب ہوا۔اس وقت ان کی علمی و تحقیقی خدمات کے بارے میں کچھ بھی علم نہ تھا۔اگر کسی بات کا علم تھا تو وہ صرف اور صرف یہ کہ ڈاکٹر صاحب، علامہ عبدالعزیز میمن کے شاگرد ہیں اور انھوں نے علامہ میمن پر دو ضخیم جلدوں میں شعبہ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے خاص نمبر شایع کیا ہے۔راقم نے انھیں علی گڑھ کے پتے پر خط لکھا اور اس نمبر کے حصول کی خواہش ظاہر کی۔ڈاکٹر صاحب نے ایک ملاقات کے دوران فرمایا تھا کہ اس خط کا جواب انھوں نے تحریر فرمایا تھا جو راقم تک نہ پہنچ سکا۔خوش قسمتی سے ۱۹۹۳ء میں ڈاکٹر صاحب ادارۂ تحقیقات احمد رضا کی دعوت پر کراچی تشریف لائے اور روزنامہ جنگ کراچی کے سنڈے ایڈیشن میں ان کا مفصل انٹرویو شایع ہوا جس کا راقم نے مطالعہ کیا۔معلوم ہوا کہ ڈاکٹر صاحب اس وقت نیپا ہوسٹل میں قیام پذیر ہیں چنانچہ وہاں ڈاکٹر صاحب سے متعدد ملاقاتیں ہوئیں۔اولین ملاقات میں ہی ڈاکٹر صاحب ایک باوقار، ذی علم اور متحمل مزاج شخص نظر آئے لیکن ساتھ ہی یہ بھی تاثر ملا کہ وہ ابتدائی ملاقاتوں میں ایک فاصلے سے ملتے ہیں اور بے تکلفی کا مظاہرہ نہیں کرتے۔برسوں بعد علامہ میمن کے حالات کی جب تحقیق کی تو پتہ چلا کہ یہی خصوصیت علامہ میمن میں بھی تھی کہ وہ پہلے انسان کو پرکھتے تھے اور جب انھیں یقین ہو جاتا کہ مخاطب صحیح علمی ذوق رکھتا ہے تو اس پر لطف و عنایات کی بارش کر دیتے۔کچھ اسی طرح کا طرز عمل راقم نے علامہ میمن کے ایک اور نامور شاگرد ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ سے ابتدائی ملاقاتوں میں محسوس کیا تھا۔ڈاکٹر مختار صاحب کا معاملہ بھی کچھ ایسا ہی تھا۔اس کے چند روز بعد ڈاکٹر صاحب علی گڑھ تشریف لے گئے اور باوجود خواہش کے ان سے کوئی ملاقات نہ ہو سکی البتہ نصف ملاقات یعنی مکاتبت کا تعلق ان کے انتقال تک رہا اور فون پر بھی متعدد مرتبہ گفتگو کے مواقع حاصل ہوئے۔راقم الحروف کے ذخیرۂ خطوط میں ان کا پہلا خط مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۹۳ء کا تحریر شدہ ہے جب کہ آخری خط انتقال سے کچھ ہی عرصہ قبل ۱۵ اپریل ۲۰۱۰ء کا لکھا ہوا ہے۔اس دوران راقم خواہ کراچی میں رہا یا کراچی سے باہر، ڈاکٹر صاحب سے تعلق اور ان سے علمی رہنمائی حاصل کرنے کی پوری کوشش کی۔

راقم کے نام ڈاکٹر صاحب کے کل ۶۸ خطوط مع حواشی پیش خدمت ہیں۔اس دوران راقم نے پوری کوشش کی کہ اُن کا کوئی خط ضایع نہ ہو لیکن عین ممکن ہے کہ دو چار خطوط ضایع ہو چکے ہوں۔

ڈاکٹر صاحب کے خطوط میں جس موضوع پر سب سے زیادہ رہنمائی ملی وہ ہے ان کے استاد محترم علامہ عبدالعزیز میمن کی سوانح جس پر برس ہا برس سے راقم کام کر رہا تھا اور الحمد للہ یہ کتاب، پہلے لکھنو سے شایع ہوئی اور اس کا نظر ثانی و اضافہ شدہ ایڈیشن کراچی سے شایع ہوا۔ڈاکٹر صاحب کی دلی خواہش تھی کہ ان کے استاد محترم کا نام اور ان کی خدمات لوگوں کو یاد رہیں اور ایسا نہ ہو کہ وقت گزرنے کے ساتھ دنیا انھیں فراموش کر دے۔ماضی قریب میں اپنے استاد کے انتقال کے بعد اس سے عقیدت اور محبت اور اس کے نام کو زندہ رکھنے کی ایسی مثال شاید ہی ملے ورنہ آجکل تو لوگ زندگی میں ہی فراموش کر دیتے ہیں۔مثلاً ایک خط میں اس بارے میں تحریر فرماتے ہیں" خوشی ہوئی کہ آپ ہمارے استاد پر ایک کتاب لکھ رہے ہیں۔فروری کے تیسرے ہفتے

میں علی گڑھ کا شعبہ عربی علامہ مرحوم پر ایک سیمینار منعقد کر رہا ہے۔ صدر شعبہ پروفیسر کفیل احمد قاسمی کی طرف سے دعوت نامہ جارہا ہے۔ آج کل کے حالات میں آنا تو مشکل ہے لیکن آپ کوئی مناسب موضوع پر ایک مقالہ لکھ کر بھیج دیں تو یہاں پڑھوا دیا جائے گا''۔

ڈاکٹر صاحب علمی تعاون کے لیے ہر وقت تیار رہتے تھے اور اگر کسی علمی مسئلے میں انھیں اپنی رائے سے رجوع بھی کرنا ہوتا تو کر لیتے اور اسے انا کا مسئلہ نہیں بناتے تھے مثلاً علامہ میمن کی سوانح کی تحقیق کے دوران راقم کو علامہ کی آواز میں ایک آڈیو کیسٹ ملا جس میں انھوں نے فرمایا تھا کہ اورینٹل کالج لاہور سے، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں تقرری سے قبل علامہ اقبال نے علامہ میمن سے متعلق ایک اہم خط لکھا تھا جو مسلم یونیورسٹی میں آج بھی محفوظ ہے۔ راقم نے ڈاکٹر صاحب سے جب اس تاریخی اور غیر مطبوعہ خط کا ذکر کیا تو پہلے انھوں نے تحریر فرمایا ''علامہ اقبال کا کوئی خط الاستاذ کے بارے میں یہاں موجود نہیں، ہوتا تو میں مجلّہ کے میمن نمبر میں ضرور چھاپتا۔'' لیکن جب راقم نے اس کی تلاش پر اصرار کیا تو ڈاکٹر صاحب نے دوبارہ پرانا ریکارڈ تلاش کیا اور علامہ میمن کی ذاتی فائل میں بالآخر علامہ اقبال کا خط تلاش کر ہی لیا جس کی نقل راقم کو روانہ کی جو راقم کی کتاب 'علامہ عبدالعزیز میمن۔ سوانح اور علمی خدمات' میں پہلی مرتبہ اشاعت پذیر ہوا۔

ڈاکٹر صاحب کی ایک بڑی خوبی یہ بھی تھی کہ وہ دنیا بھر میں اہل تعلق سے تعلقات برقرار رکھتے تھے۔ انھیں یہ علم رہتا کہ کس شہر کے کس آدمی نے کس علمی کام کا آغاز کیا ہے اور وہ کام کہاں تک پہنچا ہے۔ اگر انھیں کوئی خط نہیں لکھتا تو خود ہی خط لکھ کر اس علمی کام کی رفتار کے بارے میں معلومات حاصل کرتے اور اگر کوئی رکاوٹ ہوتی تو اسے دور کرنے کے لیے نہ صرف مفید مشورے دیتے بلکہ معاون مواد بھی روانہ کرتے۔ مثلاً راقم کے نام ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں ''ایک مدت سے نہ آپ کا کوئی خط آیا نہ آپ کی علمی و ادبی سرگرمیوں سے واقفیت ہوئی۔ الاستاذ پر آپ کی کتاب بھی ابھی تک غالباً شائع نہیں ہوئی ورنہ آپ اطلاع ضرور دیتے۔ اس راہ میں جو مسائل پیش آرہے ہوں گے ان کا مجھے اندازہ ہے۔ خدا وسائل مہیا کر دے کہ آپ کی کتابیں شائع ہو جائیں۔ اس عرصے میں علمی مشاغل کیا رہے۔ خواجہ صاحب مرحوم کی کیا کیا کتابیں شائع ہوئیں اس سے بھی مطلع کیجیے گا۔''

ڈاکٹر صاحب کے آخری زمانے کے خطوط سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ انھیں اس بات کا شدید احساس تھا کہ علمی منصوبوں کو اس قدر طوالت نہ دی جائے کہ ان کی اشاعت ہی نہ ہو سکے۔ اس حوالے سے ایک خط میں راقم کو نصیحتاً یہ تحریر فرمایا: ''آپ نے میمن صاحب پر کام شاید بہت پھیلا دیا ہے اس لیے مزید تاخیر ہو رہی ہے بہر حال دعا ہے کہ آپ کے سارے نیک مقاصد میں آپ کو کامیابی ہو۔ میرا حقیر مشورہ ہوگا کہ آپ کام زیادہ پھیلائیں نہیں اس میں وقت بھی زیادہ صرف ہوتا ہے اور اخراجات بھی۔''

ڈاکٹر صاحب کی عادت تھی کہ اگر انھیں کوئی مناسب مشورہ دیا جاتا تو نہ صرف اسے قبول کرتے بلکہ مشورہ دینے والے کا شکریہ بھی ادا کرتے۔ راقم کے علم میں یہ بات تھی کہ ڈاکٹر صاحب تقریباً نصف صدی سے اکبر الہ آبادی کے خطوط کی جمع آوری کر رہے تھے اور انھیں کلیاتِ مکاتیبِ اکبر کی شکل میں مرتب کر کے شائع کرانا چاہتے تھے۔ اس اہم کام میں تاخیر پہ تاخیر ہوتی جا رہی تھی اور بڑھتی ہوئی عمر کے ساتھ، ڈاکٹر صاحب کے قویٰ قانونِ فطرت کے مطابق ضعیف سے ضعیف تر ہوتے جا رہے تھے۔ ایک خط میں راقم نے ان سے گزارش کی تھی کہ دیگر کام تو اور لوگ بھی کر سکتے ہیں لیکن انھیں سب سے پہلے اس اہم کام کی تکمیل پر توجہ دینی چاہیے۔ اس کے جواب میں انھوں نے تحریر فرمایا ''آپ نے 'کلیات مکاتیب اکبر' کی طرف پوری توجہ کرنے کا

مشورہ دیا ہے اُب یہی کروں گا۔آپ نے خلوص اور محبت سے یہ سطریں لکھیں ہیں، میں خوش ہوا۔آپ نے صحیح لکھا ہے چند کاموں کی طرف بیک وقت توجہ کرنے سے بہت نقصان ہوتا ہے‘‘

ڈاکٹر صاحب کے خطوط سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ علمی اور تحقیقی منصوبوں کے لیے کتب اور ان کے نقول کی فراہمی کے لیے وہ کس قدر تگ ودو کرتے تھے مثلاً اسلام آباد میں مقیم ایک صاحب کو مولانا آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی میں محفوظ ایک اہم کتاب کی نقل ایک علمی ضرورت کے تحت درکار تھی۔ڈاکٹر صاحب نے حسبِ عادت کئی سو روپے خرچ کر کے نقل حاصل کی اور اپنے پاس محفوظ رکھی۔جب ان صاحب نے نقل کے حصول کے حوالے سے کوئی رابطہ نہ کیا تو راقم کو ایک خط میں تحریر فرمایا:’’آپ حسن نواز شاہ (اسلام آباد) سے واقف ہوں تو ان کا پتا لکھیے۔وہ شیخ سہروردی کے خلفاء پر کام کر رہے ہیں۔انھیں ’اخبار الجمال‘ کے نسخے کے عکس کی ضرورت تھی۔‘‘

اسی طرح ڈاکٹر صاحب اس بات کے بھی خواہش مند رہتے تھے کہ اگر انھوں نے کوئی خط لکھا ہے یا کوئی چیز بھیجی ہے تو اس کی وصولی کی فوراً اطلاع انھیں دی جائے اور اگر بروقت اطلاع نہ دی جاتی تو بذریعہ خط کسی قدر برہمی کا بھی اظہار فرماتے۔لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان کی برہمی میں بھی مکتوب الیہ سے تعلق اور اس کی تربیت کا پہلو نمایاں ہوتا تھا نہ کہ اس کی توہین۔مثلاً علامہ میمن کی سوانح کی تکمیل کے لیے راقم نے ڈاکٹر صاحب سے گزارش کی تھی کہ علامہ میمن کے وہ خطوط جو اُن کے نام ہیں اُن کے عکس برائے شمولیتِ کتاب روانہ فرمائیں۔ڈاکٹر صاحب نے عکس روانہ کر دیے لیکن راقم ملازمتی مصروفیات کی بنا پر بروقت اطلاع نہ دے سکا تو انھوں نے تحریر فرمایا:’’آپ بھی خوب آدمی ہیں۔کہاں تو یہ عجلت اور اضطراب کے فوراً مکتوبات میمنی بھیجیے۔اصرار پر اصرار کہ صرف آپ کے مضمون کی وجہ سے میمن صاحب کی کتاب رکی ہوئی ہے اور کہاں یہ خاموشی اور سناٹا کہ کتاب تو کتاب خط تک نہیں بھیجتے‘‘

لیکن جب کتاب شایع ہوگئی اور اس میں تمام خطوط بھی شایع ہوگئے اور اس کی اطلاع ڈاکٹر صاحب کو دی گئی تو انھوں نے اپنے استادِ محترم کی اس اولین سوانح کی اشاعت پر ان الفاظ میں خوشی کا اظہار فرمایا :’’ ’حیات ونگارشات میمنی‘ کی طباعت کی خبر سے بہت خوش ہوا۔ایک دروازہ بند ہو جائے تو دو دروازے خدا کھول دیتا ہے۔ملتے ہی رسید بھیجوں گا۔پھر وہاں سے بھی چھپ جائے تو اچھا ہے۔‘‘

حقیقت یہ ہے کہ ڈاکٹر مختار الدین احمد ان پاک طینت انسانوں میں تھے جو دوسروں کی حوصلہ افزائی اور مدد کر کے خوشی حاصل کرتے ہیں۔مورخہ ۳۰ر جون ۲۰۱۰ء کو ان کے علی گڑھ میں انتقال کی خبر سے نہ صرف دنیا بھر میں ان سے تعلق رکھنے والے ملول تھے بلکہ وہ ایک ایسے شخص کی علمی معاونت اور رہنمائی سے محروم ہو چکے تھے جس کا کوئی نعم البدل نہ ان کی زندگی میں تھا اور نہ کوئی آئندہ ہوگا

موت اس کی ہے کرے جس کا زمانہ افسوس
ورنہ دنیا میں سبھی آئے ہیں مرنے کے لیے

یہاں تک آپ نے ڈاکٹر مختار الدین صاحب کے احوال ومحاسن کا مطالعہ کیا۔آگے ان کے خطوط بنام راقم اور ان پر مختصر وضاحتی حواشی بقلم راقم مطالعہ فرمائیے۔

(۱)

علی گڑھ،

۲۳-۹-۹۳ء

مکرمی محمد راشد شیخ صاحب السلام علیکم

مجلۃ المجمع العلمی الھندی (میمن نمبر) کے دونوں حصہ ۶ ستمبر کو رجسٹری سے بھجوا چکا ہوں آج تک رسید نہیں آئی۔ اگر پارسل اب بھی نہ پہنچا ہو تو ڈاک گھر میں پتہ چلایئے۔ رجسٹری نمبر 4657 ہے اور روانگی کی تاریخ ۶ ستمبر ۱۹۸۹ء ضرورت کی کچھ اور کتابوں اور رسالوں کے نام لکھ بھیجئے۲ کہ آپ کو روانہ کر دیے جائیں گے۔ ایک اردو کی کتاب کا نام آپ نے لکھوایا تھا وہ پرچہ جس پر نام درج تھا فی الحال نہیں مل رہا ہے براہ کرم اس کا نام اور دوسری کتابوں کے نام لکھ بھیجئے امید ہے آپ بخیر و عافیت ہونگے۔

ملیر ہالٹ میں میرے ایک کرم فرما اور اردو، فارسی، سندھی کے محقق جن کی نظر بنگال اور سندھ کی تاریخ و ادب پر بہت اچھی ہے قیام فرما ہیں۳۔ آپ ان سے مل کر علمی استفادہ کر سکتے ہیں۔ آج کل ان کی طبیعت کچھ ناساز ہے اس لیے آپ کو عیادت کا ثواب بھی مل جائے گا۔

کراچی کی ملاقات کے دوران بھی میں نے ان کا ذکر آپ سے کیا تھا بلکہ کچھ ایسا خیال آتا ہے کہ آپ ہی نے ملیر ہالٹ جا کر کراچی میں میری آمد کی اطلاع دی تھی اور انہوں نے مجھے ٹیلیفون کیا تھا۔

میمن نمبر اگر مل گیا تو آپ کو پسند آیا؟ اگر آپ کو عربی سے دلچسپی ہے تو آپ مجلہ کے مجلدات۴ منگوا سکتے ہیں لیکن پہلے اپنی ضرورت کی کتابیں

امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۲)

علی گڑھ

۴/۲/۹۴ء

مکرمی السلام علیکم

کسی ایک کتاب کا بھیجنا آسان نہیں لیکن متعدد مقامات اور متعدد اداروں کی مطبوعات خاص طور پر جب وہ قدیم ہوں مشکل سے دست یاب ہوتی ہیں۱۔ علی گڑھ میں نہیں ملیں تو ایک دوست کو دہلی میں زحمت دی انھیں کامیابی نہیں ہوئی۔ مولانا سعید الاعظمی ندوہ میں عربی ادب کے استاد ہیں اور البعث (عربی)۲ کے مدیر، ان کا ایک مکتبہ بھی ہے، مکتبہ فردوس، مکارم نگر لکھنؤ انھوں نے مولانا عبدالماجد کی خود نوشت سوانح حیات بھی شائع کی ہے۳۔ میں نے انہیں آپ کی فہرست مطلوبات بھیج دی تھی کہ یہ کتابیں تلاش کر کے آپ کو رجسٹری سے بھیج دیں اور قیمت اور اجرت برید سے مجھے مطلع کریں کہ انھیں بھیج دی جائے۔ کوئی جواب نہیں آیا تو آج سے ایک ماہ پہلے ۴ رجنوری کو انہیں پھر لکھا اور دوبارہ فہرست بھیج دی کہ مبادا میرا پہلا خط نہیں ملا ہو۔ کتابیں وہ اگر آپ کو بھیج رہے ہوتے تو آپ کا خط ضرور آتا۔

انھیں پھر لکھ رہا ہوں۔ 'ہندوستان اسلامی عہد' ۴ میں تو مل جانی چاہئے' تاریخ گجرات' ۵، یوسف حسین خان کی 'یادوں کی دنیا' ۶ اور ترکی پر خالدہ ادیب خانم کی کتاب ۷ اب شاید ہی ملے اور اس لیے کچھ اور کتابوں کے نام لکھ بھیجیے جو ممکن الحصول ہوں۔

'صدق جدید' کی کوئی فائل کتبخانہ خدا بخش نے شائع کی ہو اس کی مجھے اطلاع نہیں ۸۔ آپ کو یہ اطلاع کہاں سے ملی لکھیے گا۔ وہاں سے اگر شائع ہوئی ہے تو بآسانی مل جائے گی۔ مکتوبات ماجدی میں نے ماجد صاحب کے بھتیجے ہاشم قدوائی سے لے کر پڑھی تھی۔ ان سے کہا تھا کہ میرے لیے قیمتاً ایک نسخہ منگوا دیں لیکن غالباً انہیں بھی کلکتہ کے پبلشر ۹ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ تاجر لوگ نہیں ہیں دیندار ہیں اور مولانا کے معتقد۔ بس کتاب چھاپ دی ثواب کما لیا۔ بہرحال آپ کے کام سے غافل نہیں ہوں کہیں اور کبھی بھی کتاب ملی تو بھیج دوں گا لیکن آپ دوسری مطبوعات کی جن کی آپ کو ضرورت ہو نام ضرور لکھ بھیجئے۔ میمن صاحب ۱۰ کی تصاویر یا اور تحریرات ضرور بھیجئے۔

امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۳)

علی گڑھ

۹۴/۵/۱۵ء

مکرمی راشد صاحب السلام علیکم

۴ فروری کو آپ کو ایک خط لکھا تھا جس میں آپ کے خط مورخہ ۲۷ رنومبر کے مندرجات کے بارے میں کچھ اطلاعات تھیں۔ آپ نے مطبوعہ کتابوں کی فہرست مکتبۂ فردوس، مکارم نگر کو بھیج دی تھی وہاں سے جواب آیا تھا کہ یہ کتابیں بازار میں نہیں۔ 'صدقِ جدید' کا کوئی فائل خدا بخش لائبریری نے شائع نہیں کیا ہے۔ 'ترکی میں مشرق و مغرب کی کشمکش'، 'تاریخ اولیاء گجرات' ۱ کے ملنے کی تو مجھے توقع نہیں تھی۔ خیال تھا کہ 'ہندوستان اسلامی عہد میں' اور 'یادوں کی دنیا' مل جائے گی اور 'مکتوبات ماجدی' ۲ تو ابھی حال میں کئی سال پہلے چھپی ہے، ضرور مل جانی چاہیے۔ مکتوبات کی مجھے بھی ضرورت ہے کلکتہ میں ایک صاحب کو لکھا ہے اگر مل گئی تو آپ کو بھیج دوں گا۔

کتابوں کے دو اشتہارات بھیج رہا ہوں۔ یہ کتابیں یقیناً مل جائیں گی۔ آپ اپنی پسندیدہ کتابوں کے نام لکھیں۔ محصول کا خرچ بڑھ گیا ہے لیکن آپ کے یہاں تو یہاں سے بھی زائد ہے کتابوں کی قیمتیں فہرست میں درج ہیں۔

امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ ڈاکٹر وفا راشدی صاحب کی خیر و عافیت عرصے سے معلوم نہیں ہوئی ہے۔ ٹیلیفون کر کے ان کی خیر و عافیت معلوم کریں اور مجھے اطلاع دیں اور اگر آپ کو فرصت مل جائے تو ان سے جا کر مل لیجیے اور خیر و عافیت کا خط ان سے لکھوا کر مجھے بھیج دیں تو مزید ممنون ہوں گا۔ اس طرف رسالہ العلم (کراچی) ۳ بھی نہیں آیا جس میں ان کی خودنوشت سوانح حیات ۴ چھپ رہی ہے۔

مختار الدین احمد

علی گڑھ

۹۵/۳/۳۱ء

راشد صاحب مکرم السلام علیکم

گرامی نامہ مورخہ ۶ مارچ اور کتابوں کی فہرست کل ملی۔ میں دو تین ماہ سے علیل ہوں اور کتابوں کے منگوانے اور بھیجنے کے مسائل ہیں جو افسوس ہے کہ میں انجام نہیں دے سکتا۔ میں نے پچھلے خط میں بھی آپ کو لکھا تھا کہ آپ براہ راست لکھنؤ خط لکھیں اور جو صورت وہ لوگ بتائیں اس کے مطابق عمل کیجیے۔

دو باتیں میرے خیال میں آتی ہیں۔ معارف (اعظم گڑھ) کا زرِ تعاون پاکستان کے اصحاب منیجر کے ہدایت کے مطابق حافظ محمد یحییٰ، شیرستان بلڈنگ بالمقابل ایس ایم کالج اسٹریچن روڈ، کراچی کے پاس جمع کیا جاتا ہے، جیسا کہ معارف کے اندرونی سرورق پر درج ہے آپ انہیں خط نہ لکھیں خود ملیں اور ان سے مشورہ کریں ممکن ہے وہ کوئی صورت پیدا کردیں۔

دوسری شکل یہ ہے کہ آپ کسی لکھنؤ آنے جانے والے سے گفتگو کریں جو آپ دیں گے وہ لے لیں گے اور لکھنو کے اصحاب جو کتابیں دیں گے وہ آپ تک پہنچا دیں گے۔ لکھنو لوگ عام طور پر آتے جاتے رہتے ہیں اگر آپ نے کسی کو تیار کرلیا تو کتابیں براہ راست آپ کو آسانی سے مل جائیں گی۔ میرا خیال ہے کہ جو رقم آپ نے مخصوص کی تھی اس کی کتابیں آپ کو پہنچ گئیں اور اسی سے محصول بھی ادا کیا گیا، لیکن احتیاطاً اور لکھیے کہ رقم کتنی ہے اور کتنی رقم کتابوں اور محصول پر خرچ ہوئی تا کہ مجھ پر ذہنی بار نہ رہے۔

امید ہے آپ بخیر ہونگے۔ والسلام

مختار الدین احمد

ٹکٹ بھیجنے کی ضرورت نہ تھی، واپس کیا جاتا ہے۔

(۵)

عمان/اردن

۹۵/۷/۷ء

مکرمی السلام علیکم!

آپ کا خط مل گیا تھا آپ نے بہت اچھا کیا کہ خط لکھ کر صورت حال واضح کردی، بہت دن ہو گئے تھے اس لیے مجھے صحیح یاد نہ تھا یہ خط تو خیر ضروری تھا، آئندہ اس قسم کی باتیں لکھنے کی ضرورت ان شاء اللہ آپ کو نہیں پڑے گی یہی قرینہ احتیاط بھی ہے۔

آپ کی مطلوبہ کتابوں میں سے جو مل جائیں بھیج دوں گا تذکرۂ معاصرین ۲، ۳ یا ۴، تلاش کروں گا لیکن اب اس کے ملنے کی امید بہت کم ہے۔ فہرست مطبوعات دائرۃ المعارف ۲ کے لیے میں نے مفتی عظیم الدین صاحب (دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد) کو لکھ دیا ہے کہ آپ کو براہ راست بھیج دیں۔ یہ ممکن نہ ہو تو مجھے بھیج دیں۔ اگر ایک ماہ تک فہرست آپ کو نہ ملے تو براہِ کرم

ایک خط براہ راست انھیں لکھیے، پتا انگریزی میں لکھیے گا۔
امید ہے آپ بخیر عافیت ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۶)

۹۵/۱۰/۳ء

مکرمی راشد شیخ صاحب السلام علیکم!
تذکرۂ معاصرین[۱] کی تین جلدیں اتفاق سے ایک جگہ مل گئیں بھیج رہا ہوں یہی نسخہ اب اس کی دوکان میں رہ گیا تھا پہلی جلد اب بالکل نہیں ملتی۔
نخبۃ الادب[۲] کا نسخہ بچوں کے پاس تھا تحفتہً پیش کرر ہا ہوں۔
فہرست کے لیے دائرۃ المعارف کو دوبارہ لکھا شاید آپ کو بھیج دیا ہو۔ ایک نسخہ میں نے اپنے لیے منگوایا تھا وہ تو آج تک نہیں ملا۔ آپ وہاں کی کچھ مطبوعات خرید نا چاہیں تو انہیں لکھیں کہ وہ آپ کو رجسٹری سے بھیج دیں۔ قیمت اور محصول آپ کی طرف سے ادا کردوں گا۔
کتابوں کے بھیجنے پر جو محصول خرچ ہوا ہے اس کی تفصیل نہیں مل رہی ہے آپ کے پاس ہے تو مطلع کیجئے گا۔ والسلام
مختار الدین احمد
آپ کا خط مورخہ ۵/۲۷ مل گیا ہے شکریہ۔ اس کے مطابق تعمیل ارشاد کرتا ہوں۔

(۷)

علی گڑھ
۹۶/۵/۲۵ء

مکرمی راشد شیخ صاحب السلام علیکم!
مکتوب مورخہ ۴/۲۵ یہاں ۵/۱۴ کو موصول ہوا۔ کراچی میں ڈاکٹر وفا راشدی صاحب کے پڑوس میں آپ رہتے ہیں مقام مسرت ہے کہ حیدر آباد میں ڈاکٹر نجم الاسلام صاحب[۱] کا قرب آپ کو حاصل ہے۔ بہت اچھا موقع آپ کو ملا ہے اس سے فائدہ اٹھانا آپ کا کام ہے۔
تذکرۂ خطاطین پر جم کر کام کیجئے[۲]۔ یہ بہت اچھا موضوع ہے اور اس پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ وصلیوں ہی کو لیجئے تو سیکڑوں نہیں ہزاروں وصلیاں ہندوستان، پاکستان، یورپ، امریکہ میں بکھری ہوئیں ہیں۔ یہاں شعبہء تاریخ کے ایک استاد نے مغل پینٹنگ پر بہت اچھی کتاب شائع کی ہے، اس کا نام اور ناشر کا پتہ دریافت کر کے آپ کو اطلاع کروں گا[۳]۔ آپ کسی ذریعے سے ہندوستان یا انگلستان سے منگوا سکیں تو اس کا مطالعہ بہت مفید ہوگا۔ اس میں دنیا بھر کے اہم مصور مخطوطات کا ذکر ہے۔
چند وصلیوں کا عکس میں نے فہرست نمائش مخطوطات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں ۱۹۹۳ء میں شائع کیا تھا۔ یہ خیال آتا ہے کہ ڈاکٹر نجم الاسلام کے پاس بھیجا ہے، اسے بھی دیکھئے۔ مل جائے تو اس فہرست کی عکسی نقل بنوا لیجئے۔

محمد یوسف مرحوم ۲پر یہاں کے رسالوں میں کوئی مضمون نظر سے نہیں گزرا اگر مکمل طور پر مل جائے تو میں اس کا عکس ان شاء اللہ فراہم کروں گا۔ بلا تکلف لکھیے گا۔

بیسویں صدی کے خطاطوں پر کام کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس فن کے قدما و متوسطین کی تاریخ اور ان کی کوششوں پر آپ کی نظر ہو۔ متعدد کتابیں آپ کو وہاں کے کتب خانوں میں مل جائیں گی۔ ایک کتاب شاید ابھی وہاں نہ پہنچی ہو اس کا مطالعہ آپ کے لیے بہت مفید ثابت ہوگا۔

کتاب کا نام ہے 'کتاب آرائی در تمدن اسلامی'

(مجموعہ رسائل در خوش نویسی، مرکب سازی کاغذ گری، تذہیب وتجلید)

مصنف: نجیب مایل ہروی، پتا: ایران مشہد ص۔ب ۳۶۶/۹۱۷۳۵ تقصیع کلاں، صفحات ۱۰۵۰

آپ کبھی اسلام آباد جائیں تو ڈاکٹر عارف نوشاہی صاحب۵ سے ملیں (۶۹ ماڈل ٹاؤن ہمک، اسلام آباد) یا فون پر بات کریں (نمبر 490224)۔ وہ برسوں ایران رہ کر واپس آئے ہیں ممکن ہے وہ اپنے ساتھ یہ کتاب لائے ہوں۔ اسلام آباد کے کسی کتب خانے میں یہ کتاب اگر آئی ہوگی تو اس کے بارے میں بھی وہ اطلاع دے سکیں گے۔

ہاں، علی گڑھ کے استاد کا نام سوم پرکاش ورما ہے اور کتاب کا نام یہ ہے:

Mughal Painters and their work

A Biographical Survey and Comprehensive Catalogue

مطبوعہ اوکسفورڈ یونیورسٹی پریس دہلی ۱۹۹۴ء۔ یہ مصوروں کی الف بائی فہرست ہے۔ جن مصور مخطوطات کا ذکر ہے ان میں سے کچھ کے کاتبوں کے نام بھی درج ہیں جو اعلیٰ درجے کے خوش نویس ہیں لیکن یہ سب مغل عہد کے ہیں۔

ڈاکٹر وفا راشدی صاحب کو میرا اسلام کہیے۔ 'العلم' میرے پاس نہیں آتا ہے لیکن یہ معلوم ہوا ہے ڈاکٹر صاحب کی خودنوشت اس میں برابر شائع ہو رہی ہے۔ کتابی شکل میں چھپے تو ضرور بھجوائیں ۶۔ امید آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۸)

یوم سرسید

۱۷راکتوبر ۱۹۹۶ء

راشد صاحب مکرم السلام علیکم

مورخہ ۳۰ راگست آج صبح ملا۔ تاخیر سے پہنچنے پر حیرت ہوئی یہ ایک مقام Hansot سے بغیر ٹکٹ کے روانہ ہوا ہے ا، بیرنگ ہونے سے ایک فائدہ یہ ہوا کہ حفاظت سے یقینی طور پر یہاں پہنچ گیا۔ میرا خط مورخہ ۱۰ رمئی اتنی تاخیر سے آپ کو کیسے ملا سمجھ میں نہ آیا۔ خواجہ صاحب۲ بہت مستعد آدمی ہیں اور خطوط فوراً روانہ کر دیتے ہیں لیکن اس طرف وہ کچھ مہینوں سے کچھ علیل رہے ہیں۔ میرے پاس بھی ان کا خط زمانے سے نہیں آیا ہے۔ میرا خط کاغذات میں ادھر ادھر ہو گیا ہوگا۔

محمد یوسف دہلوی پر مضمون ۳ دیکھا اچھا ہے۔ مجھے عبد المجید پرویں رقم ۴ اور ان کے بیٹے ابن پرویں رقم ۵ پر

معلومات اوران کی تحریروں کے عکس کی ضرورت تھی۔

خوشی ہوئی کہ تذکرۂ خطاطین پر آپ کا کام جاری ہے۔ ڈاکٹر نجم الاسلام صاحب کے تعاون سے یقین ہے آپ کا کام جلد مکمل ہو جائے گا۔ آپ زیادہ تکلف میں نہ پڑیں جو کچھ مواد بعد کو ملے وہ آپ دوسرے ایڈیشن میں لے آئیں۔ مجھے خوب سے خوب تر کی تلاش میں علمی و ادبی زندگی میں نقصان پہنچا ہے[6] اس لیے لکھ رہا ہوں۔ من نہ کردم شما حذر بکنید۔

مقدمہ جناب ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں صاحب[7] سے لکھوانا بہت مناسب ہوگا۔

دہلی کی تاریخی عمارات پر خلیق انجم صاحب[8] معلومات فراہم کر سکتے ہیں انہیں پھر لکھیے۔ ترمذی صاحب[9] کو بھی لکھیے وہ جامعہ نگر میں رہتے ہیں آپ عبداللطیف اعظمی صاحب[10] ۳۴۹ ذاکر نگر، گلی نمبرا، جامعہ نگر دہلی 110025 کے پتہ پر انہیں خط لکھیں وہ صحیح پتہ پر بھیج دیں گے۔ ابھی ان کا پتا مل گیا ہے: سیّد علی اکبر ترمذی ذاکر باغ نئی دہلی 110025۔

آپ ایک تفصیلی خط ڈاکٹر ضیاء الدین ڈیسائی صاحب[11] (۱۴ خورشید پارک احمد آباد 380055) کو لکھیے براہ راست۔ یہ حکومت ہند کے شعبۂ آرکیالوجی میں ڈائریکٹر تھے اور ہندوستان میں عربی و فارسی کتبوں کے سب سے بڑے ماہر ہیں۔ ان کی نظر میں ایسی کتابیں اور تحریرات ہوں گی جو آپ کے لیے مفید ہوں گی۔ اگر اس موضوع پر کوئی کتاب چھپی ہو تو وہ ضرور واقف ہوں گے۔

نیشنل میوزیم کے ڈائرکٹر کا نام غالباً ڈاکٹر نسیم اختر ہے۔ نیشنل میوزیم، جن پتھ نئی دہلی کے پتا پر انہیں خط لکھا جا سکتا ہے۔ انگریزی کتاب اس موضوع پر اگر چھپی ہے تو وہ ضرور واقف ہوں گے۔

ابھی ڈاکٹر نذیر احمد صاحب[12] سے مل کر آ رہا ہوں انہوں نے علی اصغر حکمت کی کتاب 'نقشِ پارسی بر احجارِ ہند' (ایران سوسائٹی کلکتہ ۱۹۵۷ء) دکھائی۔ یہ تو وہاں کراچی میں ضرور ہوگی اسے دیکھئے۔ 'جدید ترین کتیبہ در قرن بیستم مسیحی' کے عنوان کے تحت راشٹرپتی بھون اور سوتھ بلاک (وزارت دفاع) کے کتبات کا ذکر ہے (ص ۱۰۹ تا ص ۱۰۹) لیکن اس میں کہیں محمد یوسف مرحوم کا ذکر نہیں ملا۔ یہ اصل میں کتبے ہیں یوسف مرحوم نے ممکن ہے وصلیاں لکھی ہوں۔ بہر حال آپ اگر یہ کتاب منگوانا چاہیں تو جناب عبدالمجید ام اے سکریٹری ایران سوسائٹی 12، Kid Road کلکتہ 73016 کو لکھیں، قیمت زیادہ نہیں ہوگی۔

یاد آتا ہے کہ 'معارف' کا اشاریہ کسی نے بنایا ہے[13] لیکن انجمن ترقی اردو کے رسالے 'اردو ادب' میں غالباً شائع نہیں ہوا اور نہ میری نظر سے ضرور گزرتا۔ خلیق انجم کو خط لکھیے تو یہ بات بھی ان سے پوچھیے وہی اس کے ایڈیٹر ہیں۔

ڈاکٹر نجم الاسلام صاحب کا بہت دنوں سے خط نہیں آیا لیکن ان کی خیریت ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کے نام کے خط سے معلوم ہوگئی۔ ڈاکٹر صاحب کل ان کا خط دکھانے کے لیے تشریف لائے تھے۔ ایران کی انسائکلوپیڈیا کے لیے مضامین لکھنے میں بہت مصروف ہیں۔ وہ ملیں تو ان کی اور پروفیسر غلام مصطفےٰ خاں صاحب کی خدمت میں میرا اسلام پیش کر دیجیے۔ مصطفائی صاحب سلمہ[14] کو دعا کہیے۔

جلیل قدوائی صاحب[15] کے نام کے خطوط ایک مجموعے میں چھپنے والے تھے اس کا کیا ہوا یہ چھپتے ہی بھجوایئے۔

امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

مختارالدین احمد

آج کے اخبار ہندستان ٹائمز میں موجودہ دور کی خوش نویسی پر فیروز بخت احمد کا ایک مضمون چھپا میں اس کا تراشہ بھیج رہا ہوں[۱۶]۔ یہ مولانا ابوالکلام سے قربت رکھتے ہیں اور غالباً جامعہ نگرنئی دہلی ۲۵ میں رہتے ہیں ان سے بھی خط کتابت رکھیے۔
ڈاکٹر وفار راشدی کو سلام کہیے بوقت ملاقات

(۹)

علی گڑھ

۹۸/۵/۱۵ء

مکرمی محمد راشد شیخ صاحب السلام علیکم

مکرمت نامہ مورخہ ۳/۱۵ بہت تاخیر سے یہاں پہنچا۔ غالباً متوسط کے پاس پڑا رہا۔ میں کوئی ایک مہینے سے علی گڑھ سے باہر تھا۔ ۱۰ اپریل کو مولانا مظہر الحق عربک پرشین یونیورسٹی پٹنہ میں قائم ہوئی اور میں اس کا پہلا وائس چانسلر مقرر ہوا۔

یونیورسٹی کے کام سے یہاں ۱۲ کو آیا تو ڈاک میں آپ کا خط رکھا ہوا ملا۔

علی گڑھ میگزین کا مطلوبہ شمارہ بطور ارمغاں بھیج رہا ہوں۔ اس کے بعض مضامین آپ کو پسند آئیں گے۔ میری ڈائری کی دوسری قسط رسالہ بادبان، کراچی یا غالب، کراچی میں شائع کرانا چاہتا ہوں، ایک ماہ کے بعد۔ مشفق خواجہ صاحب سے ٹیلیفون کر کے معلوم کر لیجئے گا وہ صحیح اطلاع دے سکیں گے۔

بلوچ صاحب[۲] سے آپ کی دلچسپی معلوم ہوتی ہے اس لیے لکھ رہا ہوں کہ ان پر میرا ایک مضمون رسالہ تحقیق (حیدر آباد) میں شائع ہو رہا ہے[۳]۔

امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۱۰)

۹۸/۹/۱۶ء

مکرمی محمد راشد صاحب السلام علیکم

مکرمت نامہ ملا اور علامہ میمن پر کتاب کا ابتدائی خاکہ[۱] موصول ہوا۔ جن نو (۹) ابواب پر آپ کی کتاب مشتمل ہوگی ان کی فہرست دیکھی، بعض فصول و مباحث آپ حذف کر سکتے ہیں۔ جس قدر تصویر کا کینوس آپ وسیع رکھیں گے اسی قدر آپ کی مشکلات میں اضافہ ہوگا اور مباحث گہرے ہوں گے۔ ریسرچ دو طرح کی ہوتی ہے ایک یہ کہ آپ وسیع زمین لیں کئی سو بلکہ کئی ہزار فٹ کی اور اسے دو انچ تین انچ کھودیں۔ دوسری شکل یہ ہے کہ آپ مختصر زمین لیں اور اسے گہرا کھودیں۔ پروفیسر گب[۲] نے مجھے مشورہ دیا کہ میں اپنے شاگردوں کو دوسری شکل اختیار کرنے پر زور دیتا ہوں۔ اس موقع پر نہیں، ایک اور موقع پر کسی کا نام لیے بغیر انھوں نے کہا کہ کیمبرج کے بعض اصحاب پہلی صورت کو ترجیح دیتے ہیں۔ میرے اوکسفورڈ کے ایک سینئر رفیق کار گب کے ایک پرانے شاگرد نے مجھے بعد کو بتایا کہ ان کا اشارہ شاید آربری[۳] کی طرف تھا۔ آپ بعض فصول حذف کر سکتے ہیں مثلاً عرض مولف میں مولف کی کم علمی، باب اول میں عربوں کی آمد (یہ خود وسیع موضوع ہے۔ آپ اس میں پڑے تو الجھ جائیں گے)

باب دوم: اساتذہ میں مولانا احمد حسن ۴ کا اضافہ کر سکتے ہیں۔ مجھ سے تو الاستاذ نے کبھی اس کا ذکر نہیں کیا لیکن کراچی یونیورسٹی کے شعبہ اردو کے استاد ڈاکٹر وقار احمد رضوی مجھ سے کہتے تھے کہ میمن صاحب ان کے دادا کے شاگرد تھے۔ کبھی ان سے ملیے اور معلومات حاصل کیجیے۔ اس کے وجوہ پر غور کیجیے کہ میمن صاحب علامہ شاداں بلگرامی ۵ کے تلمذ سے کیوں منکر تھے؟

تلامذہ کو کئی گروپوں میں تقسیم کرنے کی ضرورت ہے۔ جن لوگوں نے ان سے ایم اے میں پڑھا، ان کے ساتھ پی ایچ ڈی کیا اور برسوں ان سے فیض حاصل کیا انھیں علیحدہ رکھیے اور جنھوں نے تھوڑی مدت ان سے فیض اٹھایا انھیں علیحدہ رکھیے ۶۔ ذوالفقار علی بخاری ۷ ان کے کیسے شاگرد تھے، مجھے نہیں معلوم۔ میں نے ان سے بخاری کا کبھی نام بھی نہیں سنا۔ آپ کی فہرست میں عبدالرب نشتر اور خان عبدالغفار خان کے بھتیجے محمد یونس خان نہیں، جواب بھی دہلی میں ہیں اور نہرو خاندان سے قریب ہیں، پشاور میں ان کے شاگرد رہے ہیں ۸۔ یہ بات علی گڑھ میں انھوں نے خود مجھے بتائی تھی۔ ان کا پتا معلوم کیجیے، انھیں خط لکھیے اور پھر کچھ دنوں کے بعد یاددہانی۔

آپ نے مجھ سے پوچھا ہے کہ نبی بخش بلوچ والے مضمون میں تلامذہ کے ذیل میں لاہور کے بعض اصحاب کا ذکر نہیں۔ میں ان کے تلامذہ پر مضمون نہیں لکھ رہا تھا، بلوچ صاحب کے ذکر میں ان کا سرسری طور پر ذکر کر دیا جو ان کے یا میرے معاصر تھے یا علی گڑھ کے وہ شاگرد جن کا ذکر میں نے ان سے سنا۔ آپ نے تلامذہ کا علیحدہ باب رکھا ہے۔ آپ ہ ملے سارے تلامذہ کا ذکر کریں ۹۔

مجلۃ المجمع العلمی الھندی کے دونوں شمارے (۱۰، ۱۱) توجہ سے پڑھیں۔ ان میں اتنے معلومات ہیں کہ ان کی بنیاد پر دو تین اصحاب مقالات لکھ کر پی ایچ ڈی کر سکتے ہیں۔ ڈاکٹر نبی بخش بلوچ صاحب کے علاوہ بھی پاکستان میں ایسے متعدد اصحاب ہوں گے جنھوں نے الاستاذ المیمنی کی آنکھیں دیکھی ہیں۔ ان سے طویل انٹرویو لیجیے جیسے ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحب ۱۰، ڈاکٹر خورشید رضوی ۱۱ (لاہور)۔

ڈاکٹر خورشید احمد فارق ۱۲ کے جو حالات میں نے لکھے ہیں وہ بھی کئی ملاقاتوں کے بعد مشکل سے حاصل ہوئے ہیں۔ وہ یہیں علی گڑھ آ کر قیام پذیر ہو گئے ہیں، "بانس کلی" سرسید نگر کے پتے پر آپ انھیں خود لکھ کر مزید معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ ان کے صاحب زادے پروفیسر ڈاکٹر رفیع العماد فینان جامعہ ملیہ کے شعبہ عربی میں استاد ہیں، انھیں بھی لکھیے لیکن جواب کی زیادہ توقع نہ رکھیے۔

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحب کے ملنے والے ایک بزرگ محمد یوسف صاحب ۱۳ ہیں علی گڑھ کے معمر ترین اولڈ بوائے۔ ان کی عمر سو سے متجاوز ہے۔ ان کا پتا پوچھ کر ان سے ملیے لیکن لوگوں کی ساری باتوں کا یقین نہیں کرنا چاہیے، چھان پھٹک کر دیکھیے اور تنقیدی نظر سے کام لیجیے۔ مختلف قسم کے تعصبات بھی کام کرتے ہیں۔ آپ اگر پاکستان میں مختار مسعود صاحب (لاہور) سے ملیں گے تو ان کی رائے جمیل الدین عالی صاحب کی رائے سے مختلف پائیں گے لیکن آپ ملیں دونوں سے۔ کراچی میں ڈاکٹر محمد سلیم صاحب (شعبہ تاریخ، کراچی یونیورسٹی) سے بھی ملیں۔ ان کی رائے ممکن ہے کچھ تیکھی ہو لیکن ملیں آپ ضرور۔ ڈاکٹر سیّد یوسف صاحب ۱۴ کی بیگم کراچی میں رہتی ہیں اور میمن صاحب کی چھوٹی صاحب زادی صفیہ محمود بھی وہیں

رہتی ہیں، ان کے صاحب زادے محمد محمود میمن ۱۵ حیدرآباد سندھ میں۔ آپ اگر شد رحال کر کے بھی جائیں تو آپ کے لیے یہ سفر غیر مفید نہ ہوگا۔ پروفیسر محمد عمر میمن (وسکونسن یونیورسٹی) کو بھی لکھیے۔

مقالہ ابھی لکھنا شروع نہ کیجیے۔ خوب مواد جمع کیجیے پھر چھانیے پھٹکیے پھر اپنے مطلب کی بات نوٹس کی شکل میں جمع کیجیے، پھر پہلا ڈرافٹ تیار کیجیے۔

خدا کرے ان سب کاموں کے لیے آپ وقت نکال سکیں۔ امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۱۱)

علی گڑھ

۹۸/۱۱/۱۲ء

مکرمی جناب راشد شیخ صاحب السلام علیکم!

کچھ روز سے آپ کی اور بہت دنوں سے ڈاکٹر وفا راشدی صاحب کی خیر و عافیت معلوم نہ ہو سکی۔ 'العلم' میں ان کی تحریریں دیکھتا تھا ان سے ان کی خیر و عافیت معلوم ہو جاتی تھی۔ اس طرف برسوں سے العلم نہیں آیا محصول ڈاک اس قدر بڑھ گیا ہے کہ مدیر حضرات بھی کیا کریں۔ قومی زبان میں یاد آتا ہے کہ ان کی خودنوشت کا ذکر دیکھا تھا دیکھنے کا اشتیاق ہوگا۔ آپ ہی نے بہت پہلے ان کی صحت کی خرابی کا ذکر کیا تھا خدا کرے وہ ہر طرح خیر و عافیت سے ہوں۔ ان سے مل کر میرا سلام انہیں پہنچائیں اور پوچھیں کہ آج کل کس کام میں مصروف ہیں۔ خودنوشت کا ایک نسخہ کہیں سے خرید کر بھیج دیں۔ ان سے نہ کہیں ان کے پاس اب کوئی فاضل نسخہ کہاں بچا ہوگا سب تقسیم ہو گیا ہوگا۔

آپ کی تاریخ خوش نویسی ا مطبع میں تھی کب تک شائع ہو رہی ہے؟ لکھیے گا امید ہے بخیر ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۱۲)

علی گڑھ

۹۸/۱۲/۱۰ء

مکرمی محمد راشد شیخ صاحب السلام علیکم

بشیر شیخ صاحب ا کے ذریعہ کل آپ کی مرسلہ کتاب 'داستان وفا' ۲ اور آپ کے خطوط مورخہ ۲۸ نومبر ملے، ممنون ہوا۔

خوشی ہوئی کہ پروفیسر نجم الاسلام صاحب ۳ کے ذریعہ جو خط میں نے استاد فقید علامہ میمن کے کوائف پر مشتمل لکھا تھا وہ آپ کو مل گیا۔ مجھے محمود میمن بھائی ۴ کے کراچی منتقل ہونے کی اطلاع نہ تھی، آپ نے اچھا کیا کہ ان کا نیا پتا مجھے بھیج دیا۔ کراچی آیا تو ان کے پاس ضرور حاضر ہوں گا ۵۔ وہ میرے استاد زادے ہیں ان کی خدمت میں حاضر ہونا میرے لیے باعث فخر و امتیاز ہے۔

آپ نے لکھا کہ ان کی تینوں صاحبزادیاں وفات پا چکی ہیں۶ کیا صفیہ میمن بھی رحلت کر گئیں۔ میں ایک بار کراچی میں جب ڈاکٹر جمیل جالبی صاحب کے ساتھ مقیم تھا ان سے ملنے گیا تھا اس وقت وہ صفیہ محمود ہو چکی تھیں اور ایک بڑے مکان میں مقیم تھیں۔ افسوس کہ اس وقت محمود صاحب ان کے شوہر سے ملاقات نہیں ہو سکی۔ ان کی تاریخ وفات معلوم ہو تو لکھیے گا۔ خدا ان کی مغفرت فرمائے۔ ان سے بڑی زبیدہ تھیں جو ہندوستان ہی میں گجرات میں کہیں مقیم تھیں۷ اپنے شوہر کے ساتھ خدا ان کی بھی مغفرت فرمائے۔

ان کی ایک اور بہن تھیں وہ کراچی میں اس زمانے میں وفات پا گئیں جب استاد مرحوم علی گڑھ میں تھے اور میں ان کی نگرانی میں پی ایچ ڈی کر رہا تھا۔

خوشی ہوئی کہ استاد کی کچھ نایاب تصویریں آپ کو مل گئیں۔ تصویریں میں نے بہت چھاپی تھیں نجیبۃ المجمع میں۔ آپ نے دیکھی ہوں گی۔ جب آپ کتاب لکھیں تو ان کے بارے میں معلومات محمود بھائی سے حاصل کرتے رہیں کچھ پوچھنا ہو تو مجھے بھی لکھیے۔ حتی الامکان معلومات فراہم کرنے کی کوشش کروں گا۔

'داستان وفا'۸ کا بہت بہت شکریہ۔ میں ایوان غالب دہلی کے غالب سیمینار میں جانے اور اس کے لیے مضمون لکھنے میں مصروف تھا۔ رات گیارہ بجے کے بعد فرصت ملی۔ ۱۲ بجے بستر پر لیٹ کر اسے پڑھنے لگا ڈاکٹر صاحب نے ایسی دلچسپ کتاب لکھی ہے کہ تین بجے صبح تک پڑھتا رہا اور اسے ختم کر چھوڑا اس کتاب کے دلچسپ ہونے کی دلیل ہے۔ ان کی کتاب پڑھ کر ان کی دوسری تصنیف 'میرے بزرگ میرے ہم سفر' پڑھنے کا اشتیاق پیدا ہو گیا۔

بنگال میں اردو (۱۹۵۵ء) میرے پاس ہے کیا اس کا کوئی نیا ایڈیشن بھی نکلا ہے اگر ایسا ہے تو مطلع کیجیے گا تا کہ اسے بھی حاصل کرنے کی کوشش کروں۔ اردو کی ترقی میں اولیائے سندھ کا حصہ مکرم ڈاکٹر وحید قریشی سے منگوالوں گا۔

'تذکرۂ خطاطین' پر آپ نے بہت محنت کر کے بہت مفید کتاب لکھی ہو گی، بہت شوق سے پڑھوں گا۔ آپ نے ہندوستان سے صرف خلیق ٹونکی صاحب۹ ہی کو سیا، دو چار اور خوش نویسوں کو لے لیتے تو ہندستانی پبلشرز کو شاید زیادہ دلچسپی ہوتی۔ بہر حال آپ شاہد علی خاں صاحب۱۰ کو اس کی دوسری اشاعت یا ہندستان کی پہلی اشاعت کے بارے میں لکھیے۔ مکتبۂ جامعہ ہی ایسا ادارہ ہے جو یہ کتاب چھاپ سکتا ہے۔ ندوۃ المصنفین گویا اب ختم ہے دار المصنفین اپنے رفقا کی کتاب بھی نہیں چھاپ سکتا، مولانا ابوالکلام آزاد پر مدیر معارف ضیاالدین اصلاحی کی کتاب اس ادارے نے اس وقت تک نہیں چھاپی جب تک اسے ایک سرکاری ادارے سے طباعت کے اخراجات نہیں مل گئے۔

شاہد علی خاں صاحب کو لکھیے کہ کتاب کی کتابت شدہ کاپی یا اس کی فوٹو میں بھیجنے کو تیار ہوں تا کہ آپ کو صرف کاغذ اور اجرت طباعت دینی پڑے۔ شرائط ایسے نرم رکھیے کہ وہ چھاپنے پر تیار ہو جائیں۔ میں انجمن ترقی اردو کے سکریٹری سے بات کروں گا کہ ان کی مشاورتی کمیٹی اس کی اشاعت منظور کرے جس کا اردو سے گہرا تعلق ہے، امید کم ہے۔ شاہد صاحب کا پتا یہ ہے۔ مکتبہ جامعہ، جامعہ نگر، دہلی۔ 1100025۔

خلیق ٹونکی بڑے بھلے آدمی تھے۔ مالک رام صاحب کے خاص ملنے والوں میں سے تھے۔ میری مرتب کردہ کتاب 'دیوانِ حضور' کی کتابت انھی نے کی تھی دس روپے فی صفحہ معاوضہ لیا تھا۔

صبیح رحمانی صاحب بڑا کام کر رہے ہیں۔ خدا انہیں اس کا اجر بھی دے اور وہاں بھی۔ نعت رنگ کا شمارہ (۶) ابھی تلاش کیا، نہیں ملا شاید یہ شمارہ مجھ تک نہیں پہنچا۔

یونس خاں صاحب کے بارے میں پھر لکھوں گا۔ غالب سیمنار میں دہلی جاؤں گا، وہاں کسی سے ان کا پتا معلوم کرنا ہوگا۔

امید آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

بشیر احمد شیخ صاحب کو کتاب کی رسید کل ہی لکھ دی۔

(۱۳)

علی گڑھ

۹۸/۱۲/۱۵ء

مکرمی راشد شیخ صاحب السلام علیکم

خان عبدالغفار صاحب کے بھتیجے محمد یونس صاحب کا پتا معلوم ہوگیا ہے، لکھتا ہوں: محمد یونس لودی اسٹیٹ نئی دہلی۔۱۱۰۰۰۳

ان کا ٹیلیفون نمبر ہے 4619714

آپ غالباً ان سے الاستاذ المیمنی کے بارے میں کچھ پوچھنا چاہتے ہیں ضرور پوچھیے۔ مجھے انھوں نے بتایا تھا کہ وہ ایڈورڈز کالج پشاور میں تعلیم پا رہے تھے اس وقت انہوں نے عربی الاستاذ سے پڑھی تھی۔ ممکن ہے وہ اس وقت بی اے کے طالب علم رہے ہوں اور انہوں نے عربی بحیثیت ایک مضمون کے لی ہو۔ کس زمانے میں، یہ تو وہی بتا سکیں گے۔ لیکن الاستاذ کا قیام پشاور میں (کب) سے کب تک تھا یہ آپ کو مجلۃ المجمع کے ان دو شماروں سے معلوم ہو جائے گا وہ میں نے علی گڑھ سے شائع کیے ہیں۔

معلوم ہوا یونس صاحب کی طبیعت ناساز ہے کچھ دنوں سے، اس لیے وہ فوراً جواب نہ دیں تو یاد دہانی کا خط ہفتے عشرے کے بعد انہیں لکھوا دیجیے گا۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۱۴)

علی گڑھ

۹۹/۴/۳ء

مکرمی راشد شیخ صاحب السلام علیکم

مورخہ ۲۰؍جون یکم جولائی کو قدرے تاخیر سے پہنچا۔ خدا کرے M.Sc میں آپ نمایاں طور پر کامیاب ہوں! ڈگری ہی سب کچھ نہیں ہے لیکن آج کل ڈگریوں کے بغیر ترقی مشکل ہے۔

محمد یونس خاں صاحب کا سنا تھا کہ بہت علیل ہیں۔ ڈاکٹر فارق صاحب الاستاذ کے عہد پشاور سے زیادہ واقف نہیں ہوں گے۔ آپ سوالنامہ مرتب کر کے مجھے بھیج دیں جو کچھ جواب مجھ سے ممکن ہوگا آپ کو بھیج دوں گا۔ کیسٹ عربی میں ہے یا اردو میں۔ کاغذ پر جب آپ الاستاذ کی گفتگو آپ منتقل کریں تو مجھے ضرور بھیجیں۔

حافظ احمد شاکر صاحب۲ کون بزرگ ہیں جن کی عنایت سے کتاب بحوث وتحقیقات۳ آپ کو حاصل ہوئی ۔ مجھے اس کے دیکھنے کا بہت اشتیاق ہے، کوئی سبیل نکالیے اور اس کا ایک نسخہ مجھے بھیجئے ۔عجب ہے کہ محمد عزیز شمس۴ نے مجھے اس کی اشاعت کی اطلاع تک نہ دی۔

الاستاذ کے بارے میں کام کرنے کے لیے جو خاکہ آپ نے بنایا تھا اس پر جو خط میں نے لکھا تھا اس کی عکسی نقل بھیج دیجیے میں کچھ مزید اضافہ کر کے آپ کو بھیج دوں گا۔

افسوس کہ اب رام پور میں بھی کوئی ایسا آدمی نہیں جو الاستاذ کی رام پور کی زندگی کے بارے میں کچھ لکھ سکے۵۔احتیاطاً آپ مولانا عبدالسلام خاں محلہ گھیر یوسف خاں رام پور۔ 244901 کو لکھیے، ممکن ہے کہ وہ کچھ بتا سکیں، میں دو تین ماہ پہلے رضا لائبریری رام پور کے ایک سیمینار میں شرکت کے لیے وہاں گیا تھا۔عبدالسلام خاں سے ملاقات ہوئی وہ بہت بوڑھے ہو گئے ہیں لیکن دماغ ان کا اب بھی شاداب ہے۔ میں نے مولانا محمد طیب عرب اور فاضل بریلوی پر ایک مقالہ لکھا تھا۔

سیّد ضمیر جعفری۶ جیسے ادیبوں اور شاعروں پر آپ کے یہاں کچھ اخبارات میں چھپے تو مجھے تو تراشہ یا اس کی زیروکس کاپی ضرور بھیج دیا کریں۔اب عبادت بریلوی۷ کا انتقال ہوا اور لاہور سے کسی دوست نے ان کی وفات کی اطلاع وقت پر نہیں دی کہ ان کی بیگم صاحبہ اور ان کے صاحبزادے کو تعزیت کا خط لکھتا۔

سُبحۃ المرجان۸ کی پہلی جلد بھیج رہا ہوں آپ کے کام کی یہی پہلی جلد ہے اور دوسری جلد میں تو ان کی فارسی تصانیف کے عربی ترجمے ہیں اور اسی طرح کی چیزیں ہیں وہ چنداں مفید نہیں۔

امید آپ بخیر ہوں گے۔والسلام　　　　　　　　　　مختارالدین احمد

پس نوشت :ایک نام اور یاد آیا محمد بہاء الحق صاحب ایڈوکیٹ ڈسٹرک کورٹ رام پور کو لکھیے وہ میمن صاحب کے شاگرد رہے ہیں اور رام پور میں رہتے ہیں۔ممکن ہے وہ رام پور کی زندگی کے بارے میں کچھ مفید اطلاع آپ کو دے سکیں۔لکھیے آخر لکھ دینے میں کیا حرج ہے؟

Syed Baha ul Haq MA.L.L.B (Alig)Advocate

District Court Rampur(U.P.)

(۱۵)

علی گڑھ

۹۹/۲/۱۰ء

مکرمی راشد شیخ صاحب　　السلام علیکم

’تذکرہ خطاطین‘ کا نفیس نسخہ ملا۔ پاکر مسرور ہوا اور آپ کا ممنون ہوا۔کیسی اچھی خوبصورت کتاب ہے کہ دیکھ کر آنکھوں کا نور اور دل کا سرور بڑھ جاتا ہے۔آپ نے بہت محنت وتوجہ سے یہ کتاب مرتب کی ہے جو بڑے مفید اور قیمتی معلومات کی حامل ہے۔تحریرات جمع کرنے، ان کے عکس لینے، بلاکس بنوانے۱ اور اس کی طباعت میں جو زحمتیں آپ نے برداشت کی ہوں گی ان کا اندازہ انہی کو ہو سکتا ہے جو اس قسم کے کام کی قدر و قیمت جانتے ہیں اور ایسے کام کرتے رہتے ہیں۔

مولیٰ تعالیٰ آپ سب کو خوش تندرست اور چاق وچوبند رکھے کہ اسطرح کے علمی وفنی کام کرتے ہیں۔میں نے اپنی

کتاب ڈرائینگ روم میں ہی رکھ چھوڑی ہے اور جو اسکالر حضرات آتے ہیں انہیں دکھاتا ہوں، وہ آپ کی محنت کی داد دیتے ہیں اور اسے دیکھ کر ان کی آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں۔

آئندہ جلد میں ہندستانی اور پاکستانی خوش نویسوں پر خاص توجہ دیجیے۔ میر پنجہ کش[۲] اور ایک اور خوش نویس پر میں مضمون آپ کو بھجوا دوں گا جب آپ طلب کریں گے۔ آپ کے دوسرے علمی و ادبی منصوبے کیسے چل رہے ہیں لکھیے گا۔

امید آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

خیر طلب

مختار الدین احمد

(۱۶)

یکشنبہ

۹۹/۳/۲۸ء

مکرمی راشد شیخ صاحب السلام علیکم

کرم نامہ مورخہ ۱۷/ مارچ اجمیر شریف سے ۲۳ کو روانہ ہو کر کل یہاں پہنچا۔

یہاں کے اصحاب آپ کی کتاب[۱] صرف خطاطی کے خوبصورت نمونوں کی وجہ سے نہیں کتاب کے مندرجات اور آپ کی جامع اور پر معلومات تحریر کی وجہ سے پسند کر رہے ہیں۔ ہاں پسندیدگی میں ممکن ہے اضافہ جاذب نظر وصلیوں اور حسن طباعت کی وجہ سے ہوا ہو۔

بعضوں کو گلہ یہ ہے کہ ہندستانی خوش نویسوں کی طرف پوری توجہ نہیں کی گئی ہے[۲]۔ میں نے کہا اس کے لیے آپ دوسری جلد کا انتظار کریں۔

اخبارات و رسائل تبصرہ اسی وقت چھاپتے ہیں جب ان کے پاس کتاب کے دو نسخے آئیں۔ آپ کی کتاب اتنی قیمتی ہے کہ میں ایک نسخہ بھی بھیجنے کا مشورہ نہیں دوں گا۔ آپ کی یا آپ کے ناشر کی بڑی رقم اس کی طباعت پر خرچ ہوئی ہوگی یہ واپس مل جائے اور دوسرے اڈیشن کی نوبت آئے تو یہ تکلفات کیے جا سکتے ہیں۔

آپ یورپ امریکہ میں اس کے نسخے نکلوانے کی کوشش ضرور کریں۔

ملیر جائیں تو ہمارے پرانے کرم فرما وفا راشدی صاحب کو میرا سلام پہنچائیں۔ امید آپ بخیر ہوں گے۔ آپ اس وقت لاہور میں ہیں یا کراچی میں؟

والسلام

مختار الدین احمد

(۱۷)

۹۹/۵/۲۵ء

مکرمی راشد شیخ صاحب السلام علیکم

رسالہ نئی عبارت لطیف آباد کا ڈاکٹر غلام مصطفے خاں نمبر[۱] موصول ہوا۔ بہت ممنون ہوا، زیادہ ممنونیت اس لیے بھی

ہوئی کہ آپ نے یہ شمارہ خاص چھپتے ہی دفتر جا کر میرے لیے یہ نسخہ حاصل کیا اور فوراً بھیجا۔

یہ واقعی تاریخ ساز شخصیت پر تحقیقی وتاریخی دستاویز ہے۔ڈاکٹر صاحب پر کام کرنے والے اس سے کئی مقالے تیار کر سکتے ہیں۔آج کل کن موضوعات پر کام کر رہے ہیں تاریخ خطاطی کے علاوہ؟

ضمیر جعفری صاحب کی وفات کی خبر سے بہت رنج ہوا، تاریخ وفات معلوم ہو جائے تو لکھیے گا۔

آپ کو محمد یونس خاں صاحب کا پتا بھیج دیا تھا کیا آپ نے خط لکھا؟ جواب آیا۔معلوم ہوا بہت علیل ہیں خدا انہیں شفا دے۔ عبدالغفار خاں صاحب کے بھتیجے تو ہیں ہی لیکن میری ان سے دلچسپی یوں بھی ہے کہ وہ ہمارے استاد میمن صاحب کے پشاور میں شاگرد رہ چکے ہیں۔پھر وہ علی گڑھ کے اولڈ بوائے بھی ہیں۔

مسلم یونیورسٹی کی ایگزیکیٹو کونسل کے ایک ہی زمانے میں وہ علی محمد خسرو صاحب[۲] کی وائس چانسلر شپ کے دور میں ہم دونوں اس کے ممبر تھے۔وہ حکومت ہند کے نمائندہ تھے اور میں ڈین فیکلٹی آف آرٹس کی حیثیت سے اس کا رکن تھا۔

امید آپ بخیر وعافیت ہوں گے۔والسلام

مختار الدین احمد

(۱۸)

علی گڑھ

۲۸/۷/۹۹ء

شیخ صاحب مکرم　　　　السلام علیکم

آپ کا خط مورخہ ۱۳ جولائی ملا۔مولانا محمد اجمل خاں مرحوم کی مذکورہ کتاب یہاں بعض حلقوں میں پسند نہیں کی گئی اس لیے زیادہ مشہور نہیں ہوئی۔میں نے خود یہ کتاب نہیں دیکھی ایک صاحب کو میں نے مامور کیا ہے کہ یہاں کے کتب خانوں میں تلاش کر کے آپ کو اطلاع دیں۔محمد عالم مختار حق صاحب[۲] سے اب تک رجوع نا کیا ہو تو احتیاطاً کر لیجیے۔

ہمدرد یونیورسٹی کی لائبریری سے کسی کتاب کی نقل حاصل کرنا خاصا دشوار ہے۔حکیم عبدالحمید صاحب[۳] کی وفات کے بعد اور بھی مشکل۔مالک رام صاحب[۴] کا ذخیرہ کتب وہیں چلا گیا ہے ان کی وفات کے بعد۔انیس شاہ جیلانی[۵] کے لیے حیرت شملوی کے خطوط اور ان کی ایک بیاض کی نقل حاصل کرنے کی اب تک کی کوششیں رائگاں گئیں۔آپ سیّد اوصاف علی صاحب کو ہمدرد کے پتے پر لکھیں ممکن ہے وہ آپ کی کچھ مدد کریں۔ان سے ملاقات ہوئی تو میں بھی انہیں متوجہ کروں گا، فی الحال میں اپنے ایک شاگرد ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم ریڈر شعبہء تقابل ادیان یا شعبہ اسلامیات ہمدرد یونیورسٹی کو لکھ رہا ہوں آپ بھی انہیں براہ راست لکھیں۔آفریں ہے آپ کے احباب پر جو اس موضوع پر دو ہزار صفحات کے عکس منگوانے اور ان کی اشاعت پر آمادہ ہیں۔

آپ کے ناشر کی شائع کردہ کتابوں کی فہرست مل جائے تو بھیج دیجیے۔آپ کے لیے سبحۃ المرجان بھیج دی گئی ہے۔

امید آپ بخیر وعافیت ہوں گے۔والسلام

مختار الدین احمد

پس نوشت: ابھی آپ کا خط کاغذات میں گم تھا۔ ملا دوبارہ پڑھا تو معلوم ہوا کہ سیرتِ قرآنیہ طبع دہلی ۱۹۵۵ء آپ لوگوں کے پاس موجود ہے۔ آپ کو سیرت کبیر غیر مطبوعہ کی نقل چاہیے چنانچہ اب اسی کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اگر کامیابی ہوئی تو آپ کو فوراً اطلاع دے دی جائے گی۔ مطمئن رہیں م۔ا

(۱۹)

علی گڑھ

۱۵/۱۰/۹۹ء

مکرمی جناب محمد راشد شیخ صاحب السلام علیکم

بحوث و تحقیقات[۱] کا نسخہ اور آپ کا خط مورخہ ۱۶ر اکتوبر ۹۹ ملا، بہت بہت شکریہ۔ میں بہت مصروف ہوں اور مضمحل اور علیل بھی لیکن ایک نظر دیکھ گیا۔ بہت سے مضامین تو میرے ہی دریافت کردہ ہیں اور پڑھے ہوئے تو شائد سبھی ہیں۔

تحقیقات و تاثرات[۲] اور انشائے ماجد[۳] کا انتظار رہے گا۔ مولانا کے چند مکتوبات میرے نام بھی ہیں جو میرے پاس محفوظ ہیں۔ شہید جستجو[۴] اور چند تصویریں کاں[۵] بھجوانے کی کوشش کروں گا۔

امید آپ بخیر ہوں گے والسلام

مختار الدین احمد

(۲۰)

علی گڑھ

۳/۱۱/۲۰۰۰ء

مکرمی راشد شیخ صاحب السلام علیکم

مکرمت نامہ مورخہ ۲۲ر اکتوبر جو معلوم نہیں لاہور سے روانہ ہوا ہے یا کراچی سے ابھی موصول ہوا۔ میں نے ۱۰ جون ۹۹ء کو رام پور جرنل (۲) اور رام پور رضا لائبریری کی سالانہ رپورٹ ۹۶۔۱۹۹۷ء بھیجی تھی اس کی رسید ابھی تک نہ آئی۔ اس خط میں بھی اس کا کوئی ذکر نہیں، یہ دونوں کتابیں میں نے ایک پیکٹ میں جناب ذوالفقار مصطفےٰ صاحب[۱] کو کراچی بھجوائی تھیں۔ انہوں نے تو نہیں لیکن میرے استفسار پر مشفق خواجہ صاحب نے لکھا تھا کہ مرسلہ پیکٹ ذوالفقار صاحب کو مل گیا ہے۔ آپ شاید اس زمانے میں کراچی میں موجود نہیں تھے۔ بہر حال اب ان سے مل کر دونوں کتابیں لے لیجیے اور مجھے اطلاع دیجیے۔ اب آپ کے سوالات کے جواب:

۱) الاستاذ المیمنی سے جو دلچسپی آپ لے رہے ہیں اس سے خوشی ہوئی۔ پچاس سال گزرنے پر اخبار جمہور کا مطلوبہ شمارہ[۲] ملنا مشکل ہے لیکن آپ کی خاطر لائبریری میں تلاش کروں گا، ریاض الرحمٰن شروانی[۳] سے پوچھوں گا اور شاہد شروانی مرحوم کے بیٹوں سے بھی استفسار کروں گا۔ ان لوگوں نے جمہور کی فائل سنبھال کر رکھی ہے اس کی توقع بہت کم ہے لیکن کوشش کرنے میں کیا حرج ہے۔

۲) کسی زمانے میں تذکرہ خطاطان سے دلچسپی تھی۔ بہت وسیع پیمانے پر یعنی مشہور کتب خانوں میں خوش نویسوں کے

لکھے ہوئے نسخوں کی فہرست اس طرح تیار کر رہا تھا کہ معلوم ہو جائے کہ کس کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کیا کیا کتابیں اور کہاں کہاں ہیں یعنی سلطان علی مشہدی۴ یا محمود بن الحق شہابی۵ کے نام جہاں میری کتاب میں آئے ہوں وہاں ان کے مختصر حالات ہوں اور یہ اطلاع ہو کہ ان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتابیں دنیا میں کہاں کہاں موجود ہیں۔ مخطوطات کا ذکر سال کتابت کی ترتیب سے ہو۔ پھر میرے تصور نے کام آگے بڑھایا اور ان کاتبوں، نقل نویسوں کے نام کے کارڈ بنانے لگا جن کے قلم کی لکھی ہوئیں کتابیں مجھے ملیں۔ ان کا خوش خط ہونا ضرور نہیں تھا۔ میری کتاب کی دوسری جلد اگر مرتب ہو جاتی تو اس سے معلوم ہوتا کہ وہاں کاتب کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتابیں کیا کیا ہیں اور کہاں کہاں محفوظ ہیں۔ اب اگر کوئی نسخہ ایسا ملتا کہ ترقیمے میں کاتب کا نام تو لکھا ہوتا لیکن یہ معلوم نہ ہوتا کہ یہ کون ہے تو میری کتاب سے شائد مختصر حالات بھی معلوم ہو جاتے اور اس کی لکھی ہوئی دوسری کتابوں کا بھی پتا چل جاتا۔ لیکن یہ ایک آدمی کے کرنے کا کام نہیں تھا۔ رفقاء مجھے نہیں ملے جو اس کام میں تعاون کرتے، پھر میں دوسرے کاموں میں لگ گیا، آپ ماشااللہ جوان ہیں اور حوصلہ رکھتے ہیں یہ کام کریں تو خوب ہو۔

۳) فہرست نمائش گاہ مخطوطات نوادر بھیج دوں گا کس پتے پر بھیجوں۔

۴) مجلّہ علوم اسلامیہ۶ کا اشاریہ دس ۱۰ سال (جون ۱۹۶۰۔ جون ۱۹۶۹) کا جلد ۱۰ شمارہ ۱۔۲ (دسمبر ۱۹۶۹ء) میں چھپا ہے۔

۵) تحقیقات و تاثرات معلوم ہوا کہ آپ کے ادارۂ علم و فن سے شائع ہوئی ہے۔ اس خبر سے خوشی ہوئی لیکن جب آپ نے نہیں بھیجی تو رضوان صاحب۷ سے کیوں توقع کروں انہیں دس پندرہ نسخے ملے ہوں گے وہ کب کے ختم ہو چکے ہوں گے۔ لکھیے گا کہ آپ نے اور کیا کیا کتابیں شائع کی ہیں اور کیا کتابیں زیرِ طبع ہیں۔

شخصیات پر مضامین لکھے ہیں انہیں جمع کر کے چھپوانے کا خیال نہیں ہوا۔ آپ لکھیں تو فہرست ان مضامین کی بھیج دوں دو جلدوں میں یہ مضامین آ جائیں۔ اپنے علمی مقالات جمع کر رہا ہوں۔

محمود بھائی سے جب بھی ملاقات ہو میرا اسلام کہیے گا، وہ بہت یاد آتے ہیں کراچی آیا تو ان کی خدمت میں ضرور حاضر ہوں گا۔ ہاں رضوان علی صاحب سے یہ پوچھ کر لکھیے کہ انہیں میرا خط (۱۶ ستمبر) ملا یا نہیں۔ شان الحق حقی صاحب۸ کی کتاب پر ان کا تبصرہ۹ پڑھ کر لکھا گیا تھا۔ ان کا پتا معلوم نہ تھا اس لیے مشفق خواجہ کو بھیج دیا تھا انہوں نے ضرور بھیج دیا ہوگا۔

امید آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۲۱)

۲۰۰۱/۱/۱۳

مکرمی جناب شیخ صاحب السلام علیکم

مورخہ ۷ دسمبر تاخیر سے ۹ جنوری کو موصول ہوا۔

اگر ذاکر صاحب کے خطوط۱ کی دونوں جلدیں آپ کو پہلے مل چکی ہیں تو یہ نسخہ کسی اور قدر دان کو پیش کر دیجیے۔

تحقیقات و تاثرات کا نسخہ ملا ڈاکٹر صاحب کا اور آپ کا دونوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ انہوں نے بڑی ہمت سے کام لیا اتنی ضخیم

کتاب کا اپنے خرچ سے چھپوانا بڑا کام ہے۔

مولانا عبدالماجد کی 'سچی باتیں' اور 'تبصرے' دونوں چیزیں شائع کرنے کی ہیں۔[۴] تبصروں کا انتخاب نہ کیجیے کیا معلوم کس کو کس کتاب کی اشاعت کی اطلاع سے فائدہ ہوا۔ مضامین زیادہ ہوں تو سال اشاعت تبصرہ کا لحاظ کرتے ہوئے پہلی جلد اور پھر دوسری جلد یا جلدیں چھاپیے۔ دونوں کے لیے آپ ان کے بھتیجے اور داماد مقیم لکھنؤ سے مدد لیجیے۔ یہ علی گڑھ بھی آتے رہتے ہیں ان کا نام اور پتا یہ ہے۔ عبدالعلیم قدوائی[۳] صاحب زاہدہ منزل ۴/۳/۸۷۳ نیو فرینڈز کالونی علی گڑھ۔

انہوں نے ہفتہ وار سچ کا توضیحی اشاریہ مرتب کیا ہے جسے کتبخانہء خدا بخش نے ابھی حال ہی شائع کیا ہے صفحات ۸۷۵ قیمت/160 یا ۶ ڈالر۔ موقع ہو تو آپ پٹنہ سے منگوائیں آپ کے لیے اس کا مطالعہ مفید ہوگا۔

تاریخ مشائخ چشت[۴] کی جلد پنجم میں نے نہیں دیکھی ہے ادارہ ادبیات دلی نے ہی چھاپی ہوگی۔ انھی سے منگوائیے۔ انہوں نے خلیق احمد نظامی[۵] کے احوال و آثار بھی ابھی حال میں شائع کی ہے جس کی اطلاع آپ کو دے چکا ہوں۔ انہیں اپنی مطبوعات کی فہرست بھیجئے اور مبادلے کے لیے لکھیے۔ ان کا پتا یہ ہے۔ جناب محمد احمد مالک ادارہ ادبیات دہلی 5803 صدر بازار دہلی 110006 کتاب کا نام یہ ہے

K.A.Nizami

[۶] Scholor and Historian of Medival India

موقع جب ملے 'عظمت رفتہ' بھیج دیجیے۔ میرے پاس تھی دس روپے میں ملتی تھی اب وہ دس روپے اس وقت کے ڈیڑھ سو روپے سے کم کیا ہوں گے۔ والسلام

مختارالدین احمد

(۲۲)

۳/۱/۲۰۰۱ء

مکرمی السلام علیکم

عید سعید اور نئے سال کی تہنیت قبول فرمائیے۔ آپ نے پچھلے خط میں نظامی صاحب کے حالات پر مشتمل کتاب دریافت کی تھی اس ہفتے محمد احمد صاحب مالک ادارہ ادبیات دہلی کی ایک کتاب شائع ہوئی ہے[۱] Prof.K.A.Nizami

Scholor and Historian of Medival India 5803,Sadar Bazar Delhi-110006

۷۰ صفحات کی کتاب ہے قیمت/125۔ یہ ان کے حالات و تصانیف پر کوئی مستقل کتاب تو نہیں لیکن ان کے بارے میں اس میں بہت مفید معلومات ملتے ہیں۔ اس میں مرحوم کی تصانیف، مقالات اور تحریرات کی مکمل فہرست ہے اور ان کے بارے میں مشاہیر اہل قلم کی رائیں بھی درج ہیں۔ ڈاکٹر اصغر عباس (شعبہ اردو) نے ان پر کچھ اہل علم کے مضامین حاصل کیے ہیں وہ مرحوم کے بھائی صاحب کراچی سے شائع کرنے والے ہیں۔

امید آپ بخیر ہوں گے اور علمی کاموں میں مصروف۔ والسلام

مختارالدین احمد

(۲۳)

۲۰۰۱/۲/۴ء

مکرمی السلام علیکم

مورخہ ۵ فروری یہاں ۲۶ کو موصول ہوا۔شکریہ۔ادارہ ادبیات دلی خیال ہے کہ اب آپ کے خط کا جواب ضرور دے گا اگر اسے ادارہ علم وفن کی مطبوعات میں دلچسپی ہوئی۔میرا خیال ہے ادارے کو ضرور دلچسپی ہوگی۔

میں نے کہیں یہ نہیں لکھا ہوگا کہ ترمذی مرحوم کے بھائی نے ان کی تھیسس کی ایک کاپی مجھے دی تھی۔میں نے تو ان کی شکل بھی نہیں دیکھی ہاں اس کے مطالعے کا بڑا شائق ہوں اگر کہیں مجھے مل جائے۔'تحقیق' میں جو میرا لکھا ہوا نوشتہ آپ نے دیکھا ہے اس میں ڈاکٹر ضیا الدین ڈیسائی[۱] کے خط کا اقتباس میں نے نقل کیا ہے،جس میں انہوں نے اس تھیسس کے دیکھنے کا ذکر کیا ہے۔تھیسس میں نے نہیں انھوں نے دیکھی تھی۔جو کچھ میں نے رسالہ تحقیق کے تازہ شمارے میں لکھا ہے اسے توجہ سے پڑھیے۔بمبئ یونیورسٹی لائبریری سے اس کے حصول کی بعض اصحاب نے کوشش کی لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔

'ناموران علی گڑھ[۲]' اب ناپید ہے۔ہر شمارہ کئی سو صفحات پر مشتمل تھا اور قیمت صرف/15۔سارے نسخے چند مہینوں میں ختم ہو گئے اس کا ایک شمارہ مجھے مطلوب ہے،اب تک کہیں سے حاصل نہیں ہو سکا۔میں نے اپنا نسخہ جلیل قدوائی صاحب[۳] کو بھیج دیا تھا اس کی تین چار جلدیں شائع ہوئی تھیں۔

'کتابوں پر تبصرے' اور 'سچی باتیں' جب شائع ہوں تو مجھے ضرور بھیجیں۔

یاقوت مستعصمی پر کچھ معلومات حاصل ہوں یا ان کی تحریر کہیں ملے تو عکس ضرور فراہم کریں۔

پس نوشت:۲/۱۳ ڈاکٹر نجم الاسلام کی وفات کا بڑا صدمہ ہوا خدا ان کی مغفرت فرمائے۔ان پر اخبارات ورسائل میں کچھ چھپے تو اس کا تراشہ یا عکسی نقل ضرور بھیجئے۔والسلام

مختار الدین احمد

(۲۴)

۲۰۰۱/۵/۲۶ء

مکرمی محمد راشد شیخ صاحب السلام علیکم

آپ نے سبحان اللہ کیا صبا رفتار بلکہ برق رفتار قاصد کے ہاتھ گرامی نامہ بھجوایا ہے۔مورخہ ۱۶ فروری کل ۲۵ مئی کو ڈاک سے موصول ہوا جس میں اطلاع تھی کہ کل رات حیدرآباد سے خبر ملی کہ نجم السلام صاحب[۱] ہم میں نہیں رہے"

لکھ چکا ہوں کہ باقر علی ترمذی مرحوم[۲] کے مقالہ" گجرات کی دینی خدمات"[۳] ملنے کی بظاہر اب کوئی امید نہیں۔اعزہ واحباب کے پاس اس کا کوئی نسخہ نہیں،ڈاکٹر ضیا الدین دیسائی کوششیں کر کے تھک گئے۔بمبئ یونیورسٹی لائبریری سے نسخے کی نقل بمبئی میں کوئی مقیم اور با اثر شخص ہی حاصل کر سکتا ہے۔

نواب چھتاری[۴] کے صاحبزادے ابن میاں سے نواب صاحب کی خود نوشت[۵] حاصل کرنے کی کوئی صورت نہیں نکلی۔میرے پاس اس کے دو حصے تھے تیسرا حصہ دیکھنا یاد نہیں آتا۔دونوں حصے میں نے مشفق خواجہ صاحب ڈاکٹر وحید قریشی

صاحب کو بھیج دیے تھے یہ سمجھ کر اپنے لیے ایک نسخہ پھر یہاں حاصل کرلوں گا، یہ آج تک ممکن نہ ہوسکا۔ ان کے عزیز ڈاکٹر ریاض الرحمٰن شروانی سے کہا بھی لیکن کامیابی کی کوئی شکل نہیں نکلی۔

آپ فرماتے ہیں کہ خودنوشت کا ایک نسخہ میں غلام مصطفےٰ خان رحنیف صاحب کو بھیج دوں۔ جان برادر، یہ کتاب اگر بازار میں ملتی تو میں ایک کیا دو نسخے آپ کو بھیج دیتا۔ کتاب زمانہ ہوا چھپی اسی زمانے میں تقسیم ہوگئی ہوگی۔ ان کے صاحبزادے کہتے ہیں دوسرا اڈیشن نکالیں گے۔ مجھے تو اس کی توقع نہیں۔

رسالہ تحقیق کے کچھ اوراق کمپوز ہو گئے تھے۔ ان میں میرے بھی دو مضمون تھے اسکا کوئی اڈیٹر مقرر رہا ہو تو لکھیے گا۔ مرحوم نے لکھا تھا کہ آپ کے گوشے کے ۱۵ مزید نسخے اور اس شمارے کی مزید کا پیاں بھیج رہا ہوں۔ یہ نہیں آئیں اور وہ خدا کو پیارے ہوگئے اب کس کو لکھوں۔ رضوان علی صاحب کو میرا اسلام کہیے۔ والسلام

مختارالدین

(۲۵)

علی گڑھ

۲۰۰۱/۹/۱۰

راشد صاحب مکرم السلام علیکم

مکرمت نامہ مورخہ ۱۳ اگست آج شام کو کوئی ایک ماہ کے بعد موصول ہوا۔ میری رائے صحیح میں الاستاذ پر جو مواد جمع ہو چکا ہے اس کو مرتب کر کے شائع کر دیجیے تا کہ پھر آپ دوسرے موضوعات کی طرف توجہ کر سکیں۔

مسودہ بھیجنے سے پہلے ضروری سوالات اور شبہات کی ایک فہرست بنا کر مجھے بھیج سکتے ہیں۔ میں حتی الامکان جلد جواب دینے کی کوشش کروں گا۔

'جمہور' کے ایڈیٹر شاہد خاں شروانی کے گھر والوں سے شروانی نمبر مستعار لینے کی کوششیں کامیاب نہ ہوسکیں، ڈاکٹر ریاض الرحمٰن خان شروانی بھی کوشاں رہے۔ کامیابی ہوئی تو مضمون کا عکس آپ کو ضرور بھیجوں گا۔ آپ ایوب قادری مرحوم اور مولانا ابوسلمان شاہجہانپوری کے کتب خانے میں بھی تلاش کریں۔

رسالہ مخزن کے مضامین میری نظر سے نہیں گزرے۔

آپ نے لکھا ہے کہ میرے لائق کوئی خدمت ہو تو تحریر فرمائیے۔ فی الحال یہ کیجیے کہ آپ کے ادارے نے جو دو تین نئی کتابیں شائع کی ہیں جن میں ایک ڈاکٹر سیّد رضوان علی ندوی کی تالیف ہے بھیج دیجیے۔ لاہور کے 'سورج' اور کسی اور رسالے میں ان کتابوں کا ذکر دیکھا ہے۔ محصول میں بہت اضافہ ہو گیا ہے آپ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور تک یہ کتابیں پہنچادیں تو وہ بھی ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

امید آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ اپنا پتا ہر خط پر لکھا کیجیے۔ والسلام

مختارالدین احمد

(۲۶)

۵دسمبر۲۰۰۱ء

محبی راشد شیخ صاحب   السلام علیکم

عبدالعلیم قدوائی صاحب[۱] آج کل یہیں ہیں۔ ہفتہ عشرہ پہلے دبئ سے یہاں آئے ہیں عید کے بعد لکھنؤ کا قصد ہے۔ان سے آپ کا ذکر خیر آیا تو یاد آیا کہ آپ کے اگست کے خط کا جواب دے دیا تھا اس میں لکھا تھا کہ کام کی رفتار سے مطلع کرتے رہیے گا۔ پھر آپ کا کوئی خط نہیں آیا۔

ان چار مہینوں میں الاستاذ المیمنی کے بارے میں مزید تحریرات آپ کو ملی ہوں گی۔ مجلۃ المجمع العلمی الھندی کا میمن نمبر (شمارہ ۱۰، ۱۱) بھی لاہور کراچی میں آپ کو مل گیا ہوگا۔ اب لکھیے کہ کن کن چیزوں کی آپ کو ضرورت ہوگی۔ آپ کے خط کی بعض باتوں کا جواب پھر لکھتا ہوں

۱۔ چغتائی مرحوم[۲] کا مضمون نہیں مل رہا ہے تلاش جاری ہے۔ یہ شاید لاہور یا کراچی کے کسی شمارے میں چھپا تھا۔

۲۔ علامہ اقبال کا کوئی خط[۳] الاستاذ کے بارے میں یہاں موجود نہیں ہوتا تو میں مجلّہ کے میمن نمبر میں ضرور چھاپتا۔

۳۔ اردو کلام مجھے نہیں ملا[۴]۔ ابھی حال میں یحییٰ ہاشم باوانی۔نے 'قومی زبان' بھی شائع کیا ہے وہ آپ نے دیکھا ہوگا۔

۴۔ الاستاذ، احتیاط پسند اور کفایت شعار تھے۔ ندوۃ العلماء اور المجمع العلمی العربی دمشق کی لاکھوں رُپے کی اعانت، حدیث کی ایک کتاب کی اشاعت پر ساٹھ ستر ہزار خرچ کرنا[۵]، سندھ یونیورسٹی لائبریری وغیرہ کو قیمتی کتابوں کی بخشش اور دمشق کی المجمع العلمی کو اپنے مخطوطات بطور عطیہ دینا یہ سب ان کے بخل پر نہیں ان کی سخاوت پر دلالت کرتے ہیں۔ وہ پیسہ محنت سے کماتے تھے جز رسی اور احتیاط سے خرچ کر کے پیسہ بچاتے تھے لیکن یہ دیکھیے کہ خرچ کہاں کرتے تھے اور کن مفید کاموں میں۔ اس معاملے میں تو ان کے معاصر علماء میں ان کی نظیر مشکل سے ملے گی۔

۵۔ خلیل الرحمٰن اعظمی[۶] کوئی ان کے سوانح نگار نہیں تھے۔ محمد طفیل مرحوم[۷] کے اصرار پر علی گڑھ کے کچھ احباب کا حال قلم برداشتہ انہوں نے لکھ کر بھیج دیا تھا۔ کچھ صحافتی اور افسانوی رنگ لیے ہوئے وہ مضمون تھا۔ مولانا کی سائیکل بہت عمدہ اور قیمتی ریلے سائیکل تھی۔ کوئی کرایہ دار انہوں نے کبھی نہیں رکھا۔ امتحان کے زمانے میں حیدرآباد کی لڑکیاں ایک ہفتے کے لیے امتحان دینے آتی تھیں اور میمن منزل میں ایک دو کمرہ لیتی تھیں اور کچھ رقم دیتی تھیں۔ ہاں میں گرمیوں میں دوپہر کو جاتا تھا ان کے پاس، وہ وقت سکون کا ہوتا تھا۔ اعظمی کو ان سے کوئی ذاتی پرخاش نہیں تھی۔ مضمون میں مزاح پیدا کرنے کی انہوں نے کوشش کی، اس میں حقیقت سے انحراف ہو گیا ہے۔ والسلام

مختارالدین احمد

(۲۷)

علی گڑھ

۲۷جنوری۲۰۰۳ء

مکرمی محمد راشد شیخ صاحب   السلام علیکم!

ابھی کاغذات میں آپ کا کرم نامہ جس پر تاریخ درج نہیں سامنے آ گیا۔ مجھے یاد ہے اس کا جواب میں نے دے دیا تھا

اوراس کا تکملہ ۵ دسمبر ۲۰۰۲ء کو روانہ کیا تھا۔ کچھ معلوم نہ ہوا یہ خط آپ کو ملا یا نہیں۔ ان امور کے جواب اب تیسری مرتبہ لکھ رہا ہوں۔

خوشی ہوئی کہ آپ ہمارے استاد پر ایک کتاب لکھ رہے ہیں۔ فروری کے تیسرے ہفتے میں علی گڑھ کا شعبہ عربی علامہ مرحوم پر ایک سیمینار منعقد کر رہا ہے[۱]۔ صدر شعبہ پروفیسر کفیل احمد قاسمی کی طرف سے دعوت نامہ جا رہا ہے۔ آج کل کے حالات میں آنا تو مشکل ہے لیکن آپ کوئی مناسب موضوع پر ایک مقالہ لکھ کر بھیج دیں تو یہاں پڑھوا دیا جائے گا[۲] اور مجموعۂ مقالات میں، جو شائع کیا جائے گا، اسے شامل کر دیا جائے گا۔

اب آپ کے استفسارات کے جوابات:

۱۔ ڈاکٹر چغتائی مرحوم کا مضمون تلاش کے باوجود نہ مل سکا[۳]۔ بہت کاواک سا اردو میں ان کا مضمون تھا (انگریزی میں ان کے مضامین بہت اچھے ہوتے تھے) میں نے کثرت سے حک و اصلاح کی تھی اس کے بعد اس کا عربی ترجمہ شائع کیا تھا۔

۲۔ اقبال کا کوئی خط میمن صاحب کی تقرری کے بارے میں اگر لکھا گیا تھا تو وہ محفوظ نہیں ہے[۴]۔ رجسٹرار آفس میں بھی تلاش کرایا گیا۔ لائبریری میں تو یقیناً موجود نہیں ہے۔ وہاں میں نے برسوں کام کیا تھا اور ایک ایک خط میری نظروں سے گزرا ہے۔

۳۔ علامہ کا اردو کلام میری نظر سے صرف وہی گزرا ہے جو ہاشم باوانی صاحب نے انجمن کے رسالے میں[۵] چند ماہ پہلے شائع کیا ہے۔

۴۔ میں لکھ چکا ہوں کہ علامہ خرچ میں محتاط تھے لیکن جہاں ضرورت سمجھتے تھے خوب خرچ کرتے تھے مثلاً اپنے اور خاندان کے کھانے پینے پر۔ وہ اعلیٰ قسم کا خالص گھی ہمیشہ کنستروں میں مولانا شروانی[۶] کے ذریعہ منگوایا کرتے تھے۔ سبزیاں اچھی تر و تازہ خریدتے تھے اور بکرے کا گوشت وہ شہر سے بہت اچھے قسم کا خریدتے تھے۔ ندوۃ العلماء لکھنؤ، مجمع العلمی العربی دمشق اور پاکستان کے علمی اداروں کو جتنی رقمیں انہوں نے دیں اس کے بعد کون یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ بخل سے کام لیتے تھے۔ لیکن شہرت اسی بات نے اختیار کر لی تھی۔ مسعود عالم ندوی مرحوم[۷] سے میں نے علی گڑھ آنے سے پہلے سن رکھا تھا۔ ھو ابخل الناس فی العلم و ابخل الناس فی المال۔ مجھے یقین ہے مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی[۸] زندہ ہوتے تو وہ اس کی تردید کرتے۔

۵۔ خلیل اعظمی مرحوم کا مضمون پیش نظر نہیں ہے لیکن مجھے معلوم ہے محمد طفیل مرحوم کی فرمائش پر انہوں نے گھر میں بند ہو کر دو تین دنوں میں مضمون لکھ کر انہیں بھیج دیا تھا۔ صحیح معلومات حاصل کرنے کی انہوں نے کوشش نہیں کی۔ میرے بارے میں بھی بعض باتیں صحت سے دور ہیں۔ مولانا اور ضیاء احمد بدایونی[۹] کے متعلق انہوں نے جو کچھ لکھا ہے اور جس طرح لکھا ہے اگر وہ مضمون مجھے دکھاتے تو میں اس میں ان سے ترمیم کرا دیتا۔

اب آپ کے سوالات کے جوابات:

☆ میمن صاحب کی سائیکل ٹوٹی پھوٹی نہیں تھی، ریلے سائیکل تھی جو اس زمانے کی بہترین اور قیمتی سائیکلوں میں تھی۔ یہ بہت اچھی حالت میں تھی۔

☆ میمن منزل میں وہ خود رہتے تھے اس میں کوئی کرایہ دار نہیں رہا۔ ہائی اسکول کے امتحان کے زمانے میں جب پورے ہندوستان سے لڑکے لڑکیاں پرائیویٹ امتحان دینے آتے تھے وہ ایک کمرہ لڑکیوں کو دے دیا کرتے تھے، پانچ سات دن قیام اس پانی بجلی صفائی کے لیے حیدرآباد سے آنے والے اصحاب ایک رقم پیش کر دیا کرتے تھے اور وہ قبول کر لیتے تھے۔

☆علی گڑھ میں پرانے اور سینئر طلبا تعطیلات گرما میں عام طور پر اپنے وطن نہیں جاتے تھے یہیں گرمیوں کا لطف اٹھاتے تھے۔ کھیلنے والے، گپ شپ کرنے والے، الکشن لڑنے والے، دہلی آگرہ کی سیر کرنے والے اور پڑھنے والے طلباء کا یہی دستور تھا۔ پی ایچ ڈی کا کام میں نے دو سال میں مکمل کر لیا تھا۔ پہلے سال میں ہوسٹل میں رہا۔ صبح سے دو پہر تک لائبریری کا کام کرتا تھا، دو پہر سے رات اپنی ریسرچ کے کاموں میں مصروف ہوتا تھا۔ استاد مرحوم کے پاس میں تقریباً روزانہ حاضر ہوتا تھا۔ انھوں نے میرے لیے دو پہر سے سہ پہر تک کا وقت مخصوص کر رکھا تھا۔ میں الاستاذ کا ممنون تھا کہ انہوں نے اپنے آرام کا وقت مجھے دے دیا تھا۔ وہ دو بجے سے چار بجے اپنے بڑے کمرے میں آرام کرتے تھے (سوتے نہیں تھے جاگتے رہتے تھے)۔ دو گھنٹوں میں وہ چاق چوبند ہو کر اٹھ جاتے تھے۔ لکڑی کے کوئلوں کی انگیٹھی پر بہت اہتمام سے چائے بناتے تھے اکثر میں شریک ہوتا تھا۔ اس کے بعد وہ گھر سے نکل جاتے۔ یا تو سیر کے لیے پرانے قلعہ کی طرف چلے جاتے یا شہر خرید و فروخت کے لیے چلے جاتے ورنہ ٹہلتے ہوئے ماسٹر سعید احمد ؒ کے پاس چلے جاتے جہاں خالص غیر علمی باتیں کرتے۔ کبھی کبھی میں بھی ان کے ساتھ وہاں چلا جاتا تھا۔ وہ مغرب کے وقت میمن (منزل) واپس آ جاتے۔ وہ صحت کا بہت خیال رکھتے تھے مجھے سمجھاتے تھے کہ صبح کی سیر ضروری ہے لیکن علی گڑھ والوں کی طرح شام کو بھی کمرے پر نہ رہیے، سیر کے لیے نکل جایا کیجیے۔ وہ یہ بھی فرماتے تھے کہ ہر وقت مطالعہ اور ہمہ وقت علمی باتوں میں مشغول نہیں رہنا چاہیے یعنی پاسبانِ عقل و دانش کو کبھی کبھی تنہا بھی چھوڑ دینا چاہیے۔

ایس ایس ویسٹ ہوسٹل سے ''میمن منزل'' کی راہ میں ایک طویل و عریض میدان پڑتا تھا جو آج سے نصف صدی پہلے ریگستان کا نمونہ تھا۔ مئی جون کے مہینے اور علی گڑھ کی شدت کی گرمی میں لو سے بچنے کے لیے کبھی کبھی میں تولیہ سر پر لپیٹ کر کمرے سے نکلتا تھا۔ خلیل صاحب نے اس کی منظر کشی کی ہے۔ انہوں نے مضمون کچھ افسانوی انداز میں اس طرح لکھا ہے کہ جا بجا حقیقت سے انحراف ہو گیا ہے۔ میرے اعتراض کرنے پر انہوں نے کہا میں کوئی تحقیقی مضمون نہیں لکھ رہا تھا کہ ہر بات کی تحقیق کر کے لکھتا، علی گڑھ کے کچھ اصحاب کے بارے میں تاثراتی مضمون لکھ رہا تھا، میں نے لکھا اور نظر ثانی بھی نہیں کی اور 'نقوش' کو بھیج دیا۔

☆نہیں اعظمی صاحب کو علامہ سے کوئی ذاتی پرخاش نہیں تھی!! وہ ان کے قدردان تھے۔ ان کے علمی تبحر کے قائل تھے، ان کی صحبت میں بیٹھنا چاہتے تھے۔ اسی لیے کبھی کبھی میرے ساتھ میمن منزل چلے جاتے تھے۔ وہ ان کے عنفوان شباب کا زمانہ تھا۔ طالب علم تھے اس وقت تک جہاں تک یاد آتا ہے نہ انہوں نے پی ایچ ڈی کیا تھا نہ وہ لیکچرر ہوئے تھے، پھر بھی وہ شاعر تھے اور ترقی پسند۔ اور شاعروں کے بارے میں قرآن نے جو کہا ہے فی کل وادٍ یھیمون۔ وہ آپ کے پیش نظر ہو گا۔

بہر حال خلیل صاحب اب اس دنیا میں نہیں ہیں جہاں تک میں سمجھتا ہوں ان کی نیت ہر گز بری نہ تھی اور ان کا مقصد مولانا کی توہین ہر گز نہ تھا۔ اس قسم کا انداز بیان انہوں نے اور اصحاب کے ساتھ اختیار کیا۔ مولانا ضیاء احمد بدیوانی کو بھی رنج ہوا تھا وہ فارسی شعبے میں استاد تھے انہیں ''بحر فارس کا مگر مچھ'' لکھا تھا۔ انہوں نے کسی اور کا قول نقل کیا تھا لیکن یہ بات بھی بہت نا مناسب تھی۔ میمن صاحب تو بہت ناراض ہوئے تھے ان کا مضمون پڑھ کر مجھے انہوں نے خط لکھ کر سخت برہمی کا اظہار کیا تھا۔

میرا مشورہ ہے کہ آپ ان باتوں کا جواب نہ لکھ کر مولانا کے فضائل و مناقب پر زور دیں یہ زیادہ بہتر ہو گا۔ آپ اس مضمون کا ذکر کریں گے تو جن لوگوں نے خلیل کا مضمون نہیں پڑھا ہے خاص طور پر نئی نسل کے لوگ جو آپ کے ذریعے حضرت

الاستاذ کے مثالب کیوں پڑھیں۔

اس معاملے میں آپ کچھ بزرگ اور سنجیدہ لوگوں سے مشورہ کر لیں۔ جناب مشفق خواجہ، جمیل جالبی صاحب، جمیل الدین عالی صاحب سے ضرور مشورہ کر لیجئے۔ میری تو رائے ہوگی کہ آپ اگر کچھ لکھ چکے بھی ہوں تو انہیں مسترد کر دیجئے۔ الاستاذ کے بارے میں اتنی اچھی باتیں لکھنے کے لئے ہیں تو ایسی ویسی باتیں لکھ کر کاغذ کیوں ضائع کیا جائے۔

۶۔ حضرت الاستاذ کے خطوط جمع کر رہا ہوں ان شاء اللہ ایک مجموعے میں شائع ہوں گے۔

۷۔ آپ نے مجلّہ تحقیق معاشرتی علوم جامعہ کراچی کی اشاعت کا ذکر کیا ہے براہ کرم اس کے دو ایک شمارے بھجوائے۔ اڈیٹر کون ہیں؟ رسالہ پسند آیا تو اس کے لیے کچھ لکھوں گا۔

۸۔ 'جمہور' علی گڑھ میں میمن صاحب کی تحریر کا عکس مولانا مختار حق صاحب آپ کو بھیج چکے ہیں[۱۲] اس لیے نہیں بھیج رہا ہوں۔ ویسے آل انڈیا ایجوکیشنل کانفرنس علی گڑھ کے دفتر سے اس کا عکس حاصل کر چکا تھا آپ کے لیے۔

یہ چار صفحوں کا مفصل خط لکھنے میں بڑا وقت لگا۔ لیکن E-mail سے خط بھیجنا میرے لیے زیادہ دشوار ہے۔ اردو خط کو رومن رسم الخط میں لکھنا زیادہ زحمت طلب ہے۔ آپ کے یہاں تو شاید اردو میں E-mail ہو جاتا ہے یہاں ابھی نہیں ہوا ہے، سال دو سال میں معلوم نہیں۔ اس طرف وہاں میری دلچسپی کی کیا کیا کتابیں چھپیں اور آپ نے کیا کیا شائع کیں۔ پنجاب یونیورسٹی کے شعبۂ اردو سے نذر شیروانی[۱۳] (شاید یہی نام ہے) چھپی ہے اس کا ایک نسخہ بھیج کر ممنون کیجئے۔ والسلام

مختار الدین احمد

پس نوشت:

مولانا میمن کے اخلاق و عادات کے ضمن میں اپنے مضمون سے ایک پیراگراف آپ کی دلچسپی کے لیے نقل کرتا ہوں:

''علامہ میمن، اسراف کے قائل نہ تھے مسلمانوں کے لیے خاص طور پر اسے بہت مضر سمجھتے تھے وہ اپنا پیسہ جسے محنت و مشقت سے جمع کرتے تھے، جزرسی سے اور احتیاط سے صحیح وقت پر اور صحیح کام پر خرچ کرتے تھے۔ جو اصحاب انہیں جاحظ اور ڈپٹی نذیر احمد[۱۴] کا متبع کہتے تھے اور ان کی جزرسی کے شاکی رہتے تھے انہوں نے دیکھ لیا کہ علامہ نے اپنی دولت کہاں اور کس طرح خرچ کی۔ انہوں نے ندوۃ العلماء کے کتب خانے کو دو لاکھ روپے پاکستان سے بھیجے، صحیح البخاری کے سیکڑوں نسخے خرید کر کتب خانوں اور طلبہ میں تقسیم کیے، دو لاکھ روپے مجمع العلمی العربی دمشق کو بطور عطیہ دیا۔ اسے بعض نادر مخطوطات اور اپنے ہاتھ سے نقل کیے ہوئے بعض نوادر جن پر ان کے قیمتی حواشی و تعلقات درج تھے پیش کیے۔ انہوں نے اپنا پورا بیش قیمت کتب خانہ جو پانچ ہزار کتابوں پر مشتمل تھا جامعۂ سندھ کو دے دیا۔ کیا ایسے شخص کو 'ابخل الناس فی المال' کہنا قرین انصاف ہے؟''

(۲۸)

علی گڑھ

دوشنبہ۔ ۲۳ جون ۲۰۰۳

مکرمی محمد راشد صاحب السلام علیکم

مکرمت نامہ مورخہ ۵ مئی اور تین کتابیں:

ارمغان شیرانی[۱]

ماہرالقادری[۲]

مولوی ذکاءاللہ دہلوی[۳]

اردو بک ریویو والوں کی بھیجی ہوئی ۱۶ جون کو موصول ہوئیں۔ یادفرمائی کا بہت بہت شکریہ۔ مولوی ذکاءاللہ دہلوی پر اینڈریوز کی کتاب[۴] انگریزی میں دیکھی تھی عرصہ پہلے۔ اب ضیاء الدین احمد برنی کا ترجمہ بھی پڑھ گیا۔ کیا اچھی زبان لکھتے تھے برنی صاحب، بالکل معلوم نہیں ہوتا کہ ترجمہ ہے۔

کتاب کی پشت پر جن پانچ کتابوں کا اشتہار چھپا ہے ان میں پہلی اور پانچویں کتاب 'سی ایف اینڈ ریوز' اور رومانس آف اورینٹل ٹرانسلیٹرز آفس بمبئی' میں میری دلچسپی ہے لیکن سب سے زیادہ دلچسپی غالباً اسی تعلیمی مرکز کی شائع کی ہوئی ان کی ایک کتاب میں ہے جس میں انھوں نے اپنے عہد کے متعدد اصحاب کے حالات لکھے ہیں، بڑی دلچسپ اور مفید کتاب ہے میں نے لائبریری سے منگوا کر پڑھی تھی۔ حیرت ہے کہ ضخامت کے باوجود اس کی قیمت صرف دس روپے تھی۔ یہ کتاب تو اب دوا کے لیے بھی نہیں ملے گی لیکن خیال رکھیں ممکن ہے کسی ردی فروش کے یہاں اتفاق سے مل جائے۔ پہلی دو کتابیں شاید کہیں مل جائیں۔

ایک کتاب جس کی بہت دنوں سے تلاش ہے 'درر عینی'[۵] ہے۔ یہ علی گڑھ کے انجینیرنگ کالج کے استاد عبید اللہ درانی کی سوانح حیات ہے۔ یہ اس کالج کے بانیوں میں تھے۔ کچھ صوفی منش تو یہاں علی گڑھ میں بھی تھے پاکستان جا کر ایسا علوم ہوتا ہے انھوں نے سلسلہ رشد وارشاد پھیلایا اور ان کے معتقدین کی تعداد خاصی بڑھی۔ انھی کے کسی مسترشد[۶] نے ان کی سوانح حیات لکھی ہے جو میری اطلاع کے مطابق پشاور سے چھپی ہے۔ آپ کے یہاں کے بعض احباب کو لکھا انہوں نے تلاش بھی کی لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔ اگر کسی کتاب فروش کے یہاں نہ ملے تو کسی کتب خانے یا کسی کے ذاتی ذخیرے میں مل جائے تو اسکی زیروکس کاپی بنوا کر بھیج دیجیے۔

علامہ عبدالعزیز میمن پر سیمینار[۷] بہت کامیاب رہا۔ ہم لوگوں کو یقین نہیں تھا کہ اس قدر کم وقت میں اتنے اصحاب ہندوستان کے مختلف شہروں اور جامعات سے آ جائیں گے۔ مسلہ یہ تھا کہ یونیورسٹی گرانٹ کمیشن نئی دلی کی دی ہوئی رقم خرچ کرنے کی مدت چند دنوں میں ختم ہونے والی تھی۔ افسوس کہ آپ وقت پر مقالہ نہ بھیج سکے ورنہ میں یہاں سیمینار میں اسے کسی سے پڑھوا دیتا۔ اب منتخب مقالات کتابی شکل میں شائع کرنے کا پروگرام ہے، آپ کے مقالے کے لیے ہم نے کچھ صفحات محفوظ رکھے ہیں۔ آپ اپنے مضمون کی صاف ستھری نقل روانہ کریں اور میمن صاحب کی اس کتاب الزھرالجنی من ریاض الیمنی[۸] کی زیروکس کاپی کہ کتب خانے میں محفوظ ہو جائے۔

استاد مرحوم کی دو کتابیں ان کی دی ہوئی میری طالب علمی کے زمانے میں لٹن لائبریری میں محفوظ تھیں۔ دونوں لاہور کی چھپی ہوئی تھیں۔ ایک کتاب تو پروفیسر محمد شفیع مرحوم[۹] کی مرتب کردہ بی اے کی ٹکسٹ بک کا اردو ترجمہ وتحشیہ تھا، دوسری کتاب کا نام اور موضوع اس وقت یاد نہیں آ رہا ہے لیکن یہ یاد آتا ہے کہ ان میں سے ایک کتاب کی طباعت کے [لیے] کتابت خود علامہ نے اپنے قلم سے کی تھی۔ کبھی آپ لاہور آئیں تو پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں انھیں دیکھیں، اورینٹل کالج کا کتب خانہ اگر علیحدہ ہو تو وہاں بھی یہ کتاب مل سکتی ہے۔

میرے پاس اردو دائرۃ المعارف لاہور کا مکمل سیٹ ہے۔ شیخ نذیر حسین صاحب[۱] نے بہت دن ہوئے مجھے لکھا تھا کہ اب اس کے ضمیمے تیار ہو رہے ہیں۔ کیا ضمیمے کی کوئی جلد شایع ہوئی، اسکے مندرجات کیا ہیں اطلاع دیجیے گا۔

آپ کے اپنے ادارے سے بھی اس طرف کوئی کتاب شائع ہوئی یا نہیں۔ کسی کتاب کے شائع کرانے کا پروگرام ہو تو اطلاع دیجیے گا۔

امید مزاج بخیر ہوگا۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۲۹)

۷ مئی ۲۰۰۴

راشد شیخ صاحب مکرم السلام علیکم

میں تو آپ کو سعودی عربیہ میں سمجھ رہا تھا مظہر قریشی صاحب کے خط سے معلوم ہوا کہ آپ کراچی میں آئے ہوئے ہیں۔ میمن صاحب کے سیمنار کے مقالات کل ہی چھپ کر آئے ہیں۔ آپ میرے خط میں کفیل احمد قاسمی صاحب کے نام ایک خط رکھ دیجئے اور لکھیے کہ آپ کا نسخہ وہ کہاں اور کس پتے پر بھیجے۔ کراچی کے پتے پر منگوالیجیے تو جلد پہنچ جانے کی توقع ہے۔

ڈاکٹر حمید اللہ مرحوم[۱] پر آپ کی کتاب کا انتظار ہے۔ میرے پاس ان کے چند خطوط ہیں۔ معلوم ہوتا کہ آپ کتاب شائع کر رہے ہیں تو آپ کو بھیج دیتا۔ کوئی معقول آدمی ان کے خطوط مرتب کر کے شائع کر رہا ہو تو مجھ سے وہ خطوط منگوالیں۔

اپنے علمی کوائف اور ذاتی حالات سے مطلع کیجئے آپ رخصت پر آئے ہوئے ہیں یا کیا صورت ہے؟ صفیہ میمن (استاد مرحوم کی صاحبزادی) کا کیا پتہ ہے؟ وہ کراچی میں اپنے شوہر کے ساتھ جو اب ملٹری کے ریٹائر آفسر ہیں مقیم ہیں۔

کچھ تازہ مطبوعات سے مطلع فرمایئے۔ قدوائی صاحب آج کل یہیں مقیم ہیں اور بخیر ہیں۔

امید آپ ہر طرح بعافیت ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۳۰)

۲۰۰۴/۶/۱۳

مکرمی راشد شیخ صاحب السلام علیکم

مورخہ ۲۰ جنوری یہاں ۲۵ مئی کو موصول ہوا۔ یہ آپ کا خط مہینوں معلوم نہیں کہاں کہاں پھرتا رہا۔

کراچی میں قیام کا ارادہ بہت مبارک ہے آپ والدۂ محترمہ کی خدمت کرتے رہیں، اس سے بڑھ کر اور سعادت کیا ہو سکتی ہے۔

ڈاکٹر حمید اللہ مرحوم پر آپ کی کتاب ملی[۱]، پسند آئی میں نے رسید بھیج دی تھی۔ آپ کی موجودگی میں چھپتی تو زیادہ صحیح چھپتی اور اہتمام سے شائع ہوتی۔ مرحوم کے خطوط کا کوئی مجموعہ چھپنے والا ہو تو اطلاع دیجئے۔ میرے نام ان کے چند خطوط ہیں غیر مطبوعہ، ان کے عکس آپ کو بھیج دوں گا۔

استاد مرحوم مولانا عبدالعزیز المیمنی پر عربی و اردو مضامین کا مجموعہ چھپ گیا ہے[۲] شعبہ عربی نے آپ کو اور دوسرے مقالہ نگاروں کو یہ مجموعہ بھیجنا شروع کر دیا آپ کو اب تک مل گیا ہوگا۔

مشفق خواجہ صاحب۳۴ کے کام کی یہ چیز شاید نہو لیکن پھر بھی اپنا نسخہ چند دنوں کے لیے ان کے پاس رکھ آیئے گا۔ وہ تو نہ خط لکھتے ہیں نہ خط کا جواب دیتے ہیں۔ خدا کرے وہ اور آپ ہر طرح خیر و عافیت سے ہوں۔

خط لکھتے رہیے، آپ کسی کا مجموعہ مضامین شائع کرنے والے تھے اس کا کیا ہوا۔ والسلام خیر طلب

مختار الدین احمد

(۳۱)

۱۸؍جولائی ۲۰۰۴ء

مکرمی محمد راشد شیخ صاحب السلام علیکم

۱۵ جون اور ۲۱ جون کے کرم نامے اور 'درر عینی' کا عکس مجھے ۱۶ جولائی کو ملا، ممنون ہوا۔ درر عینی کے لیے آپ کو زحمت اٹھانا پڑی، معذرت خواہ ہوں۔

میرا مکتوب مورخہ ۷ مئی آپ کو مشفق خواجہ صاحب کے ذریعہ ملا۔ اس سے پہلی مرتبہ علم ہوا کہ خواجہ صاحب کو میرے مرسلہ خطوط اور دوسری تحریریں پہنچ گئی تھیں، رسید ان تحریروں کی نہ ان کی طرف سے آج تک آئی نہ دوسرے مکتوب الیہم نے زحمت فرمائی۔ خواجہ صاحب تو خیر کچھ علیل بھی ہوں گے اور حسب دستور مصروف بھی لیکن دوسرے حضرات پاکستان کو کیا کہا جائے، نہ خط لکھتے ہیں نہ خط کا جواب بھیجتے ہیں الا ماشاءاللہ۔

خواجہ صاحب کے ہاں کسی جمعہ کو جایئے اور انہیں متوجہ اور ہشاش بشاش پایئے تو ان سے میری طرف سے عرض کیجیے کہ کسی جمعے کو مقامی دوستوں کی ضیافت سے وقت بچا کر دو چار سطریں اپنے دور دراز کے عقیدت مندوں کو بھی تحریر کر دیں تو کیا حرج ہو۔ جو کچھ میں نے انہیں گزشتہ خط اور پچھلے خطوں میں تحریر کیا اس کے متعلق آج تک معلوم نہ ہو سکا کہ کیا باتیں انہوں نے منظور کیں اور کیا نا منظور ہوئیں۔ جن خطوط کی کمپیوٹر سے ٹائپ کرا کے نقل انہیں بھیجی ہے وہ انہیں پسند آئی یا نہیں اور وہ 'غالب۱' یا 'اردو۲' یا کسی رسالے میں شائع کرا رہے ہیں یا نہیں۔

میمن صاحب پر مقالات کا مجموعہ۳ آپ کو مل گیا پسند آیا یا نہیں۔ کہیں تبصرہ چھپوا دیجیے کہ وہاں کچھ اصحاب کو اطلاع ہو جائے۔ نہ میں اس کی ترتیب و اشاعت سے خوش ہوا نہ اس سلسلے میں شعبے کی کارگزاری سے۴۔ میں صدر شعبہ ہوتا تو پچاسوں نسخے دوسرے تیسرے ہی دن ارباب ذوق اور مدیران رسائل کو بھیج دیتا لیکن اب ہر معمولی کام کے لیے ارباب حل و عقد کی اجازت لینی پڑتی ہے یہ صدور شعبہ بھی کیا کریں۔ مقالہ نگاروں کو تو کتاب دوسرے ہی دن بھیج دینی چاہیے تھی۔ بہر حال آج جو لوگ اور جیسے لوگ شعبے میں اور دفاتر میں ہیں کل ایسے لوگ بھی نہیں ملیں گے۔ ہندوستان اور پاکستان کی کسی یونیورسٹی اور اس کے کسی شعبے نے عربی کے ایک مصنف و استاد پر ایک ہزار صفحوں کا رسالہ اور چار پانچ سو صفحوں کا مجموعہ مقالات شائع کیا ہے۔ ایں ہم غنیمت است۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ مرحوم پر آپ کی کتاب حسن الدین احمد صاحب۵ کی مرسلہ مجھے ۲۵ مئی کو مل گئی تھی اور میں نے اس کی رسید اور شکریے میں ایک طویل خط انہیں بھیج دیا تھا۔ یہ بھی لکھا تھا کہ اس کی عکسی نقل آپ کو بھیج دی جائے۔ آپ کو خط علیحدہ لکھا تھا جواب معلوم ہوا آپ کو مل گیا ہے۔ بہت جلد دوسری اشاعت کی نوبت آ گئی اس کا مطلب یہ ہوا کتاب مقبول ہوئی۔ دوسرا

اڈیشن آپ کی نگرانی میں چھپے گا اور ''نقش ثانی بہتر کشد زاوّل'' کا مصداق ہوگا۔ میرے پاس ڈاکٹر صاحب کے چند خطوط ہیں ان کے عکس جلد بھیج دوں گا۔ اب کچھ جواب طلب باتیں:

۱۔ ڈاکٹر نجم الاسلام مرحوم نے ۲۰۰۰ء میں اپنے شعبے کے رسالے تحقیق ۱۲۔۱۳ شمارہ بابت ۱۹۹۸۔۱۹۹۹ میں گوشہ مختارالدین احمد شائع کیا تھا یہ گوشہ ص ۳۸۱ سے شروع ہوا تھا اور ص ۷۸۶ صفحات پر ۴۰۰ صفحات پر ختم ہوا تھا۔ گوشے میں میرے چار مضامین تھے اور کوئی پچاس سال پہلے کے ۲۲۵ علمی مکتوبات مشاہیر کے قلم کے میرے نام کے میرے حواشی کے ساتھ شائع کیے گئے تھے۔ ایک ہزار صفحات کا یہ شمارہ شعبہ اردو سندھ یونیورسٹی نیو کیمپس جام شورو سے/۱۴۰ میں اب بھی مل سکتا ہے۔ خواجہ صاحب سے پوچھیے، کراچی کے کتب فروشوں سے بھی مل سکتا ہے۔ اقبال احمد فاروقی صاحب مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور نے دس پندرہ نسخے منگوائے تھے یہ ضرور منگوا لیجیے۔ مشفق خواجہ صاحب اس کے بارے میں آپ سے ذکر کر رہے ہوں گے۔

۲۔ اسی طرح تحقیق (۱۰۔۱۱) بابت ۱۹۹۶۔۱۹۹۷ میں نجم الاسلام صاحب کے نام میرے ۱۷ خطوط چھپے ہیں۔ کچھ یاد آتا ہے کہ اس سے پہلے کے چند شماروں میں بھی کچھ میرے خطوط مرحوم یا پروفیسر غلام مصطفےٰ خان صاحب کے نام شائع ہوئے ہیں۔

۳۔ یادگار خطوط مرتبہ خالد محمود (لطیف آباد) میں پروفیسر غلام مصطفےٰ خاں صاحب کے نام میرے ۳۷ خطوط اور مکتوبات ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں (لطیف آباد ۱۹۹۹ء) کی دوسری جلد میں ڈاکٹر صاحب کے ۳۱ خط میرے نام شائع ہوئے ہیں۔

۴۔ ذاکر صاحب کے خط (خدا بخش اورینٹل لائبریری، پٹنہ ۱۹۹۹ء) جلد چہارم میں ڈاکٹر صاحب کے ۱۴ خط میرے نام چھپے تھے۔

۵۔ مکاتیب مشاہیر ادب بنام مولانا حامد علی خاں (مرتبہ زاہد علی خاں، الفیصل لاہور ۲۰۰۱ء) میں میرے ۵ خط شائع ہوئے ہیں۔

۶۔ تعمیر افکار بیاد پروفیسر سیّد محمد سلیم (کراچی ۲۰۰۳ء) میں ایک خط چھپا ہے

۷۔ 'ڈاکٹر نجم الاسلام ایک شخص ایک عہد' مرتبہ عتیق احمد جیلانی، رفیق احمد خاں (ادارۂ انشا حیدرآباد سندھ مارچ ۲۰۰۲ء) میں میرا ایک خط بنام ڈاکٹر نجم الاسلام شائع ہوا ہے۔

تین اور پاکستانی رسالوں میں بھی کچھ میرے خطوط چھپے ہیں ان میں سے ایک الحمراء لاہور ہے۔

یہ فہرست تو میرے خطوط کی ہے جو شائع ہوئے ہیں۔ یہ مکمل نہیں ہے۔ ایک مجموعہ ان کا بن سکتا ہے۔ جو خطوط میں نے دوسرے اصحاب کے شائع کیے ہیں ان کے لیے رسالہ تحقیق کے شمارے دیکھیے۔ ابھی حال ہی میں، میں نے پروفیسر نظیر صدیقی ۶ اور پروفیسر سیّد محمد حسنین ۷ کے خطوط شائع کیے ہیں، میں اپنے حواشی کے ساتھ، وہ آپ کو بھیجوں گا۔ حسنین صاحب کے نام کے خط شاید مشفق خواجہ صاحب بھی کہیں چھپوائیں ان سے رابطہ رکھیے۔

انجمن ترقی اردو کراچی کے رسالے میں، دو یا تین خطوط قاضی عبدالودود صاحب ۸ اور مولوی عبدالحق ۹ کے کچھ خطوط، جو اب تک غیر مطبوعہ تھے میں نے شائع کیے ہیں۔ سرسیّد وغیرہ کے خطوط بھی چھاپے تھے۔ ضرورت ہے کہ یوسفی صاحب ۱۰ شائع شدہ خطوط کی مکمل فہرست بنالیں پھر خطوط مختلف مجموعوں میں آپ چھاپ سکتے ہیں۔

میمن صاحب کے خطوط آپ چھاپنا چاہیں گے تو وہ میرے پاس محفوظ ہیں مرتب کر دوں گا۔ چھوٹا سا مجموعہ ہوگا

آپ بآسانی شائع کر سکتے ہیں۔ مولانا عبدالماجد کے پانچ سات خطوط میرے پاس ہیں آپ 'نگارش ماجدی' کے آخر میں بطور ضمیمہ چھاپ سکتے ہیں۔ ایسا ہو تو مجھے لکھیے۔ صفیہ میمن کی تاریخ وفات اور ان کے میاں اور ان کے بچوں کی تفصیلات معلوم ہو سکے تو لکھیے۔ دعا ہے کہ میمن صاحب پر آپ کی کتاب جلد مکمل ہو اور جلد اشاعت پذیر ہو۔

اب کچھ آپ کے دوسرے خط مورخہ ۲۱ جون ۲۰۰۴ کی بابت

یہ بات مجھے معلوم نہ تھی کہ آپ کے اعزہ کا تعلق یہاں کے فردوسی بزرگوں کے خاندان سے ہے۔ شاہ شفیع احمد فردوسی اا والد مرحوم کے دوستوں اور عقیدت مندوں میں تھے۔ ان کی رجبی شریف کی ہر سال تقریب بارگاہ عشق میتن گھاٹ میں ہوتی تھی اس کا حضرت شاہ حمید الدین صاحب سجادہ نشین بڑا اہتمام کرتے تھے۔ شاہ شفیع احمد فردوسی مرحوم اس جلسے میں شرکت کے لیے بہار شریف سے پٹنہ تشریف لاتے تھے اور کئی دن تک سجادہ نشین کے مہمان رہتے تھے۔ میں نے انہیں وہاں متعدد بار دیکھا ہے، جلسے کے بعد والد مرحوم کے کمرے میں تشریف لے آتے تھے اور رات کا پورا حصہ اور اگلے دن کا بیشتر حصہ دونوں ساتھ گزارتے تھے۔ ان کے عزیز یاس بہاری بھی بہار شریف سے آتے تھے۔ ان کا نام شاہ الیاس احمد تھا۔ یہ زمانہ ۱۹۳۹۔۱۹۴۳ کا ہے۔ یاس بہاری کی ولادت ۱۸۸۸ اور سال وفات: ۱۴؍ ستمبر ۱۹۶۰ء ہے۔ مدفن احاطہ آستانہ مخدوم الملک خانقاہ بہار شریف۔ شاہ صاحب اچھے شاعر بھی تھے شفیع تخلص کرتے تھے۔ ان کی غزلیں ندیم (گیا)، فطرت (راج گڑھ) سہیل (گیا) اور بہار کے دوسرے رسائل میں مل سکتی ہیں۔ ندیم کی کچھ فائلیں ڈاکٹر سیّد ظفر الحسن (مرتب دیوان دل عظیم آبادی) کی بیدل لائبریری میں محفوظ ہیں وہیں سیّد وصی احمد بلگرامی مرحوم کے اعزہ رہتے ہیں۔ بہار کے رسائل ممکن ہے ان کے ہاں اب بھی محفوظ ہوں۔

آپ شفیع بہاری مرحوم کے سلسلے میں مندرجہ ذیل حضرات سے خط کتابت کریں:

۱۔ ڈاکٹر سیّد شاہد اقبال ''آستانہ حق'' روڈ نمبر ۱۰، ویسٹ بلاک، نیو کریم گنج گیا، 82300

۲۔ سجادہ نشین خانقاہ فردوسیہ آستانہ مخدوم الملک بہار شریف ضلع نالندہ

۳۔ ڈاکٹر عطاء خورشید مزمل کمپونڈ علی گڑھ

۴) سجادہ نشین تکیہ بارگاہ عشق میتن گھاٹ پٹنہ سٹی

۵) سجادہ نشین تکیہ بارگاہ عشق میتن گھاٹ پٹنہ سٹی پروفیسر سیّد شاہ شمیم الدین احمد منعمی۔

۶) سیّد شاہ مصباح الحق عمادی سجادہ نشین خانقاہ عمادیہ مجیبیہ منگل تالاب پٹنہ سٹی ۸۰۰۰۰۸

۷) پروفیسر سیّد شاہ طلحہ رضوی برق سجادہ نشین خانقاہ ابو العلائیہ داناپور پٹنہ ۸۰۰۰۰۱

۸) سیّد شاہ برہان الدین احمد فردوسی خانقاہ منیر شریف Maner ضلع پٹنہ

۹) پروفیسر سیّد شاہ طیب ابدالی سجادہ نشین خانقاہ اسلام پور ضلع نالندہ (بہار)

آپ ۱، ۳ اور ۵ کو خط لکھ کر دوسرے ہفتے یاد دہانی کا خط لکھیں۔

خانقاہ فردوسیہ آستانہ مخدوم الملک بہار شریف سے تصوف کے موضوع پر بہت خوبصورت معیاری رسالہ نکلتا ہے۔ اس کے تین شمارے اب تک چھپ چکے ہیں ڈاکٹر شاہد اقبال (گیا) اور شاہ شمیم الدین احمد منعمی (پٹنہ سٹی) اس کے بارے میں تفصیلات آپ کو بتا سکیں گے۔ رسالہ آپ ضرور منگوائیے۔ ان اصحاب کو آپ اپنی تصانیف بھی بھیجیں تو رسالہ توقع ہے کہ برابر آپ کو پہنچتا

رہے گا اس سلسلے میں شاہد اقبال اور شاہ شمیم الدین احمد منعمی کو لکھیے۔ والسلام

خیر طلب مختار الدین احمد

پس نوشت

آپ کا تیسرا خط مورخہ یکم جون مجھے لکھنؤ سے ۲۰ جولائی کو ملا۔ یہ غالباً ندوہ سے پوسٹ ہوا ہے آپ کے یہ دوست تو بڑے سست اور آرام طلب نکلے، یکم جون کا خط اب انہوں نے بھیجا ہے۔ آپ کے استفسارات کا جواب یہ ہے کہ ڈاکٹر حمید اللہ پر آپ کی کتاب مل گئی ہے اور یہ کہ میمن صاحب پر مجموعہ مقالات چھپ گیا ہے اور آپ کو بھیجا جا چکا ہے۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۳۲)

۱۳/۱۱/۲۰۰۴ء

مکرمی محمد راشد شیخ صاحب...........السلام علیکم

مورخہ ۱۴، ۱۵ راگست آپ کے سست رفتار قاصدوں کے ذریعہ ملے ا۔ درر عینی کا عکس مل گیا تھا میں نے فوراً شکریے کا خط لکھ دیا تھا پھر لکھ رہا ہوں آپ نے بڑا اکرم فرمایا۔

ڈاکٹر حمید اللہ مرحوم کے خطوط نکلوا کر عکس بنوا لیے ہیں۔ آپ نے حواشی کی فرمائش کر دی ہے اسے انجام دے کر روانہ کر دوں گا۔ ہاں یاد آیا جو خط آپ نے شہاب الدین ثاقب صاحب کے ہاتھ بھیجا تھا وہ فوراً مل گیا تھا۔ وہ بہت مستعد آدمی ہیں۔ ڈاکٹر نثار احمد اسرار۲ پر آپ کا مضمون۳ دیکھا بہت لائق آدمی تھے خدا ان کی مغفرت فرمائے۔

قاضی اطہر مبارک پوری نمبر۴ میں نے نہیں دیکھا۔ آپ نے ضیاالحق خیر آبادی صاحب کو مرسلہ دو کتابیں 'ہندستان میں ابن تیمیہ۵' اور 'ڈاکٹر حمید اللہؒ' بھیجنے کو لکھا ہے لیکن مجھے اب صرف خط ہی ملا ہے کتاب نہیں۔ وہ شاید آپ نے کسی اور کو بھیج دی ہوں۔

خواجہ صاحب کی خیر و عافیت اور ان کی مجلس کی ضروری اور اہم ادبی و علمی باتیں اپنے خط میں ضرور لکھ دیا کریں۔ عید کی تہنیت قبول فرمائیے۔ والسلام مختار الدین احمد

مورخہ ۱۵ اگست کا خط مجھے ۲۸ ستمبر کو ملا تھا اس کا E-mail سے جواب ۳۰ ستمبر کو دے دیا تھا۔ مجموعہ مقالات پر آپ کی رائے معلوم ہوئی۔ میرا اس کی ترتیب سے کچھ تعلق نہیں مرتبین نے شاید میری مشغولیات کی وجہ سے کسی مضمون کے بارے میں مجھ سے مشورہ نہیں کیا۔ مجھے تو اس بات کی بہت خوشی ہے کہ شعبہ نے اتنی مدت کے بعد استاد مرحوم پر ایک سیمینار کا انعقاد کیا۔ الاستاذ پر آپ کی کتاب کہاں تک پہنچی؟ فہرست مضامین کبھی بھیجئے گا۔ امید آپ بخیر ہوں گے عید سعید کی تہنیت قبول فرمائیے۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۳۳)

علی گڑھ

۲۶ مارچ ۲۰۰۵

مکرمی محمد راشد شیخ صاحب السلام علیکم

مکرمت نامہ مورخہ ۹ مارچ ای۔میل سے ملا۔ اب میرے پاس اپنا ای۔میل ضروری لوازم کے ساتھ آ گیا

ہے۔انگریزی، اردو اور عربی کے خطوط بھیج سکتا ہوں اور وصول کر سکتا ہوں اس لیے اب آپ مجھے خطوط اردو میں لکھ سکتے ہیں۔

مشفق خواجہ صاحب کی وفات حسرت آیات کا مجھ پر بہت اثر ہے۔ان سے جو تعلقات میرے تھے ان کا آپ کو علم ہوگا۔وہ دوست کے دوست اور بھائی کے بھائی تھے۔جتنی محبت وہ مجھ سے کرتے تھے اس کا اندازہ آپ کو ان کی یکشنبہ کی مجلسوں میں ہوا ہوگا۔خدا ان کی مغفرت فرمائے،ان کی تربت پر رحمت و رضوان کے پھول برسائے اور انہیں اعلیٰ علیّین میں جگہ دے۔علی گڑھ میں ان کی وفات پر متعدد جلسے ہوئے۔ابن سینا اکیڈمی میں میری صدارت میں ایک جلسہ ہوا جس میں علی گڑھ کے مشاہیر نے حصہ لیا اور ان کی محبت ان کے اخلاق اور ان کی علم دوستی پر روشنی ڈالی۔یہ جلسہ حکیم سیّد ظل الرحمٰن صاحب کے اہتمام میں ہوا شعبہ اردو کا جلسہ صدر شعبہ پروفیسر افضال نے کیا۔علی گڑھ میں ان کے احباب ہی نہیں ان کے سارے جاننے والے ملول و دل گرفتہ رہے۔یہ ان کی مقبولیت اور ہر دل عزیزی کی نشانی ہے

ڈاکٹر حمید اللہ مرحوم کے خطوط آپ نے طلب کیے تھے ان کے عکس بھیج رہا ہوں۔انہیں ترتیب سے نمبر ڈال کر شائع کیجئے اور ہجری تاریخوں کی تطبیق عیسوی تاریخوں سے کر لیجئے اور خطوط پر اوپر نیچے دونوں تاریخیں شائع کیجئے۔اگر کسی مجموعے میں شائع کرنے میں تاخیر ہو تو پہلے کسی مناسب رسالے میں شائع کر دیجئے۔ظلی صاحب کے نام ایک خط کا عکس بھی ساتھ ہی جا رہا ہے۔

خواجہ صاحب کے خطوط آپ چھاپ رہے ہیں؟ بہت اچھا کام آپ کر رہے ہیں۔میں نے برسوں پہلے شروع کیا تھا۔دو چار صفحوں کے پروف انہیں بھیجے بھی تھے۔یہ بے تکلفانہ خطوط تھے انہیں کچھ تامل ہوا ہر چند مجھے کچھ نہیں لکھا۔میں نے کمپوزنگ کا سلسلہ رکوا دیا اب آپ جو خطوط ان کے چھاپیں تو احتیاط کی نظر سے انہیں دیکھ لیں۔

استاد مرحوم پر آپ کی کتاب کا خاکہ (مکتوب ۲۷ دسمبر ۲۰۰۴ء) کاغذات میں مل گیا۔دیکھ کر جلد ہی ای میل سے بھیج دوں گا ان شاء اللہ۔میں نے ان کے خطوط کے عکس بنوا لیے ہیں مختصر حواشی لکھ لوں تو آپ کو بھیج دوں کوئی مستند آنے والا ملا تو اس کے ہاتھ ورنہ رجسٹری پارسل کے ذریعہ۔ابھی تو آپ محمد عالم مختار حق صاحب کے نام کے خطوط کمپوز کرا رہے ہوں گے۔میرے خطوط جو سو سے زائد ہوں گے؟ غالباً علیحدہ مجموعے میں مکتوبات مشفق خواجہ کی دوسری جلد میں آپ شائع کریں گے۔

خطوط ڈاک یا ای میل سے لکھتے رہیے۔استاد مرحوم پر آپ کی کتاب کس منزل پر ہے آپ نے مسودہ بھیجا تو میں ایک نظر ڈال لوں گا۔والسلام

مختار الدین احمد

(۳۴)

۳/اکتوبر ۲۰۰۵

مکرمی محمد راشد شیخ صاحب السلام علیکم

رات ای۔میل پر آپ کا خط پڑھا فوراً جواب بھیج دیا۔میں نے دو دن کے بعد مکتوبات میمنی کی پہلی قسط بھیجنے کا وعدہ کیا تھا لیکن آدھی رات تک اور آج صبح سے آپ کا کام کر رہا ہوں۔اب ۳۰:۱ دن کو پہلی قسط مکمل کر کے بھیج رہا ہوں۔ان میں سے سب آپ کو شائع نہیں کرنا ہو تو اپنی پسند کی چند چیزیں منتخب کر لیجئے۔

دوسری قسط جس میں میرے نام الاستاذ کے خطوط ہیں بہت محنت طلب ہیں۔ پھر بھی جلد ہی بھیجوں گا۔ یہ دونوں قسطیں، کام لے کر بحفاظت تمام واپس کر دیجیے گا۔ امید آپ بخیر وعافیت ہوں گے۔ والسلام

مختارالدین احمد

(۳۵)

۲۴؍دسمبر ۲۰۰۵

مکرمی محمد راشد شیخ صاحب السلام علیکم

آپ کے کئی پیغامات ملے۔ آپ کی خواہش کے مطابق اب مجبوراً الاستاذ کے خطوط کے عکس ایسی حالت میں بھیج رہا ہوں جس حالت میں گزشتہ ماہ تھے۔ آپ کی خواہش تھی کہ اگر حواشی نہیں لکھے ہوں تو خطوط بغیر خواشی کے بھیج دیے جائیں آج رجسٹری کر کے بھیج رہا ہوں۔

یہ ۲۸ خطوط ورقعات ہیں۔ ابتدائی چند خطوط پر حواشی لکھ دیے ہیں[۱]۔ اب آپ یہ کر سکتے ہیں کہ مجلّۃ المجمع العلمی الھندی کے خصوصی شمارہ جوالاستاد کے لیے مخصوص ہیں اسے سامنے رکھ کر میرے حواشی اردو میں منتقل کر لیجیے یہ حواشی میرے ہوں گے۔ آپ اگر کوئی حاشیہ لکھنا چاہیں تو اپنی طرف سے لکھیے اور اسے کھڑے بریکٹ میں اس طرح [ ] شائع کیجیے۔

ضروری امور کے لیے ہوائی خط لکھیے۔ ای۔میل سے اچھی طرح وضاحت نہیں ہوتی اس پر صرف مختصر اور ضروری پیغامات بھیجیے[۲]۔ مثلاً یہ پیکٹ ملتے ہی اس کی رسید E-mail سے ہی بھیج دیجیے خط سے تو آپ ضرور بھیجیں گے۔ امید آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

مختارالدین احمد

(۳۶)

۷؍اگست ۲۰۰۶ء

مکرمی محمد راشد شیخ صاحب.........السلام علیکم

آپ بھی خوب آدمی ہیں۔ کہاں تو یہ عجلت اور اضطراب کے فوراً مکتوبات میمنی بھیجیے۔ اصرار پر اصرار کہ صرف آپ کے مضمون کی وجہ سے میمن صاحب کی کتاب رکی ہوئی ہے اور کہاں یہ خاموشی اور سناٹا کہ کتاب تو کتاب خط تک نہیں بھیجتے[۱]۔

مکتوبات میمنی جو میں نے بھیجے ہیں کمپوز ہو گئے ہوں گے آپ اصل بحفاظت تمام واپس کر دیجیے اور ممنون کیجیے۔ خط لکھیے میرا ای میل آج کل کام نہیں کر رہا ہے اور یوں بھی مجھے دوسرے مکان میں جا کر T.V کی اسکرین پر پڑھنا پڑتا ہے پھر یاد بھی نہیں رہتا کہ مکتوب نگار نے کیا کیا امور لکھے ہیں۔ سیّد شاہ شفیع بہاری صاحب کی تاریخ وفات جاننے کے لیے کتنے اصحاب کو خطوط لکھے، فون کیے، زبانی گفتگو کی، کسی کو نہیں معلوم۔ صرف یہ معلوم ہوا ہے کہ شاہ صاحب ڈھاکہ گئے ہوئے تھے وہیں ان کی وفات ہوئی۔ مفید اطلاع یہ ہے کہ آستانہ ابوالعلائیہ ست روزہ ڈھاکہ میں ان کا مزار ہے تاریخ وفات مزار کے کتبے پر منقوش ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو قطعہ تاریخ سے ان کے بارے میں اور باتیں بھی معلوم ہو سکتی ہیں۔ ڈھاکہ میں، میں کسی ایسے شخص سے واقف نہیں جو یہ کام کر سکے۔ میرے ملنے والے راجشاہی، چٹاگانگ وغیرہ میں ہیں۔ آپ کا یا آپ کے کسی دوست کا

کوئی واقف کار ہو تو اسے لکھیے اور کتبہ کی نقل منگوا لیجئے۔اور پھر مجھے بھی مطلع کیجئے۔

شاہ شفیع صاحب پر ان کے عزیز احمد یوسف کے ایک مضمون۲ کی عکسی نقل بھیج رہا ہوں اس کا مطالعہ آپ کے لیے مفید ہوگا۔

امید آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔والسلام

مختار الدین احمد

پس نوشت: یہ خط کہیں کاغذات میں دب گیا تھا آج روانہ کیا جا رہا ہے میمن صاحب کے خطوط جو میں نے بھیجے تھے آپ واپس کر دیں۔

(۳۷)

۸/اپریل ۲۰۰۷

مکرمی السلام علیکم

ایک مدت سے نہ آپ کا کوئی خط آیا نہ آپ کی علمی و ادبی سرگرمیوں سے واقفیت ہوئی۔الاستاذ پر آپ کی کتاب بھی ابھی تک غالباً شائع نہیں ہوئی ورنہ آپ اطلاع ضرور دیتے۔اس راہ میں جو مسائل پیش آ رہے ہوں گے ان کا مجھے اندازہ ہے۔ خدا وسائل مہیا کر دے کہ آپ کی کتابیں شائع ہو جائیں۔

اس عرصے میں علمی مشاغل کیا رہے۔خواجہ صاحب مرحوم کی کیا کیا کتابیں شائع ہوئیں اس سے بھی مطلع کیجئے گا۔معلوم نہیں اپنے کام کے سلسلے میں آپ لاہور میں ہیں یا کراچی میں۔اپنی خیر و عافیت سے مطلع کیجئے اور کبھی کبھی خط لکھ دیا کیجئے۔

امید آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔والسلام

مختار الدین احمد

(۳۸)

علی گڑھ

۱۰/۵/۲۰۰۷ء

مکرمی محمد راشد شیخ صاحب..........السلام علیکم

ابھی ۶ بجے شام کو پروفیسر حبیب الرحمٰن مرحوم سابق استاد تعلیمات کی صاحبزادی آئیں اور انہوں نے آپ کا خط (۴/۲۹) دیا جو ان کے بھائی مصباح الرحمٰن صاحب۱ لائے ہیں۔وہ بیگم صاحبہ سے باتیں کر رہی ہیں اور میں آپ کو جواب لکھ رہا ہوں کہ کراچی/لاہور جانے کے لیے ایک لفاف تیار ہے۔

آپ نے اپنے پچھلے خط میں لکھا تھا کہ استاد مرحوم کے خطوط جامعہ کراچی سے شائع ہو رہے ہیں۔'جریدے' کے تازہ شمارے سے تو اندازہ ہوتا ہے کہ وہ مقالات شائع کر رہے ہیں۲ مکاتیب کا اس میں ذکر نہیں۔چھاپیں گے بھی تو اگلے برس یا اس سے بھی اگلے برس۔آپ نے میمن صاحب پر کام شاید بہت پھیلا دیا ہے اس لیے مزید تاخیر ہو رہی ہے۳ بہر حال دعا ہے کہ آپ کے سارے نیک مقاصد میں آپ کو کامیابی ہو۔میرا حقیر مشورہ ہوگا کہ آپ کام زیادہ پھیلائیں نہیں اس میں وقت بھی زیادہ صرف ہوتا ہے اور اخراجات بھی۔طارق صاحب۴ سے عکس مل جائیں تو انہیں شائع کر دیجئے۔حواشی مختصر ہوں نیز کسی اور کے

نام خط ملیں تو وہ شائع کر دیجئے۔ اس عرصے میں دو ایک مضامین کے مجموعے، پھر بعد کو سبھوں کے مطالعے کے بعد چاہیں تو کتاب مرتب کر دیجئے۔ اس طرح کئی کتابیں مختصر وقفوں کے بعد شائع ہو سکتی ہیں۔

آپ نے ۱۳ مضامین کے عکس طلب کیے ہیں۔ یہ کوئی مشکل نہیں سارے مضامین موجود ہیں عکس بنوا کر ممکن ہوا تو انہیں مصباح الرحمٰن صاحب کے ہاتھ بھجوا دوں گا۔

کیا جریدہ اور ساحل کے ایڈیٹر ایک ہی ہیں؟ ایک ہوں یا دو غضب کمال لوگ ہیں۔ یہ اپنے مضامین پر کس قدر محنت کرتے ہیں اور دونوں رسالے پابندی سے نکالتے ہیں اور معلومات کا انبار آپ کے سامنے لگا دیتے ہیں۔ خدا انہیں خوش رکھے۔ خواجہ صاحب پر کہیں کچھ چھپے تو کم از کم اطلاع ضرور دے دیا کیجیے کہ ان کے دیکھنے کا ہمیشہ خواہش مند رہتا ہوں۔

بلوچ صاحب کے نام الاستاد کے کتنے خطوط ہیں؟ وہ ان کے عکس مجھے بھیجنے والے تھے پھر انہوں نے لکھا کہ عکس انہوں نے آپ کو دیے ہیں وہ عکس بنوا کر آپ کو بھیج دیں گے او کما قال۔ میں اب تک ان کے مطالعے سے محروم ہوں۔

خطاطی پر کام جاری رکھیے۔ یاقوت مستعصمی کی کوئی تحریر چھپی ہوئی ملے تو ان کے عکس بھیجئے۔

امید آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۳۹)

علی گڑھ

۲۸ رمئی ۲۰۰۷ء

مکرمی محمد راشد شیخ صاحب السلام علیکم

مکرمت نامہ مورخہ ۲۹ اپریل پیش نظر ہے۔ آپ کراچی میں متعین ہو گئے یہ خوب ہوا اب آپ کا بہت وقت بچ جائے گا جو آپ تصنیفی کاموں میں خرچ کر سکتے ہیں۔ آپ نے شخصیات پر کچھ مضمون طلب کیے ہیں جو آپ اب تک حاصل نہیں کر سکے ہیں۔ ان کے علاوہ میں بعض مختصر نوٹس بھیج رہا ہوں شاید آپ کی دلچسپی کے ہوں۔

آل احمد سرور، احمد امین، حمیدہ سلطان، ڈاکٹر ذاکر الدین، منظور حسین شور، محمد احمد عثمانی، ابواللیث صدیقی، پروفیسر مسعود حسن (کلکتہ) پروفیسر مسعود حسن ادیب (لکھنؤ) پروفیسر مسعود حسین (علی گڑھ) ڈاکٹر نور الحسن ہاشمی، ڈاکٹر اسٹرن، شیخ محمد عرب مکی۔

اسکالر (احمد شفیق) اور مولانا احسن مارہروی پر مضامین کی تلاش جاری ہے۔ احسن مارہروی پر مضمون دائرے (کراچی) میں چھپا تھا؟ بیدل لائبریری اور مرزا ظفر الحسن کی غالب لائبریری میں اس کے شمارے ضرور موجود ہوں گے وہاں سے حاصل کر لیجیے۔ یہاں تلاش پر نہ ملا آپ کو مل جائے تو ایک عکسی نقل مجھے بھی بھیج دیجئے۔

کچھ اصحاب پر سوانحی شذرے ذاکر حسین کے خط (۴) میں چھپے ہیں معلوم نہیں یہ کتاب آپ کے پاس موجود ہے یا نہیں۔ بہر حال ان کی بھی عکسی نقلیں بھیج رہا ہوں۔

حکیم محمد احمد خیری، محمد امین زبیری مارہروی، مولوی بشیر الدین اٹاوہ، لالا پرتھوی چندر، قاضی عبد الغفار، عبد الاحد فاطمی، شاہ محمد عثمانی (پھلواری، مکہ مکرمہ)، گلپیٹرک، ہادی نقشبندی، ڈاکٹر نذیر احمد اور نور علی شاہ۔

خواجہ طارق صاحب۳۳ سے خطوط کے عکس حاصل کرلیں ورنہ پھر وہ امریکہ چلے جائیں گے۔ یہ بھی لکھیے وہ کب تک کراچی میں مقیم ہیں۔ جناب عبدالعلیم قدوائی صاحب۳۴ کل تشریف لائے تھے۔ وہ بھوپال روانہ ہو گئے۔ اب مہینوں کے بعد عازم علی گڑھ ہوں گے جب عبدالرحیم قدوائی صاحب انگلستان سے واپس آئیں گے۔

خط لکھتے رہیے، مقالات میمنی اور مکاتیب میمنی کی اشاعت دیکھیں کب تک ہوتی ہیں۔ امید آپ بخیر ہوں گے۔

والسلام

دعاؤں کا طالب

مختار الدین احمد

آپ حسن نواز شاہ (اسلام آباد) سے واقف ہوں تو ان کا پتا لکھیے۔ وہ شیخ سہروردی کے خلفاء پر کام کر رہے ہیں۔ انھیں 'اخبار الجمال' کے نسخے کے عکس کی ضرورت تھی۔

(۴۰)

علی گڑھ

۱۱ جولائی ۲۰۰۷

مکرمی السلام علیکم

آپ کا خط مل گیا تھا میں نے آپ کی طلب پر اپنے سارے مضامین اکٹھے کیے ان کے عکس بنوانے اور ۲۸ مئی کو رجسٹری سے ڈاکٹر انور محمود خالد صاحب کو اور مشمولات کے ساتھ فیصل آباد بھیج دیے کہ وہ ان پر ایک نظر ڈال کر آپ کو بھیج دیں۔ ایک مہینہ سے زائد کی مدت ہو گئی نہ ان کا کوئی خط آیا نہ آپ کی رسید پہنچی۔ سخت تردد ہے۔ خط لکھ کر یا فون کر کے ان سے پوچھیے۔ ایسا تو نہیں ہے کہ وہ کچھ دنوں کے لیے ملک سے باہر چلے گئے ہوں اور خطوط اور پیکٹ ان کے گھر میں جمع ہو رہے ہوں۔ حالات معلوم کر کے اطلاع دیجیے کہ رفع تردد ہو۔

آپ کے کام کہاں تک پہنچے۔ اپنی خیر و عافیت سے مطلع کیجیے اور خط لکھتے رہیے۔

قدوائی صاحب۱ آج کل بھوپال اپنے اعزہ کے پاس گئے ہوئے ہیں ان کے پاس جب بھی آپ کا خط آتا ہے تو وہ مجھے آپ کی خیریت سے مطلع کرتے ہیں۔

امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ خواجہ صاحب مرحوم کی وفات کے بعد مجلس یادگار غالب کراچی سے کیا کیا کتابیں شائع ہوئیں۔ اس ادارے کا ناظم کون مقرر ہوا اور انتظامات اب کن لوگوں کے ہاتھ میں ہیں۔ خواجہ صاحب نے اس ادارے کو بہت ترقی دی تھی خدا کرے ترقیات کا سلسلہ جاری رہے۔

امید آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

علی گڑھ
۳/اگست ۲۰۰۷ء

مکرمی محمد راشد شیخ صاحب السلام علیکم

ابھی کچھ دیر پہلے سیّد عطا خورشید آپ کا خط دے گئے۔ یہ غالباً ای میل سے آیا ہے اس پر تاریخ درج نہیں۔ کچھ نہیں معلوم کہ آپ نے کب لکھا ہے اور یہاں کب پہنچا۔ خطوط پر تاریخ ضرور ڈال دیا کریں۔ آپ نے میرے دو خطوں کے ملنے کا ذکر کیا ہے، جن کے جوابات بھیجنے کا آپ نے ذکر کیا ہے۔ آپ کا کوئی خط ۳ اگست تک نہیں پہنچا۔ ممکن ہے کسی صاحب کے ذریعہ بھیجا ہو اور وہ خط پوسٹ کرنا بھول گئے ہیں۔

حیرت یہ ہے کہ آپ نے ان خطوط اور مضامین کی آج تک رسید نہیں بھیجی جو ڈاکٹر انور محمود خالد صاحب نے آپ کو روانہ کیے ہیں سخت تر دد ہے۔ حد یہ ہے کہ آج کے خط میں بھی اس کا کوئی ذکر نہیں۔ دو سطروں میں کم از کم میرے خطوں کا جواب اور مضامین مرسلہ کی رسید بھیج دیتے۔ آپ کو اندازہ نہیں ہے کہ اس سے مجھ کو کس درجہ کوفت ہوئی؟۔

جن ''جوابات'' کا آپ ذکر کرتے ہیں تو وہ معلوم نہیں کس سست رفتار قاصد کے ذریعہ آپ نے بھیجے ہیں جواب تک نہیں پہنچے۔ بھئی ڈاک کے اخراجات بے شک بڑھ گئے ہیں لیکن آخر لوگ خط، کتابیں اور رسائل بھیج ہی رہے ہیں۔ مولانا میمن پر اپنی کتاب کے بارے میں بھی آپ نے کچھ نہیں لکھا۔ عطا خورشید صاحب کو اگر آپ نے ای میل کے ذریعہ بھیجا ہے تو اسی کے ذریعہ فوراً خط لکھیے۔

(۲) خواجہ صاحب مرحوم کے نام خطوط کے عکس آپ کس طرح بھیجیں گے۔ اس کے لیے آپ ڈاکٹر انور محمود خالد صاحب کی ہدایت کا انتظار کیجیے۔ غالباً ان حالات میں وہ مشورہ دیں گے کہ عکس کا پیکٹ آپ بحفاظت تمام انہیں بھیج دیں وہ ڈاک سے مجھے بھیج دیں گے۔ فوراً انہیں فون کیجیے یا خط لکھیے۔

(۳) خواجہ عبدالرحمٰن طارق صاحب میرے خاص عزیزوں میں ہیں۔ میری کتابوں کے لیے انہیں نہ قیمت بھیجنے کی ضرورت ہے نہ محصول ڈاک ۳۔ میری عربی کتابیں حیدر آباد، علی گڑھ اور بیروت میں چھپی ہیں اور اب آؤٹ آف پرنٹ ہیں اور ان سے انہیں دلچسپی نہ ہوگی۔ اردو کتابیں بیشتر بازار میں نہیں ملتیں۔ احوال غالبؔ، اگر شاید دہلی میں مل جائے، نقد غالب، سیّد معین الرحمٰن مرحوم کے صاحبزادے نے لاہور سے شائع کی ہے۔ مالک رام صاحب کی 'نذر مختارؔ' اور عطا خورشید کی 'مختار نامہ' مل جائے گی۔ 'دیوان حضور' کا نسخہ بھی مل جائے گا۔ 'تذکرۂ آزردہ' انجمن ترقی اردو پاکستان نے شائع کیا ہے، کراچی سے مل جائے گا۔

ان میں سب یا جو کتابیں خواجہ صاحب چاہیں مجھے لکھیں میں بھیج دوں گا۔ آپ نے یہ نہیں لکھا کہ وہ کب تک کراچی میں مقیم ہیں۔

آپ یہ خط دیکھتے ہی ایک کارڈ (جس پر صرف دس روپیہ خرچ ہوگا) ڈاک سے بھیجیے اور تفصیلی خط عطا خورشید کے ذریعہ ای میل سے بھیجیے۔

امید آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۴۲)

علی گڑھ

۱۶/جون ۲۰۰۶

راشد صاحب مکرمی السلام علیکم

آپ کی فرمائش پر بہت سے مضامین کے عکوس آپ کو جناب انور محمود خالد صاحب کے ذریعہ دو ہفتہ ہوا بھجوائے ہیں، ملیں تو رسید فوراً بھیجئے۔ آپ کے سارے مطبوعہ مضامین کے عکس بھیجے ہیں۔ صرف ایک مضمون ابھی نہیں ملا ہے تلاش میں ہوں۔ امید آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۴۳)

علی گڑھ

۱۱/اکتوبر ۲۰۰۷

مکرمی محمد راشد شیخ صاحب السلام علیکم

رات ایوان غالب دہلی کے لائبریرین صاحب 'اسرار الخط[۱]' کا عکس لے کر ۱۰ بجے شب کو اپنے گھر آئے۔ آج صبح دس بجے اپنا آدمی ان کے پاس بھیج کر عکس منگوایا اور اب پیکٹ بنوا کر دونوں چیزیں یعنی اسلوب صاحب کی کتاب اور 'اسرار الخط' کا عکس رجسٹری کرا کے بھیج رہا ہوں۔ خدا کرے بحفاظت تمام آپ کو مل جائے۔
بلوچ صاحب کی کتاب[۲] ابھی نہیں آئی، عید کی تہنیت قبول فرمائیے۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۴۴)

علی گڑھ

۲۶/اگست ۲۰۰۷

مکرمی محمد راشد شیخ صاحب السلام علیکم

کل صبح آپ سے تفصیلی باتیں ہوئیں۔ شب کو میرے نواسے یاسر احمد سلمہ دہلی سے آئے اور آپ کی ای میل سے مرسلہ خطوط پرنٹ کر کے دے گئے۔ وہ کل صبح دلی واپس جا رہے ہیں۔ رات کو میرا یہ خط آپ کو ای میل کے ذریعہ بھیج دیں گے وہ اور ان کی دولہن سعدیہ دونوں دہلی یونیورسٹی کے کالج میں کمپیوٹر سائنس کی تعلیم دیتے ہیں ہر ہفتہ شنبہ کو علی گڑھ آ جاتے ہیں اور پیر کی صبح کو روانہ ہو جاتے ہیں۔

ڈاکٹر عطاء خورشید آپ کا ۲۴/اگست کا خط دے گئے، شکریہ۔ ان خاتون کا بھیجا ہوا کوئی خط آج تک موصول نہیں ہوا نہ عزمی صاحب کا لفاف ملا[۱]، اصلاحی[۲] کہتے ہیں انہیں عزمی صاحب نے کوئی لفاف نہیں دیا[۳] شاید وہ کراچی سے لانا بھول گئے۔ اب آپ صورتحال ان سے دریافت کریں۔ میمن صاحب کی تصویریں بھی غارت ہوئیں۔

(۲) آپ پروفیسر ریاض الاسلام مرحوم کے گھر جائیں۔ان کی صاحب زادی اور ان کے صاحب زادے سے (اگر وہ امریکہ واپس نہ گئے ہوں) ملیں اور ہماری طرف سے کلمات تعزیت ادا کریں ہے۔ مجھے ان کی وفات کا بہت رنج ہوا ہے انہیں میں اپنا بڑا بھائی سمجھتا تھا وہ بھی نہایت شفقت فرماتے تھے۔ میں برابران کے لیے دعائے مغفرت کرتا ہوں خدائے پاک وبرتر ان پر اپنی رحمت ورضوان کے پھول برسائے اور ان کے اعزہ کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ کچھ دن پہلے ان کی صاحب زادی کا اور ان کا ٹیلی فون آیا تھا۔وہ اپنے نام میرے لکھے ہوئے خطوط یا ان کا عکس اور راشدی مرحوم کے مضامین کا مجموعہ بھیجنا چاہتے تھے لیکن متردد تھے کہ کس طرح بھیجیں۔ میں نے جناب ذوالفقار مصطفےٰ صاحب کو فون کیا کہ آپ ان سے جا کر ملیں خطوط یا خطوط کے عکس اور کتاب لیں آئیں پیکٹ بنا کر مجھے ڈاک سے بھیج دیں اور ڈاکٹر صاحب کو زحمت سے بچائیں۔وہ شاید یونیورسٹی نہ جا سکے، انہوں نے معذرت بھی نہیں کی ورنہ میں کچھ اور انتظام کرتا۔ میں نے کئی (خط) ذوالفقار صاحب کو لکھے، آج تک ان کا جواب نہیں آیا۔انہوں نے یا کراچی میں کسی نے ڈاکٹر صاحب کی وفات کی اطلاع بھی نہیں دی، آپ مجھے نہ لکھتے تو اب تک ان کی رحلت سے لاعلم رہتا۔

آپ پہلے تو ذوالفقار مصطفےٰ صاحب سے دریافت کیجئے کہ وہ خطوط وغیرلے آئیں ہیں یا نہیں۔اگر لے آئیں ہوں تو ان سے دونوں چیزیں حاصل کر کے مجھے بحفاظت تمام بھیج دیں، ڈاک کا خرچہ میرے ذمہ۔ نہ لائے ہوں تو ڈاکٹر صاحب کے عزیزوں سے مل کر میرا خط دکھا کر وہ چیزیں حاصل کیجئے اور مجھے بھیج دیجئے۔ میری طرف سے تعزیت کے لیے تو بہر حال یونیورسٹی جایئے۔ڈان کا تراشہ مل گیا ہے۵ اخبارات میں جو کچھ چھپے مجھے فوراً بھیجئے۔ میں معارف میں ان پر تعزیتی مضمون شائع کرنا چاہتا ہوں۶۔ان کے اعزہ سے میرے لیے ان کا بائیوڈیٹا مل جائے تو مجھے بھیج دیجئے، ضرور۔

ذوالفقار مصطفےٰ صاحب میرے پرانے کرم فرما ہیں۔روزانہ ان کے خط کا انتظار کرتا ہوں۔آپ ان کی خیر وعافیت سے مطلع فرمائیں۔کراچی بہت بڑا شہر ہے معلوم نہیں آپ کہاں رہتے ہیں اور یونیورسٹی کتنی دور ہے آپ کے گھر سے۔زحمت کے لیے عفو خواہ ہوں۔ ذوالفقار صاحب سے تو ٹیلی فون پر بھی آپ گفتگو کر سکتے ہیں۔تاخیر ہوگئی تو خطوط کے ضائع ہونے کا خدشہ ہے۔میں ڈاکٹر صاحب کے خطوط شائع کرنا چاہتا ہوں۔بعض باتیں مبہم ہیں واضح نہیں۔میرے خطوط سے مسائل کی وضاحت ہوسکتی ہے۔

۳) آپ نے میرے مضامین طلب کیے ہیں، عرض ہے:

i) سرور صاحب پر مضمون کا تکملہ اگر مسودات میں ملا تو بھیج دوں گا، اس کی زیادہ توقع نہیں۔

ii) اسکالر شفیق احمد (علی گڑھ۔آکسفورڈ) پر ریڈیو تقریر تھی مضمون اضافہ وترمیم کے بعد 'تہذیب الاخلاق' میں شائع ہوا ہے وہ بھیج دوں گا۔

iii) آرزو جلیلی اور محبوب حسین پر مضامین ابھی شائع نہیں ہوئے ہیں لیکن ان کی نقلیں بھیج دوں گا۔

iv) قیوم قائد، فاضل بریلوی، مرتضی حسین بلگرامی، اور ملا اسعد پر مضامین کے آف پرنٹ بھیج دوں گا۔

v) منٹو کے ایک خط پر مختصر سی تمہید لکھی تھی وہ بھی بھیج دوں گا اس کی کوئی اہمیت نہیں، ہاں خط غیر مطبوعہ ہے۔

vi) 'وفیاتِ مشاہر بہار' کے لیے ڈاکٹر شاہد اقبال کو گیا خط لکھ رہا ہوں۔میرے پاس اس کا کوئی فاضل نسخہ نہیں۔

vii) 'اسرار الخط' کے عکس کے لیے کل پیرکوان صاحب کو یا ڈاکٹر امیر حسن عابدی کو لکھوں گا لیکن کامیابی کی توقع کم ہے۔وہ

اپنا عکسی نسخہ بھیج دیں یہ مشکل ہے۔اس کا عکس بنوا کر بھیجیں یہ اس سے زیادہ مشکل ہے بہر حال کوشش کرنے میں کیا حرج ہے۔
viii) 'کلیات مکاتب سرسید' کی طرف فی الحال توجہ نہیں 'مکاتیب اکبر' کی ترتیب میں لگا ہوا ہوں۔ وفیات مشاہر بہار ۸ (۱۹۰۱۔۱۹۵۰) کے لیے پٹنہ کچھ دن جا کر رہنا اور اس زمانے کے اخبارات کا مطالعہ ضروری ہے اور اس کا فی الحال موقع نہیں۔ اس عمر اور صحت کی موجودہ حالت میں اس کا انجام مشکل ہی نظر آتا ہے۔
(۴) 'جریدہ' کے ایڈیٹر صاحب کو میرا سلام کہیے۔میں 'جریدہ' اور 'ساحل' ان کے دونوں رسالے بڑے شوق سے پڑھتا ہوں اور ان دونوں کا منتظر رہتا ہوں۔عطا خورشید صاحب کرم فرماتے ہیں۔ایک دو رات میں ختم کر کے انہیں واپس کرتا ہوں۔خیال رکھیے کہ الاستاذ المیمنی کے خطوط اور ان کے نام کے خطوط کے متن میں کوئی غلطی نہ رہ جائے۔کیا علامہ سیّد سلیمان ندوی کے خطوط بنام اقبال انہوں نے چھاپے ہیں یا ان کے ملفوظات شائع کیے ہیں ۹۔
سنا ہے نبی بخش بلوچ صاحب پر کوئی کتاب چھپی ہے تو تفصیلات لکھیے گا۔
بہت ضروری کاموں کو روک کر یہ مفصل خط آپ کو لکھا ہے اور یاسر احمد سلمہ کی فرمائش پر قلم روک کر آہستہ لکھا ہے تاکہ اس کا اچھا عکس فیکس کے ذریعہ آپ تک پہنچے۔اب رات کے ۱۲:۳۰ بج گئے ہیں خط تمام کرتا ہوں۔امید آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔والسلام

مختار الدین احمد

(۴۵)

علی گڑھ
یکم دسمبر ۲۰۰۷

مکرمی محمد راشد شیخ صاحب السلام علیکم

میرے کرم فرما سیّد مرتضی حسین بلگرامی صاحب ان شاء اللہ ۵ دسمبر کو کراچی جا رہے ہیں، ان کا قیام ایک ماہ رہے گا ۵ رجنوری کو واپس آئیں گے۔ان کی قیام گاہ کا پتا اور ٹیلیفون نمبر لکھ رہا ہوں آپ ان سے مل کر بہت خوش ہوں گے۔
مشفق خواجہ صاحب کے نام میرے خطوط کا عکس جو آپ لوگوں نے بنوائے ہیں وہ بلگرامی صاحب کے ذریعہ آپ بھیج سکتے ہیں لیکن عکس کی ایک کاپی اپنے پاس ضرور رکھ لیں۔
کوئی کتاب بھیجنی ہو تو وہ بھی بھیج سکتے ہیں۔ہر چند وہ ہوائی جہاز سے سفر کر رہے ہیں لیکن میری خاطر اور علم کی محبت میں کتابوں کا بار خوشی سے اٹھا لیں گے۔
مقالات و مکتوبات میمنی کی طباعت کے بارے میں اطلاع دیجیے۔
امید آپ بخیر ہوں گے۔والسلام

مختار الدین احمد

سیّد ریاض حیدر بلگرامی ''الریاض''
D/343 Block 13, Nasirabad F.B Area ,Karachi-38 Phone 0092210364541

(۴۶)

علی گڑھ

۴؍دسمبر ۲۰۰۷

مکرمی محمد راشد شیخ صاحب السلام علیکم

رات ڈاکٹر عطا خورشید صاحب آئے اور آپ کا ای میل مورخہ یکم دسمبر دے گئے۔ اس تحریر کی جو میں قریشی صاحب کو لکھ کر بھیجوں عبارت کیا ہو۔ براہ کرم ان سے یا کسی سے پوچھ کر لکھ دیجیے یا بلگرامی صاحب کو دے دیجیے۔ وہ اپنے گھر خط لکھیں گے تو یہ کاغذ بھی بھیج دیں گے۔ قریشی صاحب کا عہدہ کیا ہے ناظم ہیں ڈائرکٹر ہیں؟ اور ادارے کا نام کیا ہے بہر حال آپ مکمل مسودہ بھیج دیجیے جو دو چار سطروں کا ہوگا والسلام

مختار الدین احمد

(۴۷)

علی گڑھ

۲؍دسمبر ۲۰۰۷

مکرمی محمد راشد شیخ صاحب السلام علیکم

میرے شخصیاتی مضامین کی فہرست جو آپ نے بنا کر ۱۶؍جولائی کو بھیجی ہے وہ اس وقت پیش نظر ہے۔ عنقریب حاصل ہونے والے مضامین کے بارے میں اطلاع دیجیے کہ کون کون سے مضامین آپ کو مل گئے اور کون سے نہیں ملے کہ میں فراہم کرنے کی کوشش کروں۔

احمد امین، سر ضیا الدین احمد، بابائے اردو، پر مضامین دوبارہ 'کانفرنس گزٹ' میں چھپے ہیں اور یہ ڈاکٹر انور محمود خالد صاحب کو بھیجے گئے ہیں۔ بعض مضامین کے دو نسخے بھیجے ہیں ایک آپ کے لیے ہے، جن مضامین کا صرف ایک نسخہ گیا ہے ان کا عکس منگوالیں آپ ان سے۔

جو مضامین آپ کو درکار ہیں ان میں آل احمد سرور پر مکمل مضمون بھیج سکتا ہوں۔ اسکالر کی مکمل شکل میں وہ مضمون ہے جو احمد شفیق پر چھپا ہے۔ شرف عالم آرزو، قیوم قائد، سیّد محبوب حسین، مولانا مرتضی زبیدی بلگرامی اور ملا اسعد عظیم آبادی پر مضامین ڈاکٹر انور محمود خالد کو بھیج دیے ہیں۔ مولانا احمد رضا فاضل بریلوی پر مضمون کی نقل بھیج دوں گا۔

اب کچھ ان مضامین کا ذکر کرتا ہوں جو آپ کی فہرست میں نہیں۔

۱)	ڈاکٹر میشل الخوری	(مطبوعہ اورینٹل کالج میگزین)
۲)	ڈاکٹر مسعود حسین خان	(نذر مسعود)
۳)	سیّد یوسف الدین احمد بلخی	(جرنل خدا بخش لائبریری)
۴)	...	بلخی (نذر نادم بلخی)
۵)	پروفیسر نادم بلخی	(نذر نادم بلخی)

(۶) ڈاکٹر عبدالمعید خاں حیدر آبادی (عربی میں چھپا ہے مجلّہ المجمع العملی الھندی میں اردو ترجمہ کرالیں)
(۷) ڈاکٹر سیّد احمد برہان (دہلی)
(۸) سیّد عبدالحکیم ارمان؟
(۹) ڈاکٹر نذیر احمد؟ ('ڈاکٹر نذیر احمد محقق اور دانشور' ایوان غالب دہلی)
(۱۰) مختار الدین احمد؟ (نقوش ستمبر)
(۱۱) پروفیسر محفوظ الحق (خدا بخش جرنل، جون)
(۱۲) نجیب اشرف ندوی (نوائے ادب جنوری ۱۹۶۹ء) مختصر مضمون
(۱۳) سیّد نظام الدین بلخی (نذر نادم بلخی)

اتنے مضامین ایک مجموعے میں تو آپ شائع نہیں کریں گے، دو تین مجموعوں میں اشاعت میں آسانی ہوگی۔ بہار کے اصحاب پر مضامین ایک علیحدہ مجموعے میں شائع کیے جاسکتے ہیں۔ میں نے ان پر نشان لگا دیے ہیں۔

بہت دنوں سے آپ کا کوئی ای میل نہیں آیا۔ امید ہے آپ جلد خط لکھیں گے۔

سیّد مرتضی حسین بلگرامی صاحب میرے کرم فرماؤں میں ہیں اور مجھ سے قریب ہی رہتے ہیں۔ وہ ۵/دسمبر کو کراچی پہنچ رہے ہیں، ۵ جنوری کو واپس آئیں گے۔ ان کی معرفت آپ کتب و رسائل اور خاص طور پر مشفق خواجہ صاحب کے نام میرے مکتوبات کے عکس بھیج سکتے ہیں۔ وہ وہاں پہنچ کر آپ سے سیّد معراج احمد جامی صاحب اور ذوالفقار مصطفےٰ سے رابطہ پیدا کریں گے۔ آپ ان سے مل کر بہت خوش ہوں گے۔

امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

ڈاکٹر ریاض الاسلام صاحب کا بائیو ڈیٹا ان کے گھر والوں سے یا ان کے دفتر سے حاصل کر کے جلد بھیجیے گا۔ مجھے ان کی تصانیف و مقالات کی فہرست درکار ہیں۔

براہ کرم اس خط کی عکسی نقل ڈاکٹر انور محمود خالد صاحب کو بھیج دیں۔

(۴۸)

علی گڑھ

۱۱/ اکتوبر ۲۰۰۷

مکرمی محمد راشد شیخ صاحب السلام علیکم

بلگرامی صاحب رات ۹ بجے یہاں پہنچے۔ میں نے آج صبح ۹ بجے انھیں ٹیلیفون کر کے ان کی خیر و عافیت پوچھی۔ وہ خیر و عافیت سے ہیں۔ آپ سے مل کر بہت خوش ہوئے۔ وہ آپ کے اخلاق اور آپ کے علم و فضل کے قائل ہو کر آئے ہیں۔ ابھی کچھ دیر پہلے انھوں نے کتب و خطوط کا پیکٹ اور خطوط بنام مشفق خواجہ کے عکس کا دبیز لفافہ بھجوایا۔ وہ شام کو یا شب کو آئیں گے۔

پٹھان سوٹ کا کپڑا پہنچا۲۔ آپ نے زحمت فرمائی۔ کمال ہے کہ آپ نے یہ یاد رکھا کہ پہلی مرتبہ جب مجھ سے آپ کی ملاقات ہوئی ''نیپا'' میں تو میں فلاں رنگ کا پٹھان سوٹ پہنے ہوئے تھا۔ ۱۹۹۲ یعنی ۱۴، ۱۵، سال پہلے کی بات آپ نے یاد رکھی ۳۔ ممنون ہوا۔ خدا آپ کو خوش رکھے۔

خطوط ملے۔ مقیم الدین صاحب کو دستی اور عطاء الرحمٰن اور فیصل احمد صاحبان کو ڈاک سے خطوط روانہ کر رہا ہوں۔

میرے نام آپ کے خطوط مورخہ ۲۰، ۲۲ دسمبر موصول ہوئے۔ بلگرامی صاحب سے ملاقات کا حال معلوم ہوا۔ مکاتیب خواجہ کے عکس بنوانے اور بھیجنے کا شکریہ۔ آپ نے کچھ اور مکتوبات کے عکس بھی بنوا کر بھیج دیے۔ مزید شکریہ۔ طبی کتاب ۴ اور 'جوش اور خامہ بگوش ۵' ملی شکریہ۔ آخر الذکر بہت اچھی چھپی ہے حسن طباعت قابل داد ہے۔

اشاریہ معارف عطا خورشید صاحب کو بھیج دی گئی ۶۔ کتب مطلوبہ کی فہرست دیکھی۔ دو تین کتابیں ایسی ہیں جو بازار میں مل جائیں گی۔ میں انہیں آسانی سے بھجوا سکتا ہوں۔ ان میں فصیح صدیقی کی 'میں کیا مری حکایت کیا' شامل ہے میں بھیج دوں گا۔

میر ولایت حسین، ڈاکٹر اعجاز حسین، کلیم الدین احمد آغا جانی کاشمیری کی کتابیں ۷ ملنی اب مشکل ہیں۔ یہ پندرہ بیس سال پہلے بہت تلاش کے بعد مشفق خواجہ صاحب کو بھجوائی تھیں۔ اگر ممکن ہو تو ان کے کتب خانے سے ان کا عکس بنوا لیجیے۔ ادا جعفری کی خود نوشت ۸ تو کراچی سے پہلے چھپی ہے آپ اس کا ہندستانی ایڈیشن کیوں منگوا رہے ہیں۔ کوئی خاص ضرورت ہو تو لکھیے میں بھجوا دوں گا۔

بقیہ کتابوں کے لیے مہر الٰہی صاحب یا ڈاکٹر عطا خورشید کو متوجہ کروں گا۔

'نیرنگِ خیال' کے شمارے یہاں سے مشکل سے ملیں گے ۹۔ ۱۹۴۷ء سے پہلے کے تو ممکن ہے کہیں مل بھی جائیں، ۱۹۶۰ء کے بعد یہ رسالہ اس دیار میں شاذ و نادر ہی کبھی پہنچتا تھا۔ آپ لاہور، اسلام آباد میں تلاش کرائیں ویسے میں بھی آزاد لائبریری میں تلاش کراؤں گا۔ کیا اس کا حصہ دوم کہیں شائع نہیں ہوا؟

میں آپ کے دونوں خطوط کے جوابات فوراً لکھ کر بھیج رہا ہوں کہ آپ کو جلد مل جائیں۔ میرا خیال ہے آپ کی ساری باتوں کا جواب میں نے لکھ دیا۔

آپ کے مرسلہ دونوں خط ڈاک گھر اسی خط کے ساتھ بھیج رہا ہوں۔ عطا خورشید تعطیلات میں اپنے وطن گیا گئے ہوئے تھے یکم جنوری کو واپس آنے والے تھے، آ گئے ہوں گے لیکن ابھی میری ان سے ملاقات نہیں ہوئی ہے۔ اب آپ انہیں ای میل بھیج سکتے ہیں۔

امید آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

آپ کے یہاں ایک صاحب ہیں جو سلسلۂ مجددیہ پر کام کر رہے ہیں ۱۰۔ انہیں شاہ جمال ؒ کی ایک کمیاب سوانح حیات 'اخبار الجمال' کی ضرورت تھی۔ مجھے لکھا میں نے کوئی چار سو خرچ کر کے پوری کتاب کا عکس بنوا دیا۔ اس کے بعد یہ حضرت کہیں غائب ہو گئے۔ میں نے خط لکھا عکس منگوا لیجیے جواب ندارد۔ اب کوئی ایک سال کے بعد کل رات ان کا اسلام آباد سے فون آیا۔ میں عکس آپ کو بھیج دوں گا ان کا پتا بھی معلوم نہیں، اجرت عکس و محصول آپ کو بھیج دیں تو آپ کتاب انہیں بھیج دیں یا دے دیں۔ میں ان سے واقف نہیں۔

(۴۹)

علی گڑھ
۲۰۰۸/۳/۲۶ء

مکرمی محمد راشد شیخ صاحب السلام علیکم

تین کتابیں بھیج رہا ہوں

آئینہ خانہ (اسلوب صاحب)[۱]

جو رہی سو بے خبری رہی (ادا جعفری)[۲]

غبار کارواں (انیس قدوائی)[۳]

تیسری کتاب مکتبہ جامعہ نے غلط بھیج دی ہے[۴]۔ آپ کی مطلوبہ کتاب 'آجکل اور غبار کارواں' ہے۔ منیجر صاحب کہتے ہیں دہلی سے کتاب جونہی آئے گی بھیج دوں گا۔ غلط کتاب بھی میں نے واپس نہیں کی، آپ کی دلچسپی کی ہے اس لیے بھیج رہا ہوں۔ والسلام

مختار الدین احمد

آپ کا ای میل کل مل گیا تھا۔

(۵۰)

علی گڑھ
۲۱/مئی ۲۰۰۸ء

مکرمی محمد راشد شیخ صاحب السلام علیکم

آپ کا ای میل ڈاکٹر عطا خورشید صاحب کے ذریعے ملا۔ اس زمانے میں پریشان حال رہا۔ بیگم صاحبہ دہلی کے ایک ہسپتال میں زیر علاج تھیں، کل شام کو واپس آئی ہیں۔ بحمدہ پہلے سے بہتر ہیں آج صبح ۹ بجے مکتوبات خواجہ بذریعہ ای میل بھیجا ہے۔ کبھی کبھی CD کے کھلنے میں زحمت ہوتی ہے اس لیے احتیاطاً ایک CD رجسٹرڈ ڈاک کے ذریعے روانہ کر رہا ہوں۔ عطا خورشید کے ذریعہ ملنے کی اطلاع فوراً دیں کہ رفع تردد ہو۔

آپ خود چھاپیں یا کسی پبلشر سے بات کریں آپ کو اختیار ہے[۱]۔ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے بھی خواجہ صاحب کے مکتوبات 'مکاتیب مشفق خواجہ' چھاپے ہیں۔ ادارہ مطبوعات سلیمانی رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور ان کا ناشر ہے فون نمبر 8872327، idarasulemani@ yahoo.com۔ ان سے بات کر کے دیکھیے۔ ڈاکٹر وحید قریشی صاحب کے شرائط آپ کو معلوم ہیں۔ اگر آپ خود شائع کریں تو اب فوراً چھاپ سکتے ہیں اور تقسیم وغیرہ میں آپ جو کچھ بھی کرنا چاہیں کر سکیں گے۔ انڈکس بنا کر آپ لگائیں تو کتاب مفید تر ہو۔

حسن عباس کا مقدمہ طویل معلوم ہو تو آپ فی الحال خارج کر سکتے ہیں پھر ہندوستانی اڈیشن میں شامل کر لوں گا۔
آپ دو چار صفحہ کا عرض ناشر لکھ لیں۔ آپ چاہیں گے تو میں بھی مختصری تحریر بھیج دوں گا۔ آپ کمپوز کرا کے کتاب شائع کر سکتے ہیں۔
خواجہ صاحب کی ایک اچھی تصویر ضرور ہو، دو چار خطوط کے عکس بھی شامل ہو سکتے ہیں[۲]۔ جواب ای میل سے فوراً دیجئے۔ والسلام

مختار الدین احمد

اگر پروف میں غلطیاں نظر آئیں اور آپ کو موقع ہو تو آپ تصحیح کر دیں۔ زحمت ہو تو رہنے دیں۔

علی گڑھ
۳؍جولائی ۲۰۰۸

مکرمی محمد راشد شیخ صاحب السلام علیکم

ڈاکٹر عطا خورشید صاحب ایک ہفتے کے لیے پہاڑ پر گئے ہوئے تھے یہاں ڈاک جمع ہوتی رہی آپ کے دونوں خط اب ملے

۱) میں آپ کی رائے سے اتفاق کرتا ہوں۔قریشی صاحب 'مکاتیب مشفق خواجہ' کی اشاعت کے شدید خواہش مند ہیں تو سنگ میل یا کسی اور دارالاشاعت کو دینے کے بجائے انھیں کے ادارے کو دیجئے۔ان کا حق سب سے زیادہ ہے۔وہ مکتوب نویس اور مرتب دونوں کے دوستوں میں ہیں۔ان کے شرائط بھی اچھے معلوم ہوتے ہیں۔کتابت اور حق تالیف وتصنیف کی رقم اب آپ خواجہ صاحب کے نام ان مکتوبات پر کرسکیں گے جو ان کے نام لکھے گئے ہیں اور جن کا عکس آپ کے پاس موجود ہے۔انھیں آپ جلد ترتیب دے دیجئے اور شائع کردیجئے۔میرے اور خواجہ صاحب دونوں کے خطوط شائع ہوجائیں گے تو لوگ دلچسپی سے پڑھیں گے اور لوگوں کو کچھ نئی معلومات بھی حاصل ہوں گی۔اس کا بھی امکان ہے کہ قریشی صاحب بعد کو ان خطوط کی اشاعت کے لیے تیار ہوجائیں۔بہر حال انھیں منظوری کا خط فوراً بھیج دیجیے اور پروفوں کی تصحیح کے کام سے جلد فارغ ہوجائیں۔

۲) عبارتیں لکھ بھیجئے، میں ضروری خلا پُر کرنے کی کوشش کروں گا۔

۳) میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں طویل مقدمہ موجودہ حالات میں لکھنے سے قاصر ہوں[۲]۔ مختصری تمہید دو چار صفحوں میں لکھ دوں گا اس وقت اصل مقصد خواجہ صاحب کے خطوط لوگوں تک پہنچانا ہے، ان پر تحریریں بعد کو لکھی جاتی رہیں گی لیکن سارا مواد (ان کے اور میرے خطوط) سامنے آجائیں۔

۴) مقدمہ آپ کو پسند نہیں تو اسے نہ شائع کیجئے۔ڈاکٹر انور سدید صاحب اس مجموعے پر مقدمہ لکھنے کو آمادہ ہیں[۳]۔ میں نے انھیں کمپوز کیے ہوئے سارے صفحات بھیج دیے ہیں اور لکھا ہے کہ اس پر اپنی تحریر آپ کو بھیج دیں۔میرے پاس اب تک ان اوراق کے پہنچنے کی اطلاع نہیں آئی ہے۔فون کرکے ان سے پوچھئے اور ان کا فون نمبر یا ای میل مجھے بھی بھیجئے۔

۵) عکس شائع کرنے کے لیے دو چار ورق کے عکس بھیج دوں گا۔

۶) خواجہ صاحب کے ساتھ میری کوئی تصویر میرے پاس موجود نہیں ہے[۴]۔ ان کے بھائی خواجہ طارق عبدالرحمان صاحب سے رجوع کیجئے وہ آپ کو فراہم کرسکتے ہیں۔محمد عالم مختار صاحب نے خطوط مشفق خواجہ میں ایک تصویر شائع کی ہے ہم دونوں کی وہ صاف نہیں ہے۔ان سے کوئی اچھی کاپی اس تصویر کی حاصل کیجئے۔میرا خیال ہے میں نے آپ کی ساری باتوں کا جواب دے دیا۔کچھ باتیں دریافت طلب ہوں تو لکھیے۔

اگر آپ خط اردو میں لکھ کر بھیجیں تو مزید ممنون ہوں گا۔والسلام

مختار الدین احمد

علی گڑھ

۲۰۰۸/۷/۱۵ء

مکرمی محمد راشد شیخ صاحب　　　السلام علیکم

ای میل ڈاکٹر عطا خورشید صاحب کی معرفت ملا۔ مکتوبات خواجہ اصل دیکھی۔ آپ کے استفسارات کا جواب عرض ہے:

۱) مکتوب ۱۹　تذکرہ آفتاب عالم تاب کا منحصر بفرد نسخہ نواب سیّد محمد علی خاں معاصر غالب شمس آباد (فرخ آباد) میں محفوظ ہے۔ اب اس کے مہتمم ان کے پوتے ایک صاحب ذوق محمد صادق صفوی ہیں۔

۲) صفحہ ۶۷　آزاد لائبریری میں خواجہ صاحب نے جو مختلف مواقع پر کتابیں بطور تحفہ بھیجی ہیں ان کی مجموعی تعداد خط لکھنے کے وقت انہیں یاد نہ تھی۔ وہاں پر بیاض ہے یعنی جگہ چھوڑ دی گئی ہے کہ پھر لکھ دی جائے گی۔ اس کا انھیں موقع نہ ملا۔ آپ بھی وہاں پر بیاض رکھیے یا نقطے لگا دیجئے۔

۳) صفحہ ۹۸　منوہر سہائے انور لاہور میں مسلمانوں کے ایک محلے میں رہتے تھے۔ وہاں ایک مسلمان لڑکی سے بہت متاثر ہوئے۔ محلے والوں نے بحسن وخوبی دوسرے محلے میں منتقل ہونے پر راضی کرلیا اور یہ معاملہ ختم ہوگیا۔ منوہر سہائے میرے ملنے والوں میں تھے اور فارسی ادب کا نہایت ستھرا ذوق رکھتے تھے اور بڑے نفیس آدمی تھے۔ سراج الدین علی خاں آرزو پر انہوں نے مقالہ لکھ کر پنجاب یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ لی تھی۔ میں اس معاملے کا متن یا اپنے حواشی میں بھی اظہار نہیں چاہتا اس لیے اس سے صرف نظر کیا۔

۴) صفحہ ۱۳۳　خواجہ صاحب مرحوم نے آفتاب احمد خاں کے خط کے اقتباسات نقل کیے تھے اور درمیان میں نقطے لگا دیے تھے اختصار کے لیے۔ آپ اسی طرح خط شائع کر دیں اس لیے کہ نقطے مرحوم کے لگائے ہوئے ہیں میں نے نہیں لگائے ہیں۔

ان سطور کی نقل آپ مجی ڈاکٹر وحید قریشی صاحب کو ارسال کر دیں کہ وہ خطوط میں ۲ مناسب ترمیم، حک و اضافہ فرما دیں۔ یہ ای میل آپ کو آج یا کل مل جائے گا آپ فوراً انہیں اطلاع دے سکتے ہیں۔ مخزن کے دفتر میں غالباً ای میل نہیں۔ میں انہیں خط لکھوں گا تو شاید دس دن کے بعد انہیں ملے۔

اس موسم میں طبیعت برابر مضمحل رہی، تمہید لکھنے کا ابھی تک موقع نہیں ملا جلد ہی اس طرف متوجہ ہوں گا۔

جو مضامین میرے لکھے ہوئے اب تک نہیں پہنچے ہیں ان کی فہرست بھیج دیجیے میں بھیجنے کی کوشش کروں گا۔

میرے پاس کوئی تصویر میری اور خواجہ صاحب کی نہیں ہے۔ آپ کہتے ہیں خواجہ عبدالرحمٰن طارق صاحب کے پاس بھی نہیں۔ رسالہ قومی زبان کراچی میں ایک تصویر چھپی ہے 'مشفق خواجہ نمبر' میں۔ یہی تصویر محمد عالم مختار حق صاحب نے خواجہ صاحب کے مکتوبات والے مجموعے میں چھاپی ہے لیکن واضح نہیں۔

کالموں کا پانچواں مجموعہ ۳ بھٹکلی صاحب نے اب تک نہیں بھیجا۔ آج ۱۵/۷ کی ڈاک بھی دیکھ لی۔ قدرے تاخیر سے جواب دے رہا ہوں معذرت چاہتا ہوں۔ امید آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام　　　مختار الدین احمد

ڈاکٹر انور سدید صاحب کے پاس بھی غالباً ای میل نہیں۔ لاہور میں کسی مناسب آدمی کا پتا بتایئے جس کے پاس ای میل کی سہولت ہو کہ میں اپنی تمہید، ای میل پر اس کو بھیج دوں اور وہ قریشی صاحب کو آسانی سے کم وقت پر پہنچ جائے۔ خواجہ صاحب کے دو خطوں کا عکس بھی بھیجنے کی کوشش کروں گا۔ والسلام

(۵۳)

علی گڑھ

۱۶ جولائی ۲۰۰۸

مکرمی محمد راشد شیخ صاحب السلام علیکم

کل ایک ای میل روانہ کیا ہے ایک بات لکھنی بھول گیا۔ مکتوب مشفق خواجہ نمبر ۵۷ (ص ۱۰۷) پر ذکر ہے کہ ظفر علی خاں کے خط ا سے ان کے سفر...... کی تاریخ معلوم ہو جاتی ہے۔ جہاں پر نقطے میں نے ڈالے ہیں وہاں پر لفظ (یعنی مقام سفر) اصل خط میں پڑھا نہیں جاتا ''بر برا'' پڑھا جاتا ہے۔ ظفر علی خاں نے غالباً مایشیس کا سفر کیا تھا ''بر برا'' وہاں کے کسی مقام کا نام نہو جہاں سے ظفر علی خاں نے یہ خط مولوی عبد الحق کو لکھا تھا۔ آپ یہ اطلاع فوراً ڈاکٹر وحید قریشی صاحب کو دے دیں۔ ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار یا ڈاکٹر زاہد منیر عامر (اورینٹل کالج لاہور) کی ظفر علی خاں پر کتابوں میں اس ملک اور شہر کا ذکر ہوگا جہاں وہ مقیم تھے۔

ظفر علی خاں کے خط کا عکس میں نے مشفق خواجہ صاحب کو بھیج دیا تھا اور انہوں نے اس کی عکسی نقلیں غلام حسین ذوالفقار اور زاہد منیر عامر صاحب کو بھیج دی تھی۔ ڈاکٹر صاحب، عامر صاحب سے پوچھ لیں کہ خط کے سرنامہ پر کس مقام کا نام درج ہے۔ آپ کے پاس ذوالفقار مصطفےٰ (غلام حسین ذوالفقار) کی کتاب ظفر علی خاں یا عامر صاحب کے مرتب کردہ مجموعہ خطوطِ ظفر علی خاں ۲ ہو تو دیکھ لیجیے۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۵۴)

علی گڑھ

۲۶/۷/۲۰۰۸ء

مکرمی محمد راشد شیخ صاحب السلام علیکم

ای میل مورخہ ۲۳، جولائی ملا، ممنون ہوا۔ ڈاکٹر انور محمود خالد صاحب سے فون پر گفتگو ہوئی تھی اب تک انھوں نے مطلوبہ مضامین بھیج دیے ہوں گے۔

مضمون 'علی گڑھ قاہرہ میں' آپ کو مل گیا۔ آئندہ ماہ ایک اور مضمون چھپنے والا ہے وہ بھی بھیجوں گا۔ کوئی مضمون آپ کو اب تک آپ کو نہ ملا ہو تو اطلاع دیجیے بھیجنے کی کوشش کروں گا۔

تحقیق، جامعہ سندھ کا شمارہ پھر شائع ہونا شروع ہوا ہے ڈاکٹر سیّد جاوید اقبال صاحب ۲ کی ادارت میں۔ دور جدید کا دوسرا شمارہ اسی ہفتے آیا ہے۔ وہ مضامین اور خطوط طلب کر رہے ہیں۔ ارادہ تھا کہ علامہ میمن کے خطوط انہیں بھیج دوں گا کہ کراچی

میں ان کی اشاعت سے مایوس ہو چلا تھا۔ اچھا ہوا آپ نے اطلاع کر دی، اب انھیں کچھ اور خطوط بھیج دوں گا۔

مصحف عثمانی پر آپ کے مضمون کا انتظار رہے گا۳۔ اس پر معصومی صاحب کے مضمون اور ڈاکٹر عابد احمد علی کے استدراک کا عکس بھیج دوں گا۴۔ آپ نے پہلے کیوں نہیں لکھا۔ دونوں مضامین میرے مرتب کردہ رسالہ 'مجلہ علوم اسلامیہ' میں شائع ہوئے ہیں۔

'قومی زبان' کے لیے بار بار عبدالوہاب سلیم صاحب نے نیویارک سے معراج جامی صاحب کو فون کیا لیکن وہ کسی وجہ سے اب تک نہ بھیج سکے۔ آپ کی توجہ سے اس کے مطالعہ کا موقع ملے گا۔ بہت دن ہوئے جمیل الدین عالی صاحب نے رسالہ اردو کا ایک شمارہ شائع کیا تھا کوئی اور شمارہ چھپا ہو تو وہ بھی بھجوا دیجیے۔

انجمن کے کتب خانے اور بیدل لائبریری جا کر اکبر کے خطوط رسالوں میں تلاش کر لیں تو کیا کہنا۵۔ مجھے احساس ہے کہ آپ کے پاس وقت بہت کم ہے۔ خوشی ہوئی کہ آپ خطوط کی تلاش کے لیے تیار ہو گئے، جزاک اللہ۔ خطوط اکبر کے ۸۰۰ صفحات کمپوز ہو چکے ہیں۔

خط ای میل پر بھیجتے رہیے۔

بلگرامی صاحب ابھی اٹھ کر گئے ہیں۔ ان کے یہاں تقریب میں کراچی سے ان کے اعزہ آئے ہوئے ہیں وہ آئے تھے کہ خط وغیرہ کراچی میں بھیجنا ہو تو آج شام تک میرے یہاں بھیج دیجیے چنانچہ آپ کو خط لکھ رہا ہوں اور پیکٹ کتابوں کا بنوا رہا ہوں۔ ابھی ابھی ڈاکٹر انور محمود خالد صاحب کا فون آیا تھا۔ رسالہ 'شعر و حکمت' کے دونوں شمارے اور 'پاکستان میں اردو شاعری' ان کے لیے ہے اور 'نعتیہ شاعری' اور 'الہامِ ارمان'، حسان رضا اور فہرست مطبوعات خدا بخش آپ کے لیے ہے۔ الہامِ ارمان میں مقدمہ میرا لکھا ہوا ہے اور حسان رضا میں ایک خط چھپا ہے یہ دونوں چیزیں آپ کی دلچسپی کی شاید ہوں۔

ان کا پیکٹ فوراً بھیجنے کی ضرورت نہیں۔ کوئی آنے جانے والا مل جائے تو اچھا ہے لیکن انہیں اطلاع کر دیں ان چیزوں کے بھیجنے کی اطلاع ای میل سے ضرور کر دیں۔ بلگرامی صاحب کو چند دن پہلے بھی کہا تھا اور آج بھی ان کو یاد دہانی کرا دی ہے کہ وہ آپ کو آپ کی مطلوبات خاص طور پر طغرے بھیجنا نہ بھولیں۔ انہوں نے وعدہ کیا ہے۔

امید آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

خیر طالب

مختار الدین احمد

(۵۵)

علی گڑھ

۲۰۰۹/۵/۲۳ء

مکرمی محمد راشد شیخ صاحب السلام علیکم

ای میل ۲۲ کو ملا۔ آپ کا تفصیلی خط پڑھ کر خوشی ہوئی۔ حالات کا کچھ اندازہ ہوا۔ دعا ہے کہ خدا آپ کو ہر قسم کے ترددات سے محفوظ رکھے اور آپ کو مطمئن و مسرور رکھے کہ آپ اپنے علمی و ادبی کاموں میں مصروف رہیں۔

ڈاکٹر انور محمود خالد بڑے اچھے انسان اور بڑے مخلص دوست ہیں۔ مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں۔ یہ دوکانِ بے رونق کے خریدار ہیں، ہمہ وقت فکر میں رہتے ہیں کہ میری کوئی تحریر ملے اور وہ اسے شائع کریں[۱]۔ الحمراء کے شمارے اس کے گواہ ہیں۔ وحید قریشی صاحب کو خط لکھ دوں گا۔

'حیات ونگارشات میمنی'[۲] کی طباعت کی خبر سے بہت خوش ہوا۔ ایک دروازہ بند ہو جائے تو دو دروازے خدا کھول دیتا ہے۔ ملتے ہی رسید بھیجوں گا۔ پھر وہاں سے بھی چھپ جائے تو اچھا ہے۔ ریاض الاسلام مرحوم کے خطوط کے عکس بھیج دوں گا۔ میں جلیل قدوائی مرحوم کے خطوط کی ترتیب کے بعد اب ان کے خطوط مرتب کرنا چاہتا تھا لیکن اب آپ ہی انہیں مرتب کر دیں اور 'تحقیق' کے ایڈیٹر کو بھیج دیں۔ آپ نے میرے خطوط بنام ڈاکٹر ریاض الاسلام کے عکس کے حصول میں زحمت اٹھائی ہے، اب آپ ہی انہیں شائع بھی کرائیں۔ کوئی بات قابل استفسار ہو تو پوچھ لیجیے گا۔ میرے خطوط آپ کے پاس کتنے ہوں گے؟

'مقالات بلوچ' کا انتظار رہے گا۔[۳] کیا مکتوبات بلوچ (اردو) بھی شائع ہوئے ہیں؟[۴] 'مکتوبات اکبر' کے سلسلے میں آپ کو عنقریب زحمت دوں گا۔ امید آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

پس نوشت:

مکتوبات مختار الدین بنام ریاض الاسلام کا جو عکس آپ کے پاس ہے تعداد مکتوبات کیا ہیں ۳۳ یا کچھ اور[۵]۔ مکتوبات ریاض الاسلام اس وقت مل گئے ہیں ان کے عکس بنوا کر بھیج رہا ہوں بقیہ خطوط یا ان کے عکس کا پتا چل نہیں رہا ہے۔ اگر یہاں نہ ملا تو کسی کو بھیجا ہوگا اشاعت کے لیے۔ نام یاد نہیں آتا۔ سیّد جاوید اقبال صاحب کو نہیں بھیجا ہے اس کا مجھے یقین ہے۔ پھر لائبریری میں تلاش کرا کے آپ کو بھجوا دوں گا جب تک مرسلہ خطوط کمپوز کرائیے۔

ڈاکٹر صاحب کا ایک مضمون جو ابھی غیر مطبوعہ ہے، مل گیا ہے وہ بھی بھیج رہا ہوں۔ موقع سے اچھا مضمون مل گیا ہے ان کے خطوط سے پہلے انہیں [اسے] رکھ کر شائع کر دیجیے۔

(۵۶)

علی گڑھ

۲۰/نومبر ۲۰۰۸ء

مکرمی محمد راشد شیخ صاحب.........السلام علیکم

سیّد معراج جامی صاحب کے مرسلہ پیکٹ میں ان کے دو خط ۳۱-۱۰ اور ۳/۱۱ کے لکھے ہوئے موصول ہوئے۔ شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اکبر کے خطوط، مطبوعہ قومی زبان وغیرہ کے عکس ملے۔ ممنون ہوا[۱]۔ خطوط بنام عشرت کی اصل کراچی میوزیم میں محفوظ ہیں[۲] اور اس کے عکس میرے پاس موجود ہیں یہ کمپوز ہو چکے ہیں مقابلہ کر کے دیکھوں گا خدا کرے عشرت کے نام ان میں کوئی ایسا خط [ہو] جو میرے پاس نہ ہو۔ ہاں رئیس دولھن کے نام کا رقعہ (مطبوعہ رسالہ اردو اپریل ۶۷) تو یقیناً میرے پاس نہیں یہ اضافہ آپ کی توجہ سے ہوا۔ ہفت روزہ لاہور کا عکس دیکھا یہ خطوط بنام عشرت خدا کرے میرے لیے نئے ہوں۔ رسالوں میں چھپے ہوئے خطوط سے مضمون نگار نے مضمون تیار کر لیا ہے حوالہ نہیں دیا ہے کہ خطوط کہاں سے لیے ہیں نہ یہ لکھا کہ یہ غیر مطبوعہ ہیں یا مطبوعہ۔

۲) جلیل احمد قدوائی کے چند خطوط اپنے نام مرتب کر لیے ہیں یہ شاید رسالہ تحقیق (حیدر آباد سندھ) کو بھیجوں ۳۔اس طرف اس میں لگا ہوا تھا۔آپ نے 'کلیات مکاتیب اکبر' کی طرف پوری توجہ کرنے کا مشورہ دیا ہے ۴اب یہی کروں گا۔آپ نے خلوص اور محبت سے یہ سطریں لکھیں ہیں، میں خوش ہوا۔آپ نے صحیح لکھا ہے چند کاموں کی طرف بیک وقت توجہ کرنے سے بہت نقصان ہوتا ہے ۵۔

نہیں، اس کی اشاعت کا بہت اچھا انتظام ہو گیا ہے ۶۔حکومت ہند کا ایک ادارہ اسے شائع کر رہا ہے۔میری شرط یہ ہے کہ کمپیوٹر کتابت اور پروف علی گڑھ میں میری نگرانی میں ہوگی۔وہ/۲۴ صفحہ کمپوزنگ کے اور/ 10 یا/ 12 صفحہ پروف پڑھوانے کے دیتے ہیں اشاعت کے بعد پانچ دس ہزار معاوضہ دیں گے اور کچھ نسخے۔۸۰۰ سے زائد صفحوں کی کتابت ہو گئی ہے، پھر کام رک گیا ہے۔

خطوط اکبر بنام عشرت (مخزونہ کراچی میوزیم) کا عکس میرے پاس ہے لیکن اوراق منتشر ہو گئے ہیں۔جو خط چند صفحوں کے ہیں ان کے اوراق علیحدہ علیحدہ ہو گئے ہیں۔پتا نہیں چلتا کہ یہ ورق کس خط کا ہے الجھن میں پڑ گیا ہوں۔اب یہ ممکن نہیں کہ میں کراچی آؤں اور اوراق کی ترتیب درست کروں، وہاں سے دوبارہ عکس منگوانا بھی آسان نہیں بہر حال کوئی صورت صحیح ترتیب کی لگاؤں گا۔

۳) ماشاء اللہ آپ نے تو بہت سے مضامین میرے جمع کر لیے اتنے تو میرے پاس بھی نہیں ۷۔آپ نے اس خط میں مندرجہ ذیل تین مضامین طلب کئے ہیں: محمد طفیل (یہ ایک صفحے میں ہماری زبان دہلی میں چھپا تھا اور یاد آتا ہے کہ آپ کو یا ڈاکٹر انور محمود خالد صاحب کو بھیج دیا تھا۔آپ کے پاس نہ ہو تو ان سے پوچھیے اور مجھے فوراً ای میل سے مطلع کریں۔اس کی صرف ایک قلمی نقل میرے پاس رہ گئی ہے وہ بھیج دوں گا۔نقوش میں وہ تحریر چھپی تھی جو لاہور میں صدر مملکت کی صدارت میں میں نے پڑھی تھی محمد طفیل مرحوم کی پہلی برسی کے موقع پر۔یہ شمارہ آپ کو کراچی میں نہ ملے تو محمد عالم مختار حق صاحب کو فون کیجیے۔بقیہ دو مضمون معظم حسین اور ممتاز مصنف کے عکس بھیج رہا ہوں ان کے علاوہ اشخاص پر جو مختصر نوٹس میں نے لکھے ہیں جتنے ملے ہیں بھیج رہا ہوں۔اب تعداد ۷۰ سے زائد ہو جائے گی ان مختصر مضامین کی فہرست میں نے بن رکھی ہے آپ بھیج دیں گے کہ معلوم ہو یہ مضامین آپ کے پاس موجود ہیں جب آپ مجموعے میں چھپوائیں تو مختصر نوٹس کو مضامین کے بعد علمی عنوان سے چھپوائیں۔

سب سے اہم بات یہ ہے کہ ان مضامین کو موزوں عنوانات کے تحت کر کے وحید قریشی صاحب کو بھیج دیں کہ وہ فوراً کمپوزنگ شروع کرا دیں۔مضامین ظاہر ہے کئی جلدوں میں آئیں گے۔معلوم ہوا ہے کہ ان کی طبیعت ناساز ہے آج کل خدا انہیں صحت دے۔وہ بڑے فعال اور بہت مستعد آدمی ہیں خدا انہیں خوش رکھے۔میرے بہت پرانے دوستوں میں ہیں۔

۴) آپ نے عربی کے ۸ مضامین منگوائے ہیں ۸ کیا آپ ترجمہ کرا کے پیش نظر جلد میں چھپوانا چاہتے ہیں ؟ترجمے میں تو دیر لگے گی لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ جب تک دوسرے مضامین کمپوز ہوں یہ مضامین ترجمہ ہو جائیں۔سر سیّد احمد پر مضمون یہاں بر بہان دہلی میں چھپا تھا وہاں تلاش کیجیے شاید انجمن یا بیدل لائبریری میں مل جائے۔دو ایک مضمون کا ترجمہ یہاں بھی کرانے کی کوشش کروں گا۔ڈاکٹر اشرف پر مضمون پہلے اردو میں چھپا تھا وہ بھیج رہا ہوں ابھی آپ کی مرتبہ فہرست دیکھی جو آپ نے ڈاکٹر انور محمود خالد صاحب کو بھیجی ہے۔یہ مضمون موجود ہیں ترجمہ کی ضرورت نہیں ہے۔

۵)	سیّد ظہیر الدین علوی پر ایک تازہ مضمون بھیج رہا ہوں یہ ابھی شائع نہیں ہوا ہے۔اس کا عکس انور محمود صاحب کو بھیج دیں تو ان کی نظر سے بھی گزر جائے۔علوی مرحوم کے اعزہ میرے قریب ہی رہتے ہیں۔ان کے یہاں تقریب شادی میں ان کے اعزہ کراچی سے آئے ہوئے ہیں ان کی معرفت کچھ کتابیں اور مضامین اور خطوط بھیج رہا ہوں۔

آج بلگرامی صاحب آئے تھے آپ سے بہت متاثر ہیں۔بار بار ذکر کر رہے ہیں آپ کی فرمائش پر اپنی یادداشتیں مرتب کر رہے ہیں۔تاریخ بلگرام یہاں چھپوائی ہے آپ کو بھیجیں گے۔میں نے دو نسخے ان سے منگوائے ہیں ایک ڈاکٹر انور محمود خالد صاحب کو اور دوسرا مختار حق صاحب کو بھیج دیجیے گا۔اگر ایک نسخہ آیا تو انور محمود صاحب کو بھیج دیں پھر عالم صاحب کو بعد کو بھیج دوں گا۔

'میں کیا میری حیات کیا' کا نیا ایڈیشن چھپا ہے۹۔تیس صفحوں کا اضافہ کیا ہے۔آخری باب آپ کی خاص دلچسپی کا ہے۱۰۔آپ نے یہ کتاب طلب کی تھی آوٹ آف پرنٹ ہو گئی تھی ہفتہ دس دن پہلے ملی ہے بھیج رہا ہوں۔کتابوں کے دو پیکٹ بھیج رہا ہوں کچھ آپ کے لیے ہے کچھ انور محمود صاحب کے لیے اور کچھ محمد عالم صاحب یا پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کے لیے۔مختصر مضامین بہت سے بھیج رہا ہوں ان کی مکمل فہرست بھیج دیجیے گا کہ معلوم رہے آپ کے پاس کیا کیا مضامین پہنچ گئے ہیں۔

مجھے خط بال پوائنٹ سے نہ لکھیں تو بہتر ہے۔اردو میں ای میل کریں تو آنکھوں کو کچھ راحت ملے۔ای میل آپ عطا خورشید کو بھیج سکتے ہیں یا سیّد حسنین ظفر صاحب کو بھیجیے بلکہ انہیں بھیجنا زیادہ مناسب ہے کہ یہ میرے مکان کے قریب رہتے ہیں۔دو تین بار میرے مکان کے پاس سے گزرتے ہیں۔ای میل وصول کرتے ہیں اس کی کاپی آ کر دے جاتے ہیں۔ عطا خورشید صاحب ان سے زیادہ مصروف رہتے ہیں پھر بھی کرم فرماتے ہیں اور دوسرے ہی دن صبح کو آپ کو خط پہنچا جاتے ہیں۔

بچوں نے ۱۴ نومبر کو میری ۸۴ ویں سال گرہ منائی ۱۱۔خدا انہیں خوش رکھے ایک اخبار کے تراشے بھیج رہا ہوں۔ایک آپ رکھیں بقیہ دوسرے احباب کو بحفاظت بھیجوا دیں۔مرسلہ مضامین کی فہرست انور محمود صاحب کو بھیجوا دیجیے اور اگر عکس طلب کریں تو فرصت کے وقت بنوا کر بھیج دیں امید آپ بخیر ہوں گے۔والسلام

خیر طلب

مختار الدین احمد

نوادر میمنی

نوادر میں فی الحال تین تحریریں بھیج رہا ہوں

۱)	ایم اے (عربی) میں، میں نے ۔۔۔کی جگہ ٹیشن لکھنا طے کیا اور حضرت الاستاذ کی نگرانی میں اسامہ بن منقذ الشیزری پر انگریزی میں مقالہ لکھا۔پروفیسر زبید احمد صدر شعبہ عربی و اسلامیات کلکتہ یونیورسٹی نے ۴۰۰/ ماہانہ کا وظیفہ دینے کا وعدہ فرمایا تھا لیکن ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب (جو ان دنوں یہاں وائس چانسلر تھے) کی ایک ملاقات میں میں نے اپنا ارادہ بدل دیا اور علی گڑھ میں رہ کر ریسرچ کرنے کا منصوبہ بنایا۔مجھے پچاس روپے کا عربی کا وظیفہ مل گیا اور ۔۔لائبریری میں شعبہ مخطوطات کی دیکھ بھال اور نظامت کے ۱۰۰/ تجویز ہوئے یہ سند الاستاد نے اسی زمانے میں مجھے دی تھی۔

۳) ایک اسکالر ڈاکٹر مرزا کو جو مدتوں انڈونیشیا وغیرہ میں رہے تھے ڈاکٹر عابد احمد علی صاحب۔۔شعبۂ عربی کے یہاں مقیم تھے میں نے بحیثیت نائب صدر النادی العربی ایک لیکچر کے لیے شعبے میں مدعو کیا تھا۔الاستاذ نے صدارت فرمائی ان کے لیکچر کے دوران الاستاذ اس کاغذ پر نوٹ لیتے رہے بعد کو انہوں نے بہت اچھی علمی جامع تقریر فرمائی۔یہ کاغذ اس زمانے سے میرے پاس محفوظ ہے زمانہ یہی ۱۹۵۰۔۱۹۵۱۔۱۹۴۹

(۵۷)

۱۶ رمئی ۲۰۰۹ء

محبی محمد راشد شیخ صاحب السلام علیکم

مکتوبات مشفق خواجہ کی طباعت میں بہت تاخیر ہو رہی ہے!۔اب سنا ہے کہ جولائی اگست تک نئے بجٹ سے چھپے گی۔اس سے کم مدت میں تو آپ چھاپ لیتے ،لیکن مجھے خیال ہوا آپ پر بار نہ ہو اور جو رقم آپ خرچ کر سکیں وہ ان کتابوں پر ہو جو آپ شائع کرنا چاہتے ہیں۔یہ بھی خیال تھا کہ اس ادارے سے کتابت کی اجرت اور معاوضہ مرتب وغیرہ جو کچھ ملے وہ آپ کے پاس پہنچ جائے تو آپ اپنی مطبوعات پر خرچ کر سکیں۔

مکتوبات و مقالات میمنی تو اب تک نہیں چھپی۲، کیا ہو رہا ہے۔ایک بار مدیر سے فون پر گفتگو ہوئی تھی میں نے انہیں متوجہ کیا کہ اسے جلد چھپوا دیں، کوئی قطعی بات انھوں نے نہیں کی۔میں نے تو کچھ عرصہ ہوا آؤٹ آف دے جا کر ان کے VC کو لکھا کہ اس رسالے کی اشاعت کے لئے زیادہ سے زیادہ وسائل مہیا کر دیجئے کہ بہت اچھا رسالہ ہے۔

آپ کے پاس میرے کتنے مضامین جمع ہو گئے؟ اشاعت کی کچھ سبیل نکلی؟

آپ کو ڈاکٹر ریاض الاسلام مرحوم کے خطوط اور ان کے نام میرے خطوط کی اشاعت سے دلچسپی تھی اس کے لئے کیا کر رہے ہیں۔ان سب امور کے متعلق لکھئے، میں منتظر رہوں گا۔اگر ان خطوط کی اشاعت کے لئے وسائل نہ ہوں تو آپ ریاض الاسلام مرحوم اور میرے خطوط کے عکس ڈاکٹر سیّد جاوید اقبال مدیر تحقیق (جام شورو، سندھ یونیورسٹی، شعبۂ اردو) کو بھیج دیجئے وہ ایک ہزار صفحات کا مکاتیب نمبر شائع کر رہے ہیں اس میں وہ شائع کر دیں گے، میں انہیں کچھ چیزیں بھیج رہا ہوں، اگر یہ خطوط میرے پاس ہوتے تو میں انھیں بھیج دیتا۔آپ بھی یہی کر سکتے ہیں، اگر آپ فی الحال شائع نہ کر رہے ہوں۔تحقیق کا تازہ شمارہ حیدرآباد سندھ سے شائع ہو گیا ہے۔آپ دیکھیں آپ پسند کریں گے۔

بلگرامی صاحب کے بیٹے پونا میں علیل ہیں۔۲۱ رمئی کو وہاں ان کے گردے کا آپریشن ہے ان کے لئے دعا فرمایئے۔خط لکھیں، اس طرف آپ نے خط لکھنا بہت کم کر دیا ہے۔

ڈاکٹر عطا خورشید صاحب یا حسنین ظفر صاحب کے ای-میل پر جواب دیا کیجئے۔امید ہے کہ آپ بخیر ہوں گے۔

والسلام مختار الدین احمد

(۵۸)

۲۵ رجولائی ۲۰۰۹ء

جناب ڈاکٹر راشد شیخ صاحب! السلام علیکم

خط ملا۔شکریہ۔آپ نے بڑے مستعد اور کارگزار شخص سے رابطہ قائم کرایا۲۔ان کا یعنی تسلیم احمد تصور کا لاہور سے دو

تین ہفتہ پہلے فون آیا تھا لیکن ان کی پوری بات سمجھ نہ سکا۔ میں نے کہا تمام امور پر مشتمل ایک خط لکھئے اور مطلع کیجئے کہ آپ کیا چاہتے ہیں اور میں اس سلسلے میں کیا کرسکتا ہوں ساری باتیں تفصیل سے لکھئے۔ ابھی تک ان کا خط نہیں آیا۔ ان سے کہئے خط حسنین ظفر صاحب کے ای میل پر بھیجیں۔ ان کا فون صرف رسالہ سورج کے مکاتیب نمبر کے سلسلے میں آیا تھا، وہ چاہتے تھے ہندوستان پاکستان کے مشاہیر ادب کے خطوط انہیں فراہم کروں۔ اس میں اس امر کا کوئی ذکر تک نہ تھا جس کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے۔ اگر وہ ایک ضخیم خصوصی شمارہ شائع کرنا چاہتے ہیں۳ تو ان سے پوچھئے کہ ان کے ذہن میں اس کی تکمیل کی کیا صورت ہے۔ ان کے ایک کارکن دہلی میں رہتے ہیں، سینکڑوں صفحوں کا مطلوبہ مواد کیا وہ علی گڑھ آ کر زیروکس بنوا کر لے جاسکتے ہیں۔ فی الحال میں کچھ کتابیں [نذر مختار (مالک رام، مختار الدین احمد (غالب انسٹی ٹیوٹ دہلی)، اور مختار نامہ (عطا خورشید، مہر الہٰی)] انہیں دہلی بھیج دوں تو کیا وہ لاہور اڈیٹر سورج کو بھیج دیں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۵۹)

۳۱/جولائی ۲۰۰۹ء

مکرمی محمد راشد شیخ صاحب، کراچی السلام علیکم

مؤرخہ ۲۵/جولائی موصول ہوا۔

مفصل خط پڑھ کر خوشی ہوئی۔ جو کام جس کے مقدر میں ہوتا ہے وہی وہ کرتا ہے۔ استاد مرحوم پر پہلی کتاب کی اشاعت کی سعادت آپ کو حاصل ہوئی اس پر میری تہنیت قبول فرمائیے۱۔ دوسرے ایڈیشن کے لئے مطبعی اغلاط اور کچھ دوسرے امور لکھ کر بھیج دوں گا۔

مکاتیب مشفق خواجہ کی اشاعت کی خبر کا منتظر رہوں گا۔ وحید قریشی صاحب ضابطے کے مطابق صرف دس نسخے بھیجنے کو کہتے ہیں جیسا کہ ایک بار آپ نے لکھا تھا، یہاں سینکڑوں احباب اور ادارے ہیں جنہیں کتاب بھیجنی چاہتا ہوں۔ ایک ایڈیشن یہاں نکالنا پڑے گا لیکن لاہور کی اشاعت کے بعد۔

مدیر سورج کو لکھیے یا کہیئے کہ اپنا پروگرام تفصیلی طور پر لکھیں۲۔ جوابات تو اس وقت بھیج سکتا ہوں جب وہ کام کا خاکہ بھیجیں۔ خالد حمید شیدا نمبر۳ بھجوائیے اس سے بھی کچھ اندازہ ہوگا۔ فون نہ کریں خط ای میل سے بھیجیں کہ وہ مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔ حسنین ظفر صاحب کا ای میل نمبر انہیں لکھوا دیجئے۔ مضمون وہ آپ سے لکھوانا چاہتے ہیں یہ بہت اچھا انتخاب ہے۔ آپ کے پاس نذر مختار (مالک رام) مختار الدین احمد، اور مختار نامہ (عطا خورشید، مہر الہٰی) تینوں کتابیں موجود ہوں گی۔ نئی کتابیں مدیر سورج کو بھی بھیجی جاسکتی ہیں۔ دہلی میں ان کے نمائندے کے ذریعہ۔ ان صاحب کا نام اور مکمل پتہ اور ٹیلیفون نمبر بھیجئے گا۔ تصاویر تو کچھ میں بھیج سکتا ہوں لیکن بحفاظت واپسی کا یقین نہیں۔ اس سلسلے میں میرا تجربہ بہت تلخ ہے۔ ہاں دہلی والے صاحب علی گڑھ آ کر ان تصاویر کے فوٹو بنوا کر لے جائیں تو خوب ہو۔

پروفیسر سیّد حسنین پر مضمون ای میل یا ڈاک سے بھیج دوں گا۔

تحقیق میں آپ نے مکاتیب جلیل قدوائی دیکھے۔ اڈیٹر صاحب نے آج تک نہ یہ شمارہ بھیجا نہ مضمون کا آف

پرنٹ، ان سے طے ہوا تھا کہ میرے مضمون کے ۱۰۰ آف پرنٹس وہ مجھے بھیجیں گے ایک آف پرنٹ اب تک نہ آیا۔

زیرترتیب ضخیم شمارے کے لئے وحید قریشی صاحب کے خطوط کا ایک بڑا مجموعہ زیروکس کرا کے بھیجا ہے۔ڈاکٹر سیّد جاوید اقبال صاحب نے رسید تک نہ بھیجی۔انہیں کمپوز کرانے میں اور تصحیح کرانے میں دقت ہو رہی ہوگی، آپ کراچی میں کرادیں تو انہیں بہت آسانی ہو، لیکن آپ اسلام آباد چلے گئے تو کیا ہوگا۔ڈاکٹر صاحب کا مہینوں سے نہ خط آیا نہ تحقیق کے دونوں شمارے نہ آف پرنٹس، وجہ سمجھ میں نہ آئی۔والسلام

مختارالدین احمد

(۶۰)

۱۴راکتوبر ۲۰۰۹ء

مکرمی راشد شیخ صاحب السلام علیکم

۱۲راکتوبر کا خط ابھی ملا، آپ کے ۲۷راگست اور ۳راکتوبر کے ای میل بھی اس وقت سامنے ہیں۔

رسالۂ تحقیق کا ضخیم نمبر (۱۶) بے شک بہت پہلے آ گیا تھا اور میں نے رسید بھی بھیج دی تھی۔ یہ بات ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب نے صحیح لکھی ہے۔میں تو منتظر تحقیق کے اس مختصر نمبر کا ہوں جس کے بارے میں انھوں نے بہت پہلے اطلاع دی تھی کہ ضخیم نمبر کے بعد ایک مختصر شمارہ (۱۷) شائع کرنے کا خیال ہے پھر اس کے بعد مکاتیب نمبر کا ضخیم شمارہ ایک ہزار صفحوں کا آئے گا۔اس ضخیم مکاتیب نمبر میں تو خیر ابھی دیر ہے، خیال بلکہ یقین تھا کہ وہ مختصر شمارہ شائع ہو گیا ہو۔آپ نے بھی اس شمارے کا کوئی ذکر نہیں کیا اس سے خیال ہوتا ہے کہ یہ مختصر شمارہ ابھی شائع نہیں ہوا۔

میرے مضمون مکتوبات جلیل قدوائی کے آف پرنٹس اب بھی نہیں پہنچے، سخت انتظار ہے۔

ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب نے کچھ نہیں لکھا کہ مکتوبات وحید قریشی کی کتابت اور پروف خوانی اب کس منزل میں ہے؟ ضرورت ہوئی تو میں آخری پروف پڑھ دوں گا۔زیروکس کاپی ڈاک سے یا ای میل سے بھیج دیں۔مکاتیب نمبر کے بارے میں اپنا پروگرام تفصیل سے بتائیں، کیا کام ہو چکا ہے اور کیا باقی ہے؟

اس قدر لکھ چکا تھا کہ ای میل سے ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب کا خط مورخہ ۸راکتوبر اور وحید قریشی صاحب کے نام میرے ۴۸ خطوط کے پروف آ گئے۔لکھا ہے کہ تحقیق (۱۷) کی طباعت آخری منزل میں ہے۔میرے مضمون کے آف پرنٹس بھیجنے نہ بھیجنے کا اس خط میں کوئی ذکر نہیں۔پروف پڑھنا آج رات سے شروع کر رہا ہوں، ضروری مختصر حواشی بھی لکھ دوں گا۔

الاستاذ پر آپ کی کتاب دیکھنی شروع کر دی تھی، پھر دوسرے کام آ گئے، جلد ہی توجہ کروں گا۔آپ عیدالاضحیٰ تک کراچی پہنچیں گے میں اس سے پہلے اصل کتاب یا اپنے تعلیقات آپ کو بھیج دوں گا۔کیا آپ کے پاس پروفیسر سیّد حسنین مرحوم پر مضمون اور ان کے خطوط کا آف پرنٹ میں نے بھیجا ہے۔ مطلع کریں، نہ ملا تو بھیج دوں گا۔امید ہے کہ آپ بخیر ہوں گے۔ دیکھئے مکاتیب مشفق خواجہ کی جلد بندی کب تک ختم ہوتی ہے اور اس کے نسخے یہاں کب پہنچتے ہیں۔

ابھی کچھ دیر پہلے میں نے ڈاکٹر انور کو وحید قریشی صاحب کی خیر و عافیت جاننے کے لئے فون کیا ۳؎، خیال تھا کہ وہ تندرست ہو گئے ہوں گے تو ان کی مزاج پرسی کروں گا اور کچھ دیر بات چیت کروں گا کہ ان کا دل ذرا بہلے، مکاتیب خواجہ کی پیش

رفت بھی دریافت کروں گا۔ معلوم ہوا کہ وہ بے چارے ایسے علیل ہیں کہ ان سے بات چیت نہیں ہوسکتی۔ انور محمود صاحب نے چار پانچ ٹیلیفون کیے۔ اعزہ نے معذوری ظاہر کی، اب وہ لاہور جائیں گے تو ملنے کی کوشش کریں گے۔ وحید صاحب بڑے مخلص دوستوں میں ہیں، ان کے لئے دعا کیجئے میں بھی دعا کر رہا ہوں۔

مختار الدین احمد

(۶۱)

۱۹/جنوری ۲۰۱۰ء

مکرمی راشد شیخ صاحب السلام علیکم

مؤرخہ ۱۳/جنوری کا شکریہ، آپ کے خط کا سخت منتظر تھا۔

گنجینۂ مہر پر میرے تاثرات الا ہور سے منگوا لیجئے یہ زیادہ سہل ہے، مولانا زیروکس بنوا کر ڈاک سے بھیج دیں، آپ اس کی نقل ڈاکٹر انور محمود خالد کو بھیج دیں تو میں بہت ممنون ہوں گا۔

مکاتیب خواجہ کی پیش رفت سے خوشی ہوئی، صحیح موقع دیکھ کر آپ کو محمد زکریا صاحب کو پوری بات بتا دینی چاہئے کہ قریشی صاحب سے یہ طے ہوگیا تھا کہ:

۱۔ کتابت کے اخراجات ادارہ آپ کو ادا کرے گا، فی صفحہ جو بھی ادارہ کتابت کے ادا کرتا ہے۔

۲۔ مرتب کا معاوضہ قریشی صاحب سے طے ہوا تھا کہ ہندوستان نہیں بھیجا جائے گا، آپ کو وہاں ادا کر دیا جائے گا، آپ ہی کے ذریعہ کتابت شدہ اجزاء انہیں ملے تھے۔

۳۔ آپ لوگوں میں زبانی یہی طے ہوا تھا کہ مرتب کے اعزازی نسخے مرتب کو بھیج دیئے جائیں گے، مزید نسخے مطلوب ہوں تو نصف قیمت پر دیئے جائیں گے۔

شخصیاتی مضامین کی کمپوزنگ کی تکمیل سے خوشی ہوئی۔ اس مجموعے کے مرتب آپ ہیں، ترتیب کیا ہو یہ آپ اپنے دوستوں سے مشورہ کریں خاص طور پر ڈاکٹر انور محمود خالد اور محمد عالم مختار حق صاحب سے کہ یہ دونوں میرے بھی مخلصوں میں ہیں اور دونوں اہل قلم ہیں۔

تمہید یا مقدمہ تو آپ کا ہونا چاہئے میں تو ایک صفحے کا آپ ضروری سمجھیں تو ''عرض حال'' لکھ دوں گا۔ ہاں مقدمہ ڈاکٹر انور محمود خالد سے لکھوائیے وہ میرے دوست بھی ہیں، قدر داں بھی اور بہت کامیاب مصنف اور مقالہ نگار یعنی وہ جلد لکھ بھی دیں گے۔ مضامین کی ترتیب کیا ہو، کتنے سیکشنوں کے تحت ہو، یہ کام بھی ان سے لیجئے، آپ فہرست مضامین تو ابھی انہیں بھیج دیجئے تا کہ وہ ابواب متعین کر دیں کہ کون کون ابواب ہوں اور ان میں کون کون سے مضامین رکھے جائیں۔ لیکن آپ میں اور آپ کے دوستوں میں فاصلے حائل ہیں، آپ کراچی میں ہیں وہ اسلام آباد اور لاہور میں لیکن خطوط اور فون سے کام لیجئے۔

گلشن اردو ۳ کا انتظار رہے گا۔

آپ صحیح فرماتے ہیں کہ مکاتیب اکبر کا کام بہت اہم ہے اور میں اس کی طرف پورے طور پر متوجہ نہیں ہوں، دوسرے کم اہم کاموں میں لگا ہوا ہوں۔ کیا کانفرنس گزٹ کے کچھ اوراق آپ کو مل گئے ہیں؟ جزاک اللہ آپ نے بہت اہم

مقصد کی طرف میری توجہ منعطف کرائی۔

حضرۃ الاستاذ۵پرآپ کی کتاب کے لئے دو تین تحریریں ملی ہیں بھیج دوں گا براہ کرم مختصر ہی سہی خط برابر لکھتے رہئے اور علمی وادبی کوائف سے مطلع کرتے رہئے۔

آپ مانسہرہ/ ہزارہ میں ہیں وہاں میرے دوست مفتی محمد ادریس ایڈویکیٹ تھے انھوں نے اپنی سوانح حیات لکھی تھی۶، اس کا میں بے حد شائق ہوں تلاش کر کے بھیجئے۔والسلام

مختار الدین احمد

(۶۲)

۱۱/مارچ ۲۰۱۰ء

مکرمی محمد راشد شیخ صاحب السلام علیکم

اب کچھ مکتوب مؤرخہ ۵/مارچ کے بارے میں:

اڈیٹر سورج ا؎سے پوچھ کر مجھے اطلاع دیجئے کہ

a۔ پہلے حصہ میں وہ کیا شائع کرر ہے ہیں یعنی انہیں کیا کیا چیزیں مل چکی ہیں تا کہ آپ انھیں وہ تحریرات بھیجیں جو انھیں نہیں ملی ہیں۔

b۔ [ان سے] ان کے مطلوبات مضامین کی شکل میں کیا ہیں، یعنی کون سے مضامین یا کس قسم کے مضامین انھیں مطلوب ہیں وہ وضاحتہً لکھیں تا کہ آپ اور یہاں سے ڈاکٹر عطا خورشید صاحب اور بنارس کے ڈاکٹر سیّد حسن عباس صاحب انھیں بھیج سکیں۔یعنی معلوم ہو کہ ان کے پاس کیا کیا مضامین ہیں اور کیا کیا مطلوب ہیں؟

مکتوبات انھیں کیا کیا ملے ہیں اور کس قسم کے مکتوبات انھیں مطلوب ہیں، انھیں میرے مکتوبات چاہئیں یا میرے نام مشاہیر کے مکتوبات۔ان کے پاس رسالہ تحقیق (مرتبہ ڈاکٹر نجم الاسلام صاحب) کا وہ ضخیم شمارہ ضرور ہوگا جس میں میرے نام کوئی ۲۲۵ خطوط چھپے ہیں مشاہیر ہندو پاکستان کے غالب اور دوسرے علمی موضوعات پر۔

مدیر سورج کے اس منصوبے کے بارے میں انھوں نے پہلے بھی لکھا تھا، ان کا ایک مختصر سا فون بھی آیا تھا جس سے ان کے مقصد کی وضاحت نہیں ہو سکی، میں نے کہا تھا خط لکھئے کہ آپ کا پروگرام معلوم ہو۔اب چھ آٹھ مہینے کے بعد پھر وہ جاگے ہیں لیکن مجھے کچھ نہیں لکھتے کہ انھیں کیا کیا مطلوب ہے۔ان کا جواب نہیں آیا، بہر حال ان کی جس قدر ممکن ہو مدد کیجئے۲، دوسری جلد کے لئے آپ اپنے جمع کئے ہوئے مقالات سے کچھ انھیں بھیج سکتے ہیں وہ بھی کچھ چھپ جائیں کیا مضائقہ ہے؟ لیکن آپ اپنا مجموعہ مکمل چھاپیں، لیکن یہ بعد کی بات ہے، پہلے وہ حصہ اول تو ڈھنگ کا شائع کریں۔تصویریں بھیجی جا سکتی ہیں لیکن بحفاظت تمام ان کی واپسی کا انتظام کیا ہوگا۔آپ لاہور میں ہوتے تو ان کی مدد اچھی طرح کرتے۔جلیل قدوائی کے خطوط اور ان کے نام کے خطوط تحقیق (حیدر آباد سندھ) میں چھپے ہیں۔کچھ خطوط الحمراء (لاہور) میں شائع ہوئے ہیں انھیں اطلاع دے دیجئے۔والسلام

مختار الدین احمد

۲۲/ مارچ ۲۰۱۰ء

مکرمی محمد راشد شیخ صاحب السلام علیکم

۱۸/ مارچ ۲۰۱۰ء کا ای میل موصول ہوا۔ ایک ماہ سے کچھ علالت کا سلسلہ چل رہا ہے اس لئے جواب میں تاخیر ہوئی، صحت عاجلہ وکاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

سورج کے ایڈیٹر صاحب کا خط مل گیا میں نے ان سے تفصیلات پوچھی ہیں وہ مقالات اور خطوط غیر مطبوعہ چاہتے ہیں، خدا انہیں کامیاب کرے لیکن چند اچھے مقالات اور خطوط (جو کتابی شکل میں شائع نہیں ہوئے لیکن پہلے رسائل میں چھپ چکے ہیں) شامل کرلیں تو مجموعہ شاید زیادہ مکمل وزیادہ مفید ثابت ہو، مشورہ دے کر دیکھئے ویسے فیصلہ تو انہیں کرنا ہے۔

میری بہت سی تصاویر علی گڑھ کے تعلیم یافتہ ایک دوست امریکہ لے گئے ہیں، تصور صاحب سے کہئے کہ ان سے بذریعہ انٹرنیٹ منگوالیں۔ کچھ تصاویر جو ہمارے پاس ہیں اگر ای میل سے صاف ستھری شکل میں جاسکتی ہیں تو بھیجنے کی کوشش کروں گا۔

آپ کے دوست محمد شاہ بخاری صاحب اتو بڑے لائق اور علم نواز آفیسر نکلے، وہ اس قدر جلد ڈائری کا عکس بھیجنے پر آمادہ ہوگئے ان کی دوستی اور مردم شناسی پر میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔

بھٹکلی صاحب۲ کو جس کتاب کا عکس آپ نے بھیجا تھا وہ تو عربی میں ہے آپ اس کا نام گلستان نسب لکھتے ہیں جو فارسی میں ہوگی اس لیے نہ بھیجئے۔

گلشن اردو کل موصول ہوگئی، بلوچ صاحب کو شکریہ کا خط لکھوں گا، فی الحال آپ انہیں اطلاع دے دیں کہ ان کا ای میل نمبر اگر ہو تو فوراً بھیج دیجئے، ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا کے پتے اور ان کے ای میل کی بھی ضرورت ہے۔ مکاتیب گیلانی پر مسودہ خدا کرے کہ حاصل ہوجائے بہت کچھ شبہات ہورہے ہیں، بہر حال ملتے ہی بھیجنے کی کوشش کروں گا، ڈاکٹر احسان الحق صاحب کو اس کی اطلاع ضرور کردیجئے کہ پروفیسر حمید احمد خاں کے ۲۰-۲۵ خطوط ایک ساتھ میں نے رسالہ الحمراء لاہور کے شمارہ مارچ میں شائع کرادیا ہے، کتاب چھپنے سے پہلے ان پر ان کی نظر پڑ جائے تو اچھا ہے۔

کلیات مکاتیب اکبر حکومت ہند کا ایک ادارہ شائع کررہا ہے، اس عہد کے مسائل اور اشخاص [پر] نوٹس لکھنے کا ارادہ اب ملتوی کرنا پڑ رہا ہے اس میں بہت مدت لگے گی اور اب اس کا وقت نہیں ہے، کئی کام ہاتھ میں ہیں جو ابھی تک مکمل نہیں ہوئے ہیں، بہت ضروری مختصر حواشی لکھنے کی کوشش کروں گا۔ یہ ادارہ عام لوگوں کے لئے سائنس اور عام موضوعات شائع کرنا زیادہ پسند کرتا ہے، باریک تحقیق عام لوگ پسند نہیں کرتے۔ خطوط کا متن ایک بار صحیح چھپ جائے تو حواشی وتعلیقات بعد میں لکھے جاتے رہیں گے۔ امید ہے آپ کو بھی اس سے اتفاق ہوگا۔

عبد العلیم قدوائی صاحب اس طرف زیادہ تر علی گڑھ سے باہر رہے، مدتوں سے ان کا ٹیلی فون بھی نہیں آیا، ناشرین چند نسخے مصنفین کو دیتے ہیں ورنہ وہ آپ کو یا مجھے اپنی کتاب ضرور بھیجتے، آپ فکر نہ کریں میں یہ کتاب خرید کر آپ کو بھیج دوں گا۔

آپ نے میرے لئے بہت سے مضامین جمع کر رکھے ہیں ان کی اشاعت کا کیا انتظام کررہے ہیں، ایک ایک دو دو

جلد چھاپتے رہیئے، خط برابر لکھتے رہیئے۔ آپ کے خطوط کا انتظار رہتا ہے ان سے بہت سی باتیں معلوم ہوتی رہتی ہیں۔ والسلام

مختارالدین احمد

(۶۴)

۲۲؍ مارچ ۲۰۱۰ء

مکرمی محمد راشد شیخ صاحب السلام علیکم

بلوچ صاحب نے دو نسخے بھیجنے کے لئے منتظمین سے کہا ہوگا لیکن کتاب کا ایک ہی نسخہ آیا ہے اسی پر چھ سات سو روپیہ خرچ ہو گئے ہیں۔ دوسرا نسخہ اگر انہوں نے علیحدہ سے بھیجا تو ابھی نہیں پہنچا۔ خواجہ محمد زکریا کے ذاتی اور دفتری پتے اور فون نمبر یا موبائل نمبر فوراً بھیج دیجئے۔

دیوان حاتم دہلوی (فارسی) میں نے شائع کی ہے[۱]۔ آپ کا نسخہ کراچی ڈاک سے بھیج رہا ہوں۔ خیال تھا کہ دونوں نسخے آپ کو بھیج دوں لیکن آپ کا ڈاک کا پتہ نہیں معلوم۔ آپ جب کراچی جائیں گے تو یہ کتاب دیکھ کر خوش ہوں گے۔

امریکہ سے اسی دن ای میل آ گیا تھا کہ وہ سب تصاویر جلد ہی آپ لوگوں کو بھیج دیں گے۔

حمید احمد خاں کے خطوط آپ کو بذریعہ پروفیسر اطہر صدیقی صاحب موصول ہو گئی ہوں گی [ہو گئے ہوں گے]، آپ سے درخواست ہے کہ اس کی رسید ان کو حسنین صاحب کو بھی بھیج دیں۔ والسلام

مختارالدین احمد

(۶۵)

۲۶؍ مارچ ۲۰۱۰ء

مکرمی محمد راشد شیخ صاحب السلام علیکم

میرے مہربان پروفیسر اطہر صدیقی صاحب نے آپ کے خط کی نقل بھیجی جس سے کمپیوٹر کی افادیت ہی نہیں اس کی اہمیت کے احساس میں مزید اضافہ ہوا[۱]۔ آج پروفیسر صاحب نے خطوط کے عکس بھیجے، دوپہر تک آپ کا خط آ گیا اب میں جواب لکھ رہا ہوں، صبح آپ اس کا مطالعہ کر رہے ہوں گے۔ آج کی سائنسی دنیا کس برق رفتاری سے ترقی کر رہی ہے۔

حمید احمد خان مرحوم کے خطوط کے عکس ان پروفیسر صاحب کو بھیج دیجیے جنھوں نے ان پر کتاب لکھی ہے[۲]۔ میمن صاحب پر آپ کی کتاب پر تبصرے کہاں کہاں چھپے ہیں، ان کی فہرست اس وقت مستحضر نہیں۔ آپ بھیج دیں عکوس حاصل کر کے پروفیسر صاحب کو بھیج دوں گا، وہ آپ کو بھیج کر مسرت حاصل کریں گے۔ وہ سائنس کے بہت اچھے استاد اور یہاں کے نامور اسکالر ہیں (ان کا شعبہ حیوانیات ہے)۔ وہ دوسرے اسکالرز کی علمی ضرورتوں کو اچھی طرح سمجھتے ہیں اور تعاون کے لیے ہمیشہ تیار رہتے ہیں[۳]۔

خواجہ محمد زکریا صاحب کا پتہ اور فون؍موبائل نمبر فوراً بھیجیے۔

پروفیسر انور محمود خالد بڑے مخلص دوست ہیں، ہم نے ایک دوسرے کی شکل بھی نہیں دیکھی۔ 'مکتوبات مشفق خواجہ' کی اشاعت کے لیے انھوں نے بلا مبالغہ فیصل آباد سے لاہور وحید قریشی مرحوم اور خواجہ محمد زکریا کو پچیس تیس ٹیلیفون ضرور کیے

ہیں۔ دو تین بار لاہور جا کر وحید قریشی مرحوم سے ملے، دو بار خواجہ صاحب سے۔ مجھے یقین ہے انھوں نے اپنی کسی کتاب کی اشاعت کے لیے وہ تگ و دو نہیں کی ہوگی جو انھوں نے میری مرتب کردہ کتاب کے لیے کی لیکن کل امور مرھون باوقات تھا۔

امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ آپ کراچی کب تک پہنچ رہے ہیں، لکھیے گا۔

والسلام
خیر طلب
مختار الدین احمد

(۶۶)

۵/اپریل ۲۰۱۰ء

مکرمی محمد راشد شیخ صاحب السلام علیکم

ایک خوش خبری آپ کو سنا رہا ہوں کل شام کو 'مکاتیب گیلانی' کا مسودہ موصول ہوگیا۔ ڈاکٹر صاحب جو اس کتاب کو شائع کرنا چاہتے ہیں ان کا ڈاک کا پتا اور ان کا ای میل فوراً بھیج دیجیے کہ آج ڈاکخانہ کھلتے ہی روانہ کر دوں۔ پارسل دو کلو سے کم نہ ہوگا۔

مختار الدین احمد

(۶۷)

۱۲/اپریل ۲۰۱۰ء

مکرمی محمد راشد شیخ صاحب السلام علیکم

مکتوبات گیلانی کا مسودہ ڈاکٹر احسان الحق صاحب کو ہوائی ڈاک سے اور دوسرا پارسل دوسرے دن ایرمیل ہی سے روانہ کر دیا گیا ہے۔ دو پارسل علیحدہ علیحدہ حفاظت کے خیال سے بھیجے گئے۔ آپ ان سے رسید جلد بھجوایئے۔ کیا پتا مکمل آپ نے بھیجا ہے؟ صرف مانسہرہ لکھنا کافی ہے؟ ! احسان صاحب کا یا ان کی کسی قریبی دوست کا ای میل ان سے پوچھ کر ضرور لکھیے۔

ڈاک سے دس بارہ دن میں خط پہنچے گا، دس بارہ دن میں میرا جواب انہیں ملے گا۔ ای میل سے اُسی دن بلکہ اُسی وقت خط پہنچ جاتا ہے۔

آپ کے مانسہرہ والے دوست نے تو اب تک مفتی محمد ادریس کی سوانح حیات نہیں بھیجی؟ احسان صاحب کو متوجہ کیجیے۔

آپ کا تقریباً دس دن سے کوئی خط نہیں آیا تردد ہے۔ امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۶۸)

علی گڑھ

۱۵/اپریل ۲۰۱۰ء

مکرمی محمد راشد شیخ صاحب السلام علیکم

مکتوب ۱۲ آج ۱۳ کی شام کو اطہر صدیقی صاحب نے بھجوایا۔ انٹرنیٹ کا کمال کہ آج ہی آپ کو میرا ای میل ملا، آج ہی آپ نے جواب دیا جو سہ پہر کو مجھے مل گیا۔

مکاتیب بنام خواجہ کمپوزنگ کے بعد فوراً ای میل سے سیّد حسنین ظفر صاحب کے ذریعہ مجھے بھجوا دیجئے۔ ڈاکٹر اطہر صدیقی کا اتنے خطوط کے پرنٹس نکالنے میں وقت خرچ ہوگا انہیں زحمت دینا مناسب نہیں۔ خواجہ صاحب مرحوم بہت شریف آدمی تھے اور بہت حساس۔ میں نے ان کے خطوط چھاپنے چاہے تو انھوں نے منع کر دیا، لکھا کہ بے تکلفی میں کس کے بارے میں کیا لکھ گیا ہوں گا انہیں شائع کرنا مناسب نہیں۔ میں نے کمپوزنگ بند کرا دی۔ بعض بہت نجی اور کچھ غیر ضروری باتیں بھی میں لکھ گیا ہوں گا، ان کی اشاعت مناسب نہیں اور اس کا فیصلہ میں ہی کر سکتا ہوں۔ آپ کے حواشی پر بھی ایک نظر ڈال لوں گا۔ یہ ضروری نہیں کہ سارا مجموعہ خطوط آپ ایک بار بھیج دیں، جس قدر کمپوز ہو جائیں بھیج دیجئے۔

ڈاکٹر محمد احسان الحق صاحب کو پہلا ہوائی پارسل ۷/اپریل کو اور دوسرا ۱۸/اپریل کو روانہ کیا ہے، دیکھئے کب پہنچتا ہے، خدا خیریت سے پہنچا دے۔ میں نے آپ پر بھروسہ کر کے بہت بڑا خطرہ مول لیا ہے کہ یہ قیمتی ذخیرہ یعنی اصل خطوط اصل حواشی انہیں بھیج دیئے ہیں اور ابھی حواشی اور اشخاص کے اور دوسرے امور کے بارے میں ایک اور پیکٹ بھیجوں گا تا کہ ان کے سامنے سارے حاصل کردہ معلومات ہوں جن سے وہ فائدہ اٹھا سکیں۔

مانسہرہ غالباً صوبہ سرحد میں ہے۔ کیا یہ لکھنا ضروری نہیں۔ آپ کے وہ دوست تو بڑے معروف نکلے۲۔ ڈاکٹر صاحب سے کہیئے کہ انہیں مفتی محمد ادریس مرحوم پر مطلوبہ کتاب مل جائے تو بھیج دیں۔

ڈاکٹر احسان الحق صاحب پارسل ملنے کے بعد آپ کو تو مطلع کریں گے ہی، ان سے کہیئے کہ وہ اسی وقت ایک خط ضرور لکھ دیں۔ ان کے استفسارات اگر آئے تو اس کے اور اسکے جواب دینے میں تو بیس پچیس دن لگ ہی جائیں گے۔ کیا آپ کا کوئی ایسا دوست مانسہرہ میں نہیں ہے جس کے پاس ای میل ہو اور اس طرح خط کتابت آسان ہو جائے۔

میں فیروز ہوسپٹل گیا تھا، ۵-۷ جانچ ہوئے، پتا چلا کہ پروٹین کی سخت کمی ہے سارا فساد اسی کا ہے۔ ایک ماہ سے بھوک پیاس کا فقدان ہے، کھایا پیا نہیں جاتا، کمزوری بڑھتی گئی، اب بہت نحیف و نزار ہو گیا ہوں۔ غذاؤں میں پروٹین بڑھا دی ہے لیکن غذا کھاں لی جاتی ہے۔ اب پھر اسپتال میں داخل ہو کر پروٹین سرنج کے ذریعہ جسم میں پہنچایا جائے گا۔ بایں ہمہ لکھنے پڑھنے کا مشغلہ بدستور ہے۔ صحت کے لئے دعا فرمائیے۔

کیا اسماعیل گوہر صاحب ای میل پر ہیں، مجھے معین الدین عقیل صاحب سے خط کتابت کرنی ہے، ان کے پاس ای میل کی سہولت نہیں حیرت ہوتی ہے۔

ahmad.yas@gm l.com

مختار الدین احمد

حواشی:

خط نمبر ا

ا علامہ عبدالعزیز میمن مرحوم کے حالات، خدمات، مکتوبات و تصاویر اور ان کے بارے میں مشاہیر اہل علم کے مقالات کا یہ معلومات افزا نمبر ڈاکٹر مختار الدین احمد کی ذاتی کوشش سے دو جلدوں میں شعبۂ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی جانب سے شائع ہوا تھا۔ اس کی پہلی جلد ۱۹۸۵ء میں اور دوسری جلد ۱۹۸۶ء میں شائع ہوئی۔

۲ کراچی میں دوران ملاقات راقم نے ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں میمن نمبر اور چند دیگر کتب کے لیے رقم پیش کی تھی، اشارہ اسی جانب ہے۔

۳ اشارہ ڈاکٹر وفا راشدی (وفات: یکم نومبر ۲۰۰۳ء بمقام کراچی) کی جانب ہے جن کی رہائش راقم کی رہائش کے نزدیک ہی شاہ فیصل ٹاؤن نزد ملیر ہالٹ میں تھی۔

۴ یعنی شعبۂ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے ششماہی رسالے مجلّۃ المجمع العلمی الھندی جس کا آغاز ڈاکٹر مختار الدین صاحب نے ۱۹۷۶ء میں کیا تھا اور اس کے پہلے شمارے کا پہلا مقالہ اپنے استاد محترم علامہ عبدالعزیز کا شائع کیا تھا۔

خط نمبر ۲

۱ اشارہ ان کتب کی جانب ہے جن کی فہرست راقم نے ڈاکٹر صاحب کے خدمت میں پیش کی تھی

۲ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنو کا عربی ماہنامہ البعث الاسلامی

۳ یہ خودنوشت 'آپ بیتی' کے عنوان سے شائع ہوئی اور پاکستان سے بھی اس کا عکسی ایڈیشن شائع ہوا

۴ حکیم سیّد عبدالحی (وفات: ۲رفروری ۱۹۲۳ء) کی عربی کتاب الھند فی العھد الاسلامی کا اردو ترجمہ 'ہندوستان اسلامی عہد میں'۔

۵ مولانا سیّد ابوظفر ندوی کی محققانہ تصنیف جسے ۱۹۵۸ء میں ندوۃ المصنفین دہلی نے شائع کیا تھا

۶ ڈاکٹر یوسف حسین خان (وفات: ۲۱رفروری ۱۹۷۹ء) کی خود نوشت 'یادوں کی دنیا' جسے سب سے پہلے دارالمصنفین اعظم گڑھ نے شائع کیا تھا۔ بعدازاں یہ کتاب لاہور سے بھی شائع ہوگئی۔

۷ اشارہ ہے خالدہ ادیب خانم کی انگریزی کتاب کا ترجمہ جو 'ترکی میں مشرق و مغرب کی کشمکش' کے عنوان سے ڈاکٹر سیّد عابد حسین نے کیا تھا اور اسے مکتبۂ جامعہ دہلی نے شائع کیا تھا۔

۸ ہفت روزہ صدق جدید لکھنو مولانا عبدالماجد دریابادی کے زیر ادارت شائع ہونے والا معروف رسالہ۔

۹ کلکتہ کے پبلشر سے مراد 'ادارہ انشائے ماجدی' ہے جس نے مولانا عبدالماجد دریابادی کی کئی کتب خوبصورت انداز سے شائع کی تھیں۔

۱۰ یعنی علامہ عبدالعزیز میمن (۱۸۸۸ء۔۱۹۷۸ء)

خط نمبر ۳

۱ 'تاریخ اولیائے گجرات' مولانا ابوظفر ندوی کی تالیف ہے۔

۲ 'مکتوبات ماجدی' مولانا عبدالماجد دریابادی کے خطوط کا مجموعہ۔ اس کی چھ جلدیں ادارہ انشائے ماجدی کلکتہ سے اور ایک جلد دہلی سے شائع ہوچکی ہیں جبکہ آٹھویں جلد ی زیر تکمیل ہے۔

۳ آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس کا ترجمان جس کے مدیر سیّد الطاف علی بریلوی تھے۔

۴ ڈاکٹر وفا راشدی کی یہ خودنوشت بعدازاں 'داستانِ وفا' کے عنوان سے ادارۂ اشاعت اردو کراچی سے شائع ہوئی۔

خط نمبر۴

۱۔ ماہنامہ معارف اعظم گڑھ کے پاکستانی خریداروں کے لیے پہلے یہ صاحب زرتعاون وصول کرتے تھے۔

خط نمبر۵

۱۔ راقم نے لکھا تھا کہ اگر پیش کی گئی رقم کے علاوہ کتب کی مد میں اخراجات ہوئے ہوں تو مطلع فرمائیں تا کہ اس کا انتظام کیا جاسکے۔

۲۔ دائرۃ المعارف عثمانیہ حیدرآباد دکن کا عالمی شہرت یافتہ ادارہ جس نے عربی کتب کی اشاعت میں نمایاں خدمات انجام دیں

خط نمبر۶

۱۔ 'تذکرۂ معاصرین' مالک رام کی معاصر شخصیات پر معروف کتاب جو چار حصوں میں مکمل ہے۔ڈاکٹر صاحب کی عنایت سے راقم کو حصہ دوم،سوم اور چہارم موصول ہوئے تھے۔

۲۔ نخبۃ الادب شعبہء عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے نصاب میں شامل عربی ادب کا انتخاب جسے ڈاکٹر مختار الدین صاحب نے مرتب کیا تھا۔

خط نمبر۷

۱۔ ڈاکٹر نجم الاسلام،سابق صدر شعبہء اردو سندھ یونیورسٹی جام شورو و مدیر رسالہ تحقیق ،وفات:۱۳رفروری ۲۰۰۱ء بمقام حیدرآباد،سندھ

۲۔ الحمدللہ بیسویں صدی کے نامور خطاطوں کے حالات،خدمات اور ان کے نوادر خطاطی پر مشتمل راقم کی تالیف 'تذکرۂ خطاطین' کے عنوان سے ۱۹۹۸ء میں شایع ہوئی اور اس کا اضافہ شدہ ایڈیشن ۲۰۰۹ء میں شایع ہوا۔

۳۔ تفصیل اگلے خط میں موجود ہے

۴۔ استاد محمد یوسف دہلوی (وفات: ۱۱رمارچ ۱۹۷۷ء بمقام کراچی)جن کے بارے میں مکمل باب اور ان کے نوادر خطاطی راقم کی تالیف 'تذکرۂ خطاطین' میں موجود ہیں۔

۵۔ ڈاکٹر عارف نوشاہی،صدر شعبہء فارسی گورڈن کالج راولپنڈی پاکستان میں فارسی زبان وادب کے نامور محقق ہیں۔

۶۔ 'داستانِ وفا' کا نسخہ ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں راقم نے بھیجا تھا۔

خط نمبر۸

۱۔ ہانسوٹ ضلع بھروچ (گجرات)راقم الحروف کے آبا و اجداد کا وطن ہے جہاں جانے والے ایک قریبی عزیز کے ہاتھ ڈاکٹر صاحب کے نام خط روانہ کیا تھا۔ان صاحب نے غیر ذمہ داری کا ثبوت دیتے ہوئے بے رنگ بھیج دیا۔

۲۔ یعنی مشفق خواجہ مرحوم۔وفات:۲۱رفروری ۲۰۰۵ء بمقام کراچی

۳۔ یعنی راقم کی تالیف 'تذکرۂ خطاطین' میں استاد محمد یوسف دہلوی پر مکمل باب۔

۴۔ عبدالمجید پروین رقم (وفات :۴راپریل ۱۹۴۶ء بمقام لاہور) لاہوری طرز نستعلیق کے بانی اور کلام اقبال کے

کاتب تھے۔ان کے حالات، خدمات اور نوادر خطاطی کے لیے ملاحظہ فرمائیں راقم کی تالیف 'تذکرۂ خطاطین'

۵۔ محمد اقبال ابن پرویں رقم (وفات: ۶؍اکتوبر ۱۹۷۶ء بمقام لاہور) خود بھی ایک معروف خطاط تھے۔ان کی لکھی ہوئی علامہ اقبال کی خوبصورت فارسی غزل مزار اقبال کی اندرونی چھت پر موجود ہے۔

۶۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم علمی اور تحقیقی معاملات میں تکمیلیت پسند Perfectionist تھے اور اسی وجہ سے ان کے بہت سے علمی کام یا تو نامکمل رہے یا شایع نہ ہو سکے۔

۷۔ بوجوہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں مرحوم کو مقدمہ لکھنے کی زحمت نہ دی گئی

۸۔ سابق سکریٹری انجمن ترقی اردو ہند دہلی

۹۔ سیّد علی اکبر ترمذی، سابق ڈائریکٹر آرکائیوز آف انڈیا دہلی

۱۰۔ عبداللطیف اعظمی، محقق و مصنف و سابق استاد جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی۔ وفات: ۱۰؍مئی ۲۰۰۲ء بمقام دہلی

۱۱۔ ڈاکٹر ضیاء الدین ڈیسائی ہندوستان کے نامور مورخ، فن کتبہ شناسی Epigraphy و سکہ شناسی کے بڑے ماہر تھے جن کی دلچسپی کے موضوعات میں فن خطاطی بھی شامل تھا۔آپ کا انتقال مورخہ ۲۴؍مارچ ۲۰۰۲ کو احمد آباد میں ہوا۔

۱۲۔ ڈاکٹر نذیر احمد، سابق صدر شعبۂ فارسی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، وفات: ۱۹؍اکتوبر ۲۰۰۸ء۔

۱۳۔ ماہنامہ معارف اعظم گڑھ کا نوے سالہ یہ اشاریہ مرتبہ محمد سہیل شفیق ادارہ قرطاس کراچی کی جانب سے ۲۰۰۶ء میں شایع ہوا۔

۱۴۔ مصطفائی صاحب سے مراد جناب سمیع الدین مصطفائی ہیں جو ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان کے مسترشد تھے۔

۱۵۔ جلیل قدوائی کے خطوط بنام ڈاکٹر مختار الدین احمد بعد ازاں رسالہ تحقیق (شمارہ نمبر ۱۶ بابت ۲۰۰۸ء) میں شایع ہوئے۔

خط نمبر ۹

۱۔ یعنی علی گڑھ میگزین کا خصوصی شمارہ 'علی گڑھ آئینۂ ایام میں' جو ۹۷-۱۹۹۵ء کے شمارہ کے طور پر شایع ہوا میں جس میں علی گڑھ کے سابق طلبہ نے علی گڑھ کے حوالے سے اپنی یادداشتیں تحریر فرمائی تھیں

۲۔ ڈاکٹر نبی بخش بلوچ (وفات مورخہ ۶؍اپریل ۲۰۱۱ء) جن کے حوالے سے راقم کی درج ذیل تین کتب شایع ہو چکی ہیں: ڈاکٹر نبی بخش بلوچ۔ شخصیت اور فن، گلشنِ اردو، خطوط ڈاکٹر نبی بخش بلوچ

۳۔ یہ مضمون تحقیق کے شمارہ نمبر ۱۱-۱۰ (بابت ۹۷-۱۹۹۶ء) میں بہ عنوان 'علامہ میمن کا ایک نہایت ممتاز شاگرد' شایع ہوا۔

خط نمبر ۱۰

۱۔ اشارہ ہے راقم کی کتاب 'علامہ عبدالعزیز میمن۔ سوانح اور علمی خدمات' کی جانب جس کا نظر ثانی و اضافہ شدہ ایڈیشن ۲۰۱۱ء میں ادارہ قرطاس کراچی سے شایع ہوا

۲۔ پروفیسر ہیملٹن گب، سابق پروفیسر عربی آکسفورڈ یونیورسٹی و سابق مدیر Encyclopaedia of Islam، وفات: ۲۲؍اکتوبر ۱۹۷۱ء

۳۔ پروفیسر آربری، عربی، فارسی و اسلامی علوم کے ماہر، سابق پروفیسر عربی کیمبرج یونیورسٹی، وفات: ۲؍جون ۱۹۶۹ء

۴ مولانا احمد حسن محدث امروہوی (وفات: ۱۹۱۲ء) علامہ میمن کے استاد نہیں رہے۔ مزید تفصیل راقم کی مرتبہ کتاب 'علامہ عبدالعزیز میمن۔ سوانح اور علمی خدمات' میں دیکھی جاسکتی ہے۔

۵ شاداں بلگرامی۔ فارسی زبان کے محقق اور استاد۔ وفات: ۱۷/جنوری ۱۹۴۸ء

۶ کتاب میں ڈاکٹر صاحب کے مشورے کے مطابق تلامذہ کی تقسیم اسی طرح رکھی گئی ہے

۷ ذوالفقار علی بخاری، سابق ڈائریکٹر جنرل ریڈیو پاکستان، وفات: ۲/جولائی ۱۹۷۵ء بمقام کراچی۔ یہ علامہ میمن کے اورینٹل کالج لاہور میں شاگرد رہے۔

۸ محمد یونس خان برادر زادہ خان عبدالغفار خان جو عمر بھر ہندوستان ہی میں رہے۔ وہ علامہ میمن کے دور ایڈورڈز کالج (۱۹۱۱ء تا ۱۹۲۰ء) کے شاگرد تھے۔

۹ بلوچ صاحب کے بارے میں یہ مضمون تحقیق کے شمارہ نمبر ۱۰-۱۱ (بابت۔ ۹۷۔ ۱۹۹۶ء) میں بہ عنوان 'علامہ میمن کا ایک نہایت ممتاز شاگرد' شایع ہوا۔

۱۰ چنانچہ راقم نے اپنی کتاب 'علامہ عبدالعزیز میمن۔ سوانح اور علمی خدمات' کے ایک باب میں علامہ میمن کے تمام اہم تلامذہ کے حالات لکھے ہیں۔

۱۱ ڈاکٹر خورشید رضوی، حال پروفیسر شعبہء عربی جی سی یونیورسٹی لاہور۔

۱۲ ڈاکٹر خورشید احمد فارق، علامہ میمن کے نامور شاگرد، سابق صدر شعبہء عربی دہلی یونیورسٹی، وفات: ۵/نومبر ۲۰۰۱ء بمقام علی گڑھ۔

۱۳ محمد یوسف کی علی گڑھ کی یادداشتیں کے لیے ملاحظہ فرمائیں رسالہ فکر ونظر علی گڑھ (خصوصی شمارہ 'علی گڑھ آئینہء ایام میں')

۱۴ ڈاکٹر سید محمد یوسف علامہ میمن کے نامور شاگرد، سابق صدر شعبہء عربی کراچی یونیورسٹی، وفات: ۲۲/جولائی ۱۹۷۸ء بمقام لندن۔

۱۵ پروفیسر محمد محمود میمن، علامہ میمن کے بڑے صاحب زادے، سابق صدر شعبہء جغرافیہ سندھ یونیورسٹی جام شورو۔ وفات: ۵/مارچ ۲۰۰۲ء بمقام کراچی۔

خط نمبر ۱۱

۱ اشارہ ہے راقم کی تالیف 'تذکرۂ خطاطین' کی جانب۔

خط نمبر ۱۲

۱ راقم کے قریبی رشتے دار جن کے ذریعے ڈاکٹر صاحب کو کتاب بھیجی گئی

۲ ڈاکٹر وفا راشدی کی خودنوشت

۳ ڈاکٹر نجم الاسلام، سابق صدر شعبہء اردو سندھ یونیورسٹی جام شورو۔ وفات: ۱۳/فروری ۲۰۰۱ء بمقام حیدرآباد (سندھ)

۴ پروفیسر محمد محمود میمن

۵ پروفیسر محمود میمن مرحوم نے راقم کے ذریعے ڈاکٹر صاحب تک یہ پیغام پہنچایا تھا کہ آپ جب بھی علی گڑھ سے کراچی تشریف لائیں تو انھی کے گھر قیام کریں۔

٦ اس وقت تک علامہ میمن کی تینوں صاحب زادیاں وفات پا چکی تھیں۔سب سے چھوٹی محترمہ صفیہ میمن کا انتقال کراچی میں ١٦رمئی ١٩٩٤ء کو ہوا۔

٧ گجرات میں نہیں بلکہ پونا میں قیام تھا

٨ ڈاکٹر وفا راشدی کی تصنیف

٩ خلیق ٹونکی مرحوم تقسیم کے بعد ہندوستان کے سب سے بڑے خطاط تھے۔ان کا انتقال ٢٥رجون ١٩٩٤ء کو بمقام ٹونک ہوا۔خلیق ٹونکی مرحوم کے حالات،خدمات اور نوادر خطاطی کے لیے ملاحظہ فرمائیں راقم کی تالیف 'تذکرۂ خطاطین'

١٠ شاہد علی خان سابق ناظم مکتبۂ جامعہ دہلی

خط نمبر ١٤

١ راقم نے ١٩٩٩ء میں انجینیر نگ یونیورسٹی لاہور سے ماسٹرز کی ڈگری حاصل کی تھی

٢ حافظ احمد شاکر، مالک مکتبۂ سلفیہ لاہور و مدیر رسالہ الاعتصام لاہور جن کی عنایت سے راقم کو بحوث وتحقیقات کی فوٹو اسٹیٹ حاصل ہوئی اور اس کی اطلاع راقم نے ڈاکٹر صاحب کو بذریعہ خط دی تھی۔

٣ بحوث وتحقیقات علامہ میمن کے عربی مقالات اور مختصر کتب کا مجموعہ جسے جناب محمد عزیر شمس نے دو جلدوں میں مرتب کیا اور ١٩٩٥ء میں بیروت سے شایع ہوا

٤ محمد عزیر شمس، مکہ مکرمہ میں مقیم نامور محقق اور ماہر زبانِ عربی

۵ اشارہ ہے علامہ میمن کے قیام رامپور کی جانب

٦ سید ضمیر جعفری، معروف شاعر، ادیب، مزاح نگار، وفات: ١٢رمئی ١٩٩٩ء بمقام نیویارک

٧ ڈاکٹر عبادت بریلوی، اردو زبان و ادب کے نامور محقق اور سابق پرنسپل یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور۔وفات: ١٩ردسمبر ١٩٩٨ء بمقام لاہور

٨ سبحۃ المرجان غلام علی آزاد بلگرامی کی معروف تصنیف

خط نمبر ١۵

١ بلاک بنانے کا طریقہ متروک ہو چکا ہے۔کتاب کے لیے پہلے فلمیں اور ان سے پلیٹیں بنی تھیں پھر عمدہ کاغذ پر طباعت ہوئی تھی

٢ میر پنجہ کش۔خط نستعلیق کے نامور استاد جن کا انتقال دہلی میں دوران جنگ آزادی ١٨۵٧ء ہوا تھا۔

خط نمبر ١٦

١ تذکرۂ خطاطین

٢ ہندوستان سے صرف محمد خلیق ٹونکی کو شامل کتاب کیا گیا تھا کیونکہ ان کے علاوہ کوئی اور خطاط ایسے نہیں تھے جن کا کام

بین الاقوامی معیار کی کتاب میں شامل کیا جا سکے۔ پاکستانی خطاطوں میں محمد یوسف دہلوی اور عبدالمجید دہلوی کو بھی شامل کیا گیا جن کا تقسیم سے قبل قیام دہلی میں تھا۔

خط نمبر ۱۷

۱۔ رسالہ 'نئی عبارت' حیدر آباد کا ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں نمبر (بابت جولائی تا دسمبر ۱۹۹۸ء) چھپتے ہی ڈاکٹر صاحب کو بھیجا گیا تھا، اشارہ اسی جانب ہے۔

۲۔ علی محمد خسرو سابق وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔ وفات ۲۴ر اگست ۲۰۰۳ء

خط نمبر ۱۸

۱۔ محمد اجمل خاں کی کتاب 'ترتیب نزولی' کی جانب اشارہ ہے

۲۔ محمد عالم مختار حق، کئی علمی و تحقیقی کتب کے مصنف و مولف۔ لاہور میں ایک نادر و نایاب کتب خانے کے مالک

۳۔ حکیم عبدالحمید، برادر بزرگ حکیم محمد سعید۔ وفات: ۲۳ر جولائی ۱۹۹۹ء بمقام دہلی

۴۔ مالک رام، اردو زبان و ادب کے محقق و غالب شناس۔ وفات: ۱۶ر اپریل ۱۹۹۳ء بمقام دہلی

۵۔ سیّد انیس شاہ جیلانی مقیم محمد آباد (تحصیل صادق آباد)

خط نمبر ۱۹

۱۔ علامہ عبدالعزیز میمن کے عربی مقالات اور مختصر کتب کا مجموعہ

۲۔ 'تحقیقات و تاثرات' ڈاکٹر رضوان علی ندوی کے مقالات و مضامین کا مجموعہ جو ۲۰۰۰ء میں کراچی سے شایع ہوا تھا

۳۔ 'انشائے ماجد یا لطائف ادب'، مولانا عبدالماجد دریابادی کے مقالات، تبصروں اور منتخب خطوط کا مجموعہ جو ۲۰۰۰ء میں شایع ہوا تھا

۴۔ 'شہیدِ جستجو' ڈاکٹر ذاکر حسین خان کی سوانح جس کے مصنف ضیاء الحسن فاروقی ہیں۔ یہ کتاب مکتبہ جامعہ دہلی سے شایع ہوئی تھی

۵۔ 'چند تصویریں بتاں' مولانا عبدالسلام قدوائی ندوی کے شخصیاتی مضامین کا مجموعہ جسے ان کے شاگردِ رشید ڈاکٹر مشیر الحق نے مرتب کیا تھا۔ اسے مکتبہ جامعہ دہلی نے ۱۹۸۹ء میں شایع کیا تھا۔

خط نمبر ۲۰

۱۔ ذوالفقار مصطفیٰ صاحب، مشفق خواجہ مرحوم کے ہم زلف جن کا ڈاکٹر صاحب سے قریبی تعلق رہا۔

۲۔ ہفت روزہ جمہور علی گڑھ 'صدر یار جنگ نمبر' بابت ۲۶ر ستمبر ۱۹۵۱ء

۳۔ ڈاکٹر ریاض الرحمٰن شروانی (سابق صدر شعبۂ عربی کشمیر یونیورسٹی سرینگر) مولانا حبیب الرحمٰن شروانی کے پوتے اور علامہ میمن کے نامور شاگرد جن کا مستقل قیام علی گڑھ میں ہے۔

۴۔ سلطان علی مشہدی، ایران کے معروف خطاط اور نستعلیق نگار۔ وفات ۹۰۲ھ

۵۔ محمود بن الحق شہابی۔ نامور نستعلیق نگار

۶۔ ششماہی مجلہ علوم اسلامیہ علی گڑھ، معروف علمی و تحقیقی رسالہ جس کا آغاز ڈاکٹر مختار الدین احمد نے ادارۂ علوم اسلامیہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے ڈائریکٹر کی حیثیت سے ۱۹۶۸ء میں کیا اور مسلسل دس سال تک اس کی ادارت کی تھی۔

۷۔ ڈاکٹر رضوان علی ندوی، ماہر تاریخ اسلامی جو اپنی تنقیدی تحریروں کی وجہ سے معروف ہیں۔

۸۔ شان الحق حقی کی تالیف 'فرہنگ تلفظ' پر رضوان صاحب کا تنقیدی تبصرہ 'فرہنگ تلفظ۔ایک تنقیدی جائزہ' اور حقی صاحب کا جواب بہ عنوان 'فرہنگِ تلفظ۔مرتب کا موقف'۔ دونوں مضامین کے لیے ملاحظہ فرمائیں ششماہی مخزن لاہور شمارہ نمبر ۶ بابت ۲۰۰۳ء

۹۔ یہ تنقیدی تبصرہ کتابچے کی شکل میں رضوان صاحب نے خود ہی شایع کیا تھا۔

خط نمبر ۲۱

۱۔ 'ذاکر صاحب کے خط' کی جلد نمبر ۳ اور ۴ ڈاکٹر مختار الدین صاحب نے مرتب کیں اور ۱۹۹۹ء میں خدا بخش لائبریری پٹنہ سے شایع ہوئیں

۲۔ 'سچی باتیں' اور 'کتابوں پر تبصرے' کے عنوانات سے دو جدا جدا کتب مرتب اور شایع کرنے کا راقم کا ارادہ تھا لیکن بعد میں بوجوہ اسے ملتوی کیا گیا۔ 'سچی باتیں' کے عنوان سے مولانا دریابادی کی تحریروں کا ایک مجموعہ حیدر آباد دکن اور پھر کراچی سے شایع ہو چکا ہے۔ مولانا کے قلم سے ادبی کتب پر تبصروں کا مفید مجموعہ جناب عبدالعلیم قدوائی نے 'تبصرات ماجدی' کے عنوان سے مرتب کیا اور دہلی سے شایع ہوا۔

۳۔ عبدالعلیم قدوائی، مولانا عبدالماجد دریابادی کے بھتیجے داماد جن کا مستقل قیام علی گڑھ میں ہے

۴۔ تاریخ مشائخ چشت پروفیسر خلیق احمد نظامی کی معروف تصنیف۔

۵۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی، سابق صدر شعبہء تاریخ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، وفات: ۵/دسمبر ۱۹۹۷ء بمقام علی گڑھ

۶۔ یہ کتاب پروفیسر خلیق احمد نظامی کے مختصر حالات اور علمی کوائف پر مشتمل ہے۔ اسے محمد احمد صاحب نے مرتب کیا اور ادارۂ ادبیات دلی نے ۲۰۰۰ء میں شایع کیا۔

خط نمبر ۲۳

۱۔ ڈاکٹر ضیاء الدین ڈیسائی نے لکھا تھا کہ مقالے کی ایک کاپی انھیں مل چکی تھی لیکن ایک صاحب ان سے لے گئے اور غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے واپس نہیں کیا۔

۲۔ ششماہی فکر و نظر علی گڑھ کے چار ضخیم شمارے 'ناموران علی گڑھ' کے عنوان سے شایع ہوئے جن میں علی گڑھ سے وابستہ شخصیات پر معلومات افزا مضامین اور نادر تصاویر شایع کی گئیں۔ بعد ازاں ان شماروں کی فوٹو اسٹیٹ کاپیاں راقم کو جناب عبدالعلیم قدوائی صاحب کی عنایت سے حاصل ہوئیں۔

۳۔ جلیل قدوائی، ممتاز ادیب، شاعر، مترجم اور کئی اہم کتابوں کے مصنف۔ وفات یکم فروری ۱۹۹۶ء بمقام راولپنڈی

خط نمبر ۲۴

۱۔ ڈاکٹر نجم الاسلام سابق صدر شعبہ اردو سندھ یونیورسٹی

۲ باقر علی ترمذی جنھوں نے علامہ میمن کی رہنمائی اور معاونت سے پی ایچ ڈی کا مقالہ 'عربی و اسلامیات کے فروغ میں گجرات کا حصہ' لکھا اور بمبئی یونیورسٹی سے ۱۹۴۷ء میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی تھی۔ ان کا انتقال محض ۳۵ برس کی عمر میں جون ۱۹۵۱ء میں بمبئی میں ہوا۔

۳ 'گجرات کی دینی خدمات' نہیں بلکہ مقالہ کا عنوان 'عربی و اسلامیات کے فروغ میں گجرات کا حصہ' تھا۔ اس مقالے کی ایک کاپی ڈاکٹر ضیاء الدین ڈیسائی مرحوم کے پاس تھی جو ایک صاحب نے ان سے حاصل کی اور واپس نہیں کی۔ ڈاکٹر ڈیسائی اس اہم مقالے کو شایع کرانا چاہتے تھے۔ ڈاکٹر مختار الدین صاحب نے اس مقالے کی کاپی مخزونہ بمبئی یونیورسٹی لائبریری کی نقل کے لیے بہت کوششیں کیں لیکن انھیں کامیابی نہ ہوئی۔

۴ نواب محمد احمد خان چھتاری، سابق وزیر اعظم ریاست حیدر آباد دکن و سابق چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔ وفات: ۶/جنوری ۱۹۸۲ء

۵ نواب صاحب چھتاری کی خودنوشت 'یادِ ایام' کے عنوان سے تین جلدوں میں علی گڑھ سے شایع ہوئی۔

خط نمبر ۲۵

۱ ڈاکٹر ایوب قادری، معروف محقق، مترجم، مورخ اور کئی اہم کتب کے مصنف۔ وفات ۲۵/نومبر ۱۹۸۳ء بمقام کراچی

۲ ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری، ماہر ابوالکلامیات اور کئی اہم کتب کے مرتب و مولف جن کا مستقل قیام کراچی میں ہے۔

۳ رسالہ سورج لاہور جو جناب تسلیم احمد تصور کے زیر ادارت شایع ہوتا ہے۔

خط نمبر ۲۶

۱ عبدالعلیم قدوائی برادرزادے اور داماد مولانا عبدالماجد دریابادی مقیم علی گڑھ۔

۲ یعنی ڈاکٹر عبداللہ چغتائی کا علامہ عبدالعزیز میمن کے انتقال کے بعد ان کی یاد میں مضمون جو روزنامہ نوائے وقت لاہور میں مورخہ ۶/نومبر ۱۹۷۸ء کو شایع ہوا تھا۔ بعد میں یہ مضمون راقم کو ایک دوسرے مقام سے حاصل ہوا اور کتاب میں اس سے استفادہ کیا گیا۔

۳ علامہ اقبال کا یہ تاریخی خط جو انھوں نے ۱۹/ستمبر ۱۹۲۴ء کو مسلم یونیورسٹی کے ذمہ داران کو لکھا تھا اور جس میں علامہ میمن کی عربی دانی کا بلند الفاظ میں ذکر کیا تھا۔ یہ تاریخی خط پہلی مرتبہ راقم کی تالیف 'علامہ عبدالعزیز میمن۔ سوانح اور علمی خدمات' میں شایع ہوا

۴ علامہ عبدالعزیز میمن کا یہ اردو کلام ماہنامہ قومی زبان کراچی بابت ستمبر ۲۰۰۲ء میں شایع ہوا۔

۵ حدیث کی اس کتاب کا نام مصنّف عبدالرزّاق ہے

۶ خلیل الرحمٰن اعظمی، ترقی پسند شاعر و ادیب۔ وفات: یکم جون ۱۹۷۸ء

۷ محمد طفیل سابق مدیر نقوش لاہور اور معروف خاکہ نگار۔ وفات: ۴/جولائی ۱۹۸۶ء بمقام لاہور

خط نمبر ۲۷

۱۔ یہ سیمینار شعبۂ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے زیر انتظام مورخہ ۲۴،۲۵ر فروری ۲۰۰۳ء کو منعقد ہوا جس میں ہندوستان کے نامور محققین اور عربی زبان کے ماہرین نے علامہ میمن کے حالات اور علمی خدمات پر مقالات پڑھے۔ بعد ازاں ان مقالات کو کتابی شکل میں بھی شعبے کی جانب سے شایع کیا گیا۔

۲۔ چنانچہ راقم نے مقالہ بہ عنوان 'علامہ عبدالعزیز میمن کی ایک نادر تالیف الزھر الجنی من ریاض المیمنی' بھیجا تھا جو مجموعۂ مقالات میں شایع کیا گیا۔

۳۔ ڈاکٹر محمد عبداللہ چغتائی کا یہ مضمون روزنامہ نوائے وقت لاہور بابت ۶ر نومبر ۱۹۷۸ء میں اشاعت پذیر ہوا۔

۴۔ دوران تحقیق راقم کو علامہ میمن کی آواز میں ان کی یادداشتوں کا آڈیو کیسٹ حاصل ہوا جس میں علامہ میمن نے خود بیان کیا تھا کہ علامہ اقبال کا یہ خط علی گڑھ میں محفوظ ہے۔ اسی بنا پر راقم نے اس کی تلاش پر اصرار کیا چنانچہ ڈاکٹر صاحب کی تلاش کے نتیجے میں خط دریافت ہوا اور انھوں نے اس کا عکس راقم کو روانہ کیا تھا۔

۵۔ یحیٰ ہاشم باوانی مرحوم نے علامہ میمن کا ایک قدیم مسدس دریافت کیا اور اسے ماہنامہ قومی زبان کراچی بابت ستمبر ۲۰۰۲ء میں شایع کرایا تھا۔

۶۔ مولانا حبیب الرحمٰن شروانی، سابق صدر الصدور مملکت آصفیہ حیدر آباد دکن، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ اور دیگر اداروں کے بڑے سرپرست۔ وفات: اگست ۱۹۵۰ء

۷۔ مولانا مسعود عالم ندوی، عربی زبان کے عالم اور سابق مدیر 'الضیاء' لکھنو۔ وفات: ۱۶ر مارچ ۱۹۵۴ء بمقام کراچی۔

۸۔ مولانا ضیاء احمد بدایونی، سابق صدر شعبۂ فارسی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔ وفات: ۸ر جولائی ۱۹۷۳ء بمقام علی گڑھ

۹۔ مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی، عالم اسلام کے نامور عالم، مصنف اور داعی۔ وفات: ۳۰ر دسمبر ۱۹۹۹ء بمقام رائے بریلی۔

۱۰۔ ماسٹر سعید احمد علی گڑھ میں نابینا اسکول کے ہیڈ ماسٹر تھے۔

۱۱۔ ذاتی پرخاش خواہ نہ ہو لیکن علامہ میمن کے بارے میں ان کا مضمون نہایت غیر ذمہ دارانہ، مبالغہ آمیز اور قابل اعتراض تھا۔

۱۲۔ محمد عالم مختار حق، نامور محقق اور کئی کتب کے مصنف، مرتب جن کا مستقل قیام لاہور میں ہے اور جن کا نادر کتب خانہ معروف ہے

۱۳۔ کتاب کا درست نام 'ارمغانِ شیرانی' ہے۔ اس کے مرتبین ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی اور ڈاکٹر زاہد منیر عامر ہیں۔ یہ کتاب شعبۂ اردو پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور کی جانب سے فروری ۲۰۰۲ء میں اشاعت پذیر ہوئی۔

۱۴۔ ڈپٹی نذیر احمد، اردو، عربی اور فارسی زبانوں کے نامور ادیب۔ وفات: ۳ر مئی ۱۹۱۲ء بمقام دہلی۔

خط نمبر ۲۸

۱۔ 'ارمغان شیرانی' مرتبہ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی و ڈاکٹر زاہد منیر عامر، اشاعت: ۲۰۰۲ء

۲۔ 'مولانا ماہر القادری۔احوال وآثار' ڈاکٹر عبدالغنی فارق کا پی ایچ ڈی کا مقالہ
۳۔ یعنی ضیاء الدین برنی کی ترجمہ کردہ کتاب 'مولوی ذکاء اللہ دہلوی' شایع کردہ تعلیمی مرکز کراچی
۴۔ یعنی Zakaullah of Dehli by C.F.Andrews
۵۔ 'دررِ عینی' یعنی سوانح عبید اللہ درانی (وفات :۹ر جون ۱۹۹۰ء بمقام بونیر سوات) کی فوٹو کاپی راقم نے ڈاکٹر صاحب کو روانہ کی تھی۔
۶۔ یعنی ولی محمد
۷۔ شعبہ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے تحت
۸۔ چنانچہ راقم نے کتاب کی فوٹو اسٹیٹ ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں روانہ کردی تھی۔
۹۔ مولوی محمد شفیع، عربی، فارسی اور اردو کے نامور محقق اور سابق پرنسپل یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور۔ وفات :۱۴ر مارچ ۱۹۶۳ء بمقام لاہور
۱۰۔ شیخ نذیر حسین، سابق اردو دائرۂ معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور۔ وفات :۲۲ر دسمبر ۲۰۰۶ء لاہور۔

خط نمبر ۲۹

۱۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ، عالم اسلام کے نامور محقق ہفت زبان عالم اور آٹھ زبانوں میں کتب کے مصنف۔ وفات :۱۷ر دسمبر ۲۰۰۲ء بمقام جیکسن ول (فلوریڈا، امریکہ)۔ ڈاکٹر صاحب کے حالات، خدمات اور مکتوبات کے لیے ملاحظہ فرمائیں راقم کی تالیف 'ڈاکٹر محمد حمید اللہ' جو ۲۰۰۳ء میں فیصل آباد سے شایع ہوئی۔ اس کتاب کا نظر ثانی و اضافہ شدہ ایڈیشن ان شاء اللہ جلد ہی شایع ہوگا۔

خط نمبر ۳۰

۱۔ یہ کتاب 'ڈاکٹر محمد حمید اللہ' کے نام سے ۲۰۰۳ء میں فیصل آباد سے شایع ہوئی۔
۲۔ یہ مجموعۂ مضامین شعبۂ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی جانب سے 'علامہ عبدالعزیز میمنی۔ حیات وخدمات' کے نام سے میں شایع ہوا
۳۔ مشفق خواجہ، اردو زبان کے نامور محقق اور کالم نگار، وفات :۲۱ر فروری ۲۰۰۵ء بمقام کراچی

خط نمبر ۳۱

۱۔ رسالہ 'غالب' ادارۂ یادگار غالب کا ترجمان
۲۔ سہ ماہی اردو، انجمن ترقی اردو پاکستان کا ترجمان
۳۔ یہ کتاب 'ڈاکٹر محمد حمید اللہ' کے نام سے ۲۰۰۳ء میں فیصل آباد سے شایع ہوئی۔ اس کا نظر ثانی و اضافہ شدہ ایڈیشن ان شاء اللہ جلد ہی شایع ہوگا
۴۔ علامہ عبدالعزیز میمن پر سیمینار کا مجموعۂ مقالات اس لحاظ سے نامکمل تھا کہ اس میں کئی اہم مقالات شامل اشاعت نہیں کیے گئے۔ راقم نے اپنے خط میں اسی کمی کا ذکر کیا تھا۔

۵ حسن الدین احمد، حیدرآباد دکن میں مقیم معروف مصنف اور محقق
۶ نظیر صدیقی، اردو زبان کے نقاد، محقق اور سابق استاد، وفات: ۱۲/اپریل ۲۰۰۱ء
۷ سیّد محمد حسنین، اردو زبان کے مصنف اور محقق، وفات: ۱۴/جنوری ۲۰۰۵ء
۸ قاضی عبدالودود، اردو اور فارسی کے نامور محقق اور کئی تحقیقی رسائل کے مدیر۔ وفات: ۲۵/جنوری ۱۹۸۴ء
۹ بابائے اردو مولوی عبدالحق، اردو زبان کے محسن، محقق، خاکہ نگار، وفات: ۱۶/اگست ۱۹۶۱ء بمقام کراچی
۱۰ یوسفی صاحب غالباً سہو قلم ہے۔ ڈاکٹر صاحب کوئی اور نام لکھنا چاہتے تھے۔
۱۱ حضرت شاہ شفیع احمد فردوسی، سلسلہ فردوسیہ کے ایک بڑے بزرگ جن کا انتقال ڈھاکہ میں ہوا اور وہیں ان کا مزار ہے۔

خط نمبر ۳۲

۱ اگر کوئی خط تاخیر سے ملتا تو ڈاکٹر صاحب بطور تنبیہ جوابی خط میں اس کا ذکر ضرور فرماتے تھے۔
۲ ڈاکٹر نثار احمد اسرار، ترکی، اردو، جرمن اور انگریزی زبانوں کے ماہر اور محقق جنھوں نے ان زبانوں میں بیس کتب ترجمہ، تصنیف اور تالیف کیں۔ راقم الحروف سے ڈاکٹر نثار صاحب کا قریبی تعلق تھا۔ وفات: ۲۸/جون ۲۰۰۴ء بمقام انقرہ (ترکی)
۳ ڈاکٹر نثار احمد اسرار کے مختصر حالات اور علمی خدمات پر مشتمل یہ مضمون رسالہ اردو بک ریویو دہلی بابت ستمبر۔ اکتوبر ۲۰۰۴ء میں اشاعت پذیر ہوا
۴ ماہنامہ ضیائے اسلام اعظم گڑھ (اگست تا دسمبر ۲۰۰۳ء) کا قاضی محمد اطہر مبارکپوری نمبر
۵ 'ہندوستان میں ابن تیمیہ' شورش کاشمیری کی مولانا ابوالکلام آزاد سے متعلق تحریروں کا مجموعہ جسے ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری نے مرتب کیا تھا۔

خط نمبر ۳۳

۱ حکیم سید ظل الرحمٰن، سابق پرنسپل طبیہ کالج علی گڑھ و بانی ابن سینا اکیڈمی علی گڑھ
۲ مکتوبات مشفق خواجہ بنام ڈاکٹر مختار الدین احمد سب سے پہلے ڈاکٹر صاحب نے اس کی سی ڈی راقم کو بغرض اشاعت بھیجی تھی۔ بعد ازاں ڈاکٹر وحید قریشی مرحوم کی خواہش اور ڈاکٹر مختار الدین صاحب کے ایما پر سی ڈی ڈاکٹر قریشی صاحب کو بغرض اشاعت بھیجی گئی۔ یہ کتاب مغربی پاکستان اردو اکیڈمی لاہور کی جانب سے ۲۰۰۹ء میں شائع ہوئی۔
۳ اشارہ ہے ڈاکٹر مختار الدین کے خطوط بنام مشفق خواجہ جن کی کل تعداد ۲۲۴ ہے۔ ان خطوط کی مکمل کمپوزنگ ہو چکی ہے اور حواشی نگاری کا کام جاری ہے۔ اس کے بعد ان شاء اللہ یہ خطوط اشاعت پذیر ہوں گے۔

خط نمبر ۳۴

۱ یعنی علامہ عبدالعزیز میمن کے خطوط بنام ڈاکٹر مختار الدین احمد۔ یہ کل ۲۸ خطوط ہیں جو راقم کی تالیف 'علامہ

عبدالعزیز میمن۔ سوانح اور علمی خدمات' میں پہلی مرتبہ شایع ہو چکے۔

خط نمبر ۳۵

۱ یعنی علامہ عبدالعزیز میمن کے خطوط بنام ڈاکٹر مختار الدین احمد

۲ ڈاکٹر صاحب آخری دور میں اکثر بذریعہ ای میل خطوط بھیجتے تھے۔

خط نمبر ۳۶

۱ ڈاکٹر صاحب بعض اوقات اپنے خطوط میں کسی قدر استادانہ برہمی کا اظہار بھی کرتے تھے لیکن اس برہمی میں بھی ایک ادائے محبت پنہاں ہوتی اور برہمی کا مقصد مکتوب الیہ کی تربیت اور اصلاح ہوتی تھی۔ افسوس، اب ہم اس طرح برہم ہونے والے اور تنبیہ کرنے والے بزرگوں کو ترستے ہیں۔

۲ یہ مضمون 'ذکرِ ایک شجر سایہ دار کا' کے عنوان سے رسالہ انوارِ مخدوم بہار شریف کے شمارہ نمبر ۴، ۵ میں اشاعت پذیر ہوا۔

خط نمبر ۳۸

۱ مصباح الرحمٰن صاحب، فرزند پروفیسر حبیب الرحمٰن سابق صدر شعبۂ تعلیمات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ جن کا مستقل قیام راقم کی رہائش گاہ کے نزدیک ہے۔ راقم نے ان کے ذریعے ڈاکٹر صاحب کو خط بھیجا تھا۔

۲ 'جریدہ' کی ایک اشاعت میں خالد جامعی صاحب نے ذکر کیا تھا لیکن غیر ضروری تاخیر اور شعبۂ تصنیف و تالیف کراچی یونیورسٹی کی عدم دلچسپی کی بنا پر 'علامہ عبدالعزیز میمن۔ سوانح اور علمی خدمات' کی اشاعت کا معاہدہ ادارۂ قرطاس سے کیا گیا چنانچہ کتاب اسی ادارے نے ۲۰۱۱ء میں شایع کی۔

۳ ڈاکٹر صاحب کی یہ بات درست تھی۔

۴ خواجہ عبدالرحمٰن طارق، برادر خرد مشفق خواجہ مرحوم

۵ دونوں کے ایڈیٹر ایک ہی یعنی سیّد خالد جامعی تھے

۶ بلوچ صاحب کے نام علامہ عبدالعزیز میمن کے کل ۲۷ خطوط ہیں جو پہلی مرتبہ راقم کی تالیف 'علامہ عبدالعزیز میمن۔ سوانح اور علمی خدمات' میں شایع ہوئے۔

۷ یاقوت المستعصمی، عہد بنی عباس کا نامور خطاط۔ وفات ۱۲۶۸ء

خط نمبر ۳۹

۱ ڈاکٹر صاحب کو راقم نے یہ اطلاع دی تھی

۲ مشمولہ ماہنامہ دائرے کراچی بابت مئی جون ۱۹۹۱ء

۳ خواجہ عبدالرحمٰن طارق، برادر خرد مشفق خواجہ مرحوم

۴ یعنی جناب عبدالعلیم قدوائی، برادر زادے و داماد مولانا عبدالماجد دریابادی جن کا مستقل قیام علی گڑھ میں ہے

خط نمبر ۴۰

۱ یعنی جناب عبدالعلیم قدوائی۔

خط نمبر ۴۱

۱ ڈاکٹر عطا خورشید موجودہ ڈپٹی لائبریرین، مولانا آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

۲ ڈاکٹر صاحب کا مزاج یہ تھا کہ اگر کوئی کتاب، مضمون یا رسالہ کسی کو بھیجا گیا ہو تو وہ فوراً وصولی کی رسید روانہ کرے۔ بعض اوقات تاخیر کی بنا پر ڈاکٹر صاحب کسی قدر ناگواری اور برہمی کا اظہار بھی فرماتے تھے۔

۳ خواجہ عبدالرحمٰن طارق صاحب نے راقم کے ذریعے ڈاکٹر صاحب تک یہ پیغام بھجوایا تھا کہ وہ ڈاکٹر صاحب کی تمام کتب قیمتاً حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

خط نمبر ۴۳

۱ 'اسرار الخط' کا قصہ یہ ہے کہ ڈاکٹر سیّد امیر حسن نورانی (سابق صدر شعبہء فارسی دہلی یونیورسٹی) کے ایک شاگرد نور الاسلام صاحب کا 'اسرار الخط' کے مخطوطے مخزونہ نیشنل میوزیم دہلی پر ایک مضمون خدا بخش لائبریری جرنل میں شائع ہوا۔ نور الاسلام صاحب اس مخطوطے کو ایڈٹ کر رہے تھے۔ فن خطاطی سے متعلق اس اہم مخطوطے کا ایک مکمل نسخہ مشفق خواجہ مرحوم کے ذخیرۂ کتب میں بھی موجود تھا جو نسخہء دہلی کے مقابلے میں زیادہ بہتر اور مکمل تھا۔ خواجہ صاحب نے اپنی دیرینہ عادت اور علمی معاونت کے نقطہء نظر سے مختار الدین صاحب کے توسط سے اپنے نسخے کی فوٹو کاپی نور الاسلام صاحب کو بھیجی تا کہ ان کا کام زیادہ معیاری اور بہتر ہو چنانچہ مخطوطے کا عکس نور الاسلام صاحب تک پہنچ گیا۔ خواجہ صاحب کے انتقال کے بعد راقم نے خواجہ صاحب کے نسخے کا کھوج لگانا شروع کیا تو ڈاکٹر سیّد عارف نوشاہی صاحب کے ذریعے علم ہوا کہ خواجہ صاحب کا نسخہ ان کی زندگی ہی میں ایران پہنچ چکا تھا جہاں تہران کے ایک اہم ناشر کی جانب سے اس کی اشاعت ہوگی۔ ایران سے اس کے عکس کا حصول ممکن نہیں تھا اس لیے فن خطاطی سے تعلق کی بنا پر راقم نے ڈاکٹر مختار صاحب سے گزارش کی کہ اگر نور الاسلام صاحب کے پاس محفوظ عکس کی عکسی نقل روانہ فرما سکیں تو عنایت ہوگی چنانچہ ڈاکٹر صاحب کی عنایت سے راقم کو اس عکس کا عکس حاصل ہوا۔ اب تک ایرانی ناشر نے اس مخطوطے کی اشاعت نہیں کی ہے اور نہ ہی یہ پتہ چلا کہ نور الاسلام صاحب کی تحقیق اس بارے میں مکمل ہوئی یا نہیں۔

۲ یعنی 'گلشن اردو۔ نبی بخش خاں بلوچ کے اردو مقالات و دیگر تحریریں' جسے راقم الحروف نے مرتب کیا اور جسے پاکستان اسٹڈی سینٹر سندھ یونیورسٹی جام شورو نے ۲۰۰۹ء میں شائع کیا تھا

خط نمبر ۴۴

۱ انوار عزمی صاحب کے ساتھ لفافہ روانہ کیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب کئی الفاظ عربی طریقے سے لکھتے تھے مثلاً یہاں لفافہ کو 'لفاف' لکھا ہے۔ اسی طرح ڈاکٹر صاحب اعداد بھی عربی طریقے سے لکھتے تھے۔

۲ ابو سفیان اصلاحی استاد شعبہء عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

۳ عزمی صاحب نے لفافہ اصلاحی صاحب کو ہی دیا تھا جنھوں نے پہلے لفافے کی موجودگی سے انکار کیا اور بالآخر ڈاکٹر مختار صاحب تک پہنچایا۔

۴ چنانچہ راقم اس مقصد کی خاطر ڈاکٹر ریاض الاسلام مرحوم (سابق پروفیسر ایمریطس کراچی یونیورسٹی) کی رہائش گاہ واقع کراچی یونیورسٹی کیمپس گیا اور ڈاکٹر صاحب کا پیغام ان کے اہل خانہ تک پہنچایا تھا

۵ روزنامہ ڈان Books & Authors میں یہ تراشہ ڈاکٹر ریاض الاسلام (وفات: ۱۳/اگست ۲۰۰۷ء بمقام کراچی) کے بارے میں چھپا تھا

۶ ڈاکٹر صاحب یہ مضمون نہ لکھ سکے

۷ کلیات مکاتیب سرسید کا منصوبہ بھی ڈاکٹر صاحب کے کئی منصوبوں کی طرح نامکمل رہا اور اب یہ بھی علم نہیں کہ یہ کہاں تک پہنچا تھا۔

۸ مشاہیر بہار (۱۹۰۱ء تا ۱۹۵۰ء) پر ڈاکٹر صاحب کام کرنا چاہتے تھے لیکن یہ منصوبہ بھی نامکمل رہا

۹ یہ علامہ سید سلیمان ندوی کے علامہ اقبال کے خطبات Reconstruction of Religious Thought in Islam سے متعلق ملفوظات تھے جو انھوں نے اپنے مسترشد ڈاکٹر غلام محمد حیدر آبادی سے بیان کیے تھے۔

خط نمبر ۴۵

۱ ڈاکٹر مختار الدین احمد اور مشفق خواجہ کے مشترکہ دوست اور کتاب 'اکابر بلگرام' کے مصنف جن کا مستقل قیام علی گڑھ میں ہے۔

خط نمبر ۴۶

۱ ڈاکٹر وحید قریشی صاحب کی خواہش تھی کہ مکتوبات 'مشفق خواجہ بنام ڈاکٹر مختار الدین احمد' کی اشاعت سے قبل ڈاکٹر صاحب کسی شخص کو تحریری طور پر اپنا نمائندہ نامزد کریں اور اسی لیے تحریر طلب کی تھی۔

خط نمبر ۴۷

۱ ڈاکٹر مختار صاحب کا ایک مضمون اورینٹل کالج میگزین بابت فروری تا مئی ۱۹۸۰ء میں 'کتاب الصیدنہ' پر شایع ہوا جس میں ڈاکٹر میشل الخوری اکافی کا ذکر موجود ہے۔

۲ 'مولانا سیّد عبدالحکیم ارمان۔ کچھ ذاتی تاثرات' کے عنوان سے ڈاکٹر صاحب کا مضمون کتاب 'الہامِ ارمان' میں شایع ہوا تھا

۳ ڈاکٹر نذیر احمد سابق صدر شعبہء فارسی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، وفات: ۱۹/اکتوبر ۲۰۰۸ء بمقام علی گڑھ

۴ 'مختار الدین احمد' کے عنوان سے مضمون رسالہ نقوش لاہور بابت ستمبر ۱۹۶۵ء میں شایع ہوا تھا جس میں ڈاکٹر صاحب نے اپنے بچپن کی یادیں سپرد قلم کی تھیں۔

۵ راقم الحروف نے ڈاکٹر ریاض الاسلام مرحوم سے متعلق ضروری معلومات بذریعہ انٹرنیٹ ڈاکٹر مختار صاحب کو بھیجی تھی لیکن نامعلوم وجوہات کی بنا پر وہ ڈاکٹر ریاض الاسلام صاحب پر مضمون نہ لکھ سکے۔

خط نمبر ۴۸

۱ سید مرتضی حسین بلگرامی صاحب جناب معراج جامی صاحب کی معیت میں راقم کی رہائش گاہ پر تشریف لائے تھے

٢ ہندوستان میں نسواری قمیص کو پٹھان سوٹ کہا جاتا ہے

٣ ڈاکٹر صاحب سے راقم کی اولین ملاقات ۱۹۹۳ء میں نیپا ہوسٹل کراچی میں ہوئی۔اس وقت ڈاکٹر صاحب نے آسمانی رنگ کی شلوار قمیص زیب تن کی ہوئی تھی۔اشارہ اسی جانب ہے۔

٤ یعنی حکیم عبدالحنان صاحب کی کتاب

٥ 'جوش اور خامہ بگوش' مرتبہ خواجہ عبدالرحمن طارق

٦ اشاریہ معارف مرتبہ سہیل شفیق

٧ یعنی میر ولایت حسین، ڈاکٹر اعجاز حسین، کلیم الدین احمد اور آغا جانی کاشمیری کی خودنوشتیں راقم کو درکار تھیں۔بعد ازاں ان میں سے دو یعنی میر ولایت حسین اور آغا جانی کاشمیری کی خودنوشتیں مل گئیں بقیہ اب بھی درکار ہیں۔

٨ یعنی 'جو رہی سو بے خبری رہی' جو سب سے پہلے کراچی سے چھپی لیکن باوجود تلاش کے اس کا کوئی نسخہ نہ ملا۔اس کتاب کو مکتبہ جامعہ دہلی نے بھی شائع کیا تھا جو وہاں دستیاب تھا۔

٩ راقم الحروف کو ماہنامہ نیرنگ خیال لاہور کے ۱۹۶۰ء تا ۱۹۶۵ء کے پرچے ایک علمی ضرورت کے لیے درکار تھے اور اب بھی درکار ہیں۔افسوس ہے باوجود کوشش کے اب تک تمام شماروں کی موجودگی کا علم نہ ہوسکا حالانکہ نیرنگ خیال اپنے وقت کا بہت اہم علمی و ادبی پرچہ تھا۔

١٠ یعنی حسن نواز شاہ جن کا ذکر اگلے خط میں آئے گا

خط نمبر ۴۹

١ 'آئینہ خانہ' پروفیسر اسلوب احمد انصاری کے لکھے شخصی خاکوں کا مجموعہ

٢ جو رہی سو بے خبری رہی' ادا جعفری کی خودنوشت ہے جو سب سے پہلے کراچی سے شائع ہوئی۔یہاں جب کتاب کا نسخہ نہ ملا تو ڈاکٹر صاحب کو زحمت دی گئی کیونکہ مکتبہء جامعہ دہلی سے یہ کتاب بآسانی دستیاب تھی

٣ 'غبار کارواں' بیگم انیس قدوائی کی یادداشتوں کا مجموعہ

٤ درکار کتاب کا درست نام 'آجکل اور غبار کارواں' ہے جو ماہنامہ آجکل دہلی میں شائع ہونے والی مختصر خودنوشتوں کا مجموعہ ہے۔بعد میں ایک اور محترم بزرگ کی عنایت سے یہ کتاب راقم کو مل گئی۔

خط نمبر ۵۰

١ 'مکتوبات مشفق خواجہ بنام ڈاکٹر مختار الدین احمد' کی سی ڈی ڈاکٹر صاحب نے سب سے پہلے راقم کو بغرض اشاعت بھیجی تھی لیکن بعد میں ڈاکٹر وحید قریشی صاحب کی خواہش پر اور ڈاکٹر مختار صاحب کی اجازت سے اسے راقم نے ڈاکٹر قریشی صاحب کو بھجوا دیا۔کتاب ڈاکٹر قریشی صاحب کے انتقال کے بعد ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا صاحب کی کوشش سے مغربی پاکستان اردو اکیڈمی لاہور کی جانب سے ۲۰۰۹ء میں شائع ہوئی۔

خط نمبر ۵۱

١ چنانچہ کتاب مغربی پاکستان اردو اکیڈمی سے شائع ہوئی

۲۔ ڈاکٹر مختار صاحب نے پہلے طویل تحریر لکھنے سے معذرت کر دی تھی لیکن بعد میں راقم کے اصرار اور گزارش پر 'حرفے چند' کے عنوان سے نہایت عمدہ مضمون تحریر فرمایا جس میں مشفق خواجہ مرحوم سے اپنی طویل رفاقت کی روداد دلچسپ انداز سے تحریر فرمائی
۳۔ ڈاکٹر انور سدید صاحب کا لکھا 'پیش لفظ' شامل کتاب ہے
۴۔ خواجہ صاحب اور مختار الدین صاحب کی مشترکہ تصویر ماہنامہ قومی زبان کے مشفق خواجہ نمبر بابت فروری ۲۰۰۶ء میں شایع ہوئی تھی۔

خط نمبر ۵۲

۱۔ ڈاکٹر وحید قریشی صاحب کا اصرار تھا کہ 'خطوط مشفق خواجہ بنام ڈاکٹر مختار الدین احمد' کی اشاعت سے قبل ڈاکٹر مختار صاحب وہ تمام عبارتیں روانہ فرمائیں جو انھوں نے حذف کی تھیں کیونکہ ڈاکٹر قریشی صاحب مکمل خطوط بلا قطع و برید شایع کرنا چاہتے تھے۔ ڈاکٹر وحید قریشی صاحب سے راقم کی اس بارے میں متعدد بار گفتگو ہوئی۔ ان کی پختہ رائے تھی کہ خطوط کی اشاعت سے قبل کسی عبارت کو حذف یا تبدیل کرنا بالکل غلط ہے اور اسی وجہ سے انھوں نے مشفق خواجہ مرحوم کے ایک اور مجموعہ خطوط کو شایع نہیں کیا تھا (بعد ازاں یہ مجموعہ لاہور کے ایک اور ناشر کتب نے شایع کیا)۔ راقم نے حذف شدہ عبارتوں کی تفصیل روانہ کی تھی جس کے بعد مختار صاحب نے اس خط میں عبارتیں روانہ فرمائیں۔
۲۔ یعنی محذوف عبارتیں
۳۔ مشفق خواجہ کے کالموں کا پانچواں مجموعہ 'سخن ہائے گسترانہ' جو ۲۰۰۷ء میں کراچی سے شایع ہوا۔ اس کا نسخہ راقم نے ڈاکٹر صاحب کو بھیجا تھا۔

خط نمبر ۵۳

۱۔ ظفر علی خان کا یہ خط بابائے اردو مولوی عبدالحق کے نام ہے اور اس میں کئی فحش عبارتیں موجود تھیں۔
۲۔ 'کلیات ظفر علی خان' جلد اول (مکاتیب) مرتبہ ڈاکٹر زاہد منیر عامر مغربی پاکستان اردو اکیڈمی لاہور کی جانب سے ۲۰۰۸ء میں شایع ہوئی۔

خط نمبر ۵۴

۱۔ شایع شدہ رسالہ 'علیگ' علی گڑھ بابت ۱۰ر فروری ۱۹۵۷ء
۲۔ صدر شعبہء اردو سندھ یونیورسٹی
۳۔ یہ مضمون 'مصحف عثمانی کی اولین اشاعت' کے عنوان سے روزنامہ امت کراچی میں تین قسطوں (۶ر جون ۲۰۰۸ء تا ۸ر جون ۲۰۰۸ء) میں شایع ہوا۔
۴۔ یہ استدراک مجلہ علوم اسلامی علی گڑھ میں شایع ہوا تھا جو ڈاکٹر مختار صاحب کے زیر ادارت شایع ہوتا تھا
۵۔ چنانچہ راقم نے بیدل لائبریری اور انجمن ترقی اردو لائبریری جا کر رسائل میں محفوظ خطوط اکبر الہ آبادی کے عکس ڈاکٹر صاحب کو روانہ کیے تھے۔

خط نمبر ۵۵

۱۔ یہ ڈاکٹر صاحب کا اپنے بارے میں انکسار تھا ورنہ ان کی تحریروں کے شائق دنیا بھر میں بہت سے لوگ تھے اور اب بھی ہیں۔

۲۔ یعنی 'علامہ عبدالعزیز میمن۔ سوانح اور علمی خدمات'

۳۔ یعنی 'گلشنِ اردو۔ نبی بخش خاں بلوچ کے اردو مقالات و دیگر تحریریں'

۴۔ یہ کتاب ڈاکٹر صاحب کے انتقال کے بعد 'خطوط ڈاکٹر نبی بخش بلوچ' کے عنوان سے ۲۰۱۲ء میں محکمہ ثقافت حکومت سندھ کی جانب سے شایع ہوئی۔ اسے راقم نے مرتب کیا۔

۵۔ یہ کل ۳۳ خطوط ہیں

خط نمبر ۵۶

۱۔ ڈاکٹر صاحب کی خواہش پر راقم نے بیدل لائبریری میں محفوظ ماہنامہ قومی زبان کی فائل سے اکبرالہ آبادی کے خطوط کی عکسی نقول روانہ کی تھیں۔

۲۔ ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے 'اکبرالہ آبادی۔ تحقیقی و تنقیدی مطالعہ' میں تحریر فرمایا تھا کہ قومی عجائب گھر کراچی میں اکبرالہ آبادی کے ۱۹۴۱ خطوط محفوظ ہیں جن میں بیشتر بنام عشرت حسین ہیں۔

۳۔ خطوط جلیل قدوائی بنام مختار الدین احمد، ڈاکٹر مختار صاحب کے حواشی کے ساتھ رسالہ تحقیق (شمارہ نمبر ۱۶ بابت ۲۰۰۸ء) شعبہ اردو سندھ یونیورسٹی میں اشاعت پذیر ہوئے۔

۴۔ راقم نے اپنے خط میں ڈاکٹر صاحب سے پرزور گزارش کی تھی کہ 'کلیات مکاتیب اکبر' کی تکمیل پر بھرپور توجہ دیں اور اس کی وجہ یہ لکھی تھی کہ دیگر کام اور خطوط نگاری تو اور لوگ بھی کر سکتے ہیں لیکن اس اہم کام کو جس سلیقے سے معلومات حواشی کے ساتھ ڈاکٹر صاحب مکمل کریں گے، کوئی اور یہ کام نہ کر سکے گا۔ ڈاکٹر صاحب کی محبت تھی کہ میرے الفاظ کو قدر کی نگاہ سے دیکھا اور اس کا اظہار بھی کیا۔ لیکن ہوا وہی جس کا خطرہ تھا یعنی ڈاکٹر صاحب اس کام کو مکمل نہ کر سکے۔ جہاں تک ڈاکٹر صاحب مکمل و مرتب کر چکے تھے، راقم نے کوشش کے بعد ان کی نقل ڈاکٹر صاحب کے اہل خانہ سے حاصل کی اور یہ تمام خطوط جلد ہی ان شاء اللہ مغربی پاکستان اردو اکیڈمی لاہور سے کتابی شکل میں شایع ہوں گے۔

۵۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ ڈاکٹر صاحب تکمیل پسند Perfectionist تھے اسی وجہ سے ان کے کئی علمی کام اشاعت پذیر نہ ہو سکے۔

۶۔ کیونکہ یہ کام مکمل ہی نہ ہو سکا اس لیے اس ادارے سے بھی شایع نہ ہو سکا

۷۔ راقم الحروف نے ڈاکٹر صاحب کے ستر سے زائد شخصی مضامین جمع کیے ہیں اور ارادہ ہے کہ ان شاء اللہ انھیں مناسب ترتیب، تدوین و تحشیہ کے بعد کتابی شکل میں شایع کیا جائے گا

۸۔ عربی میں لکھے شخصیات پر مضامین بھی راقم حاصل کر چکا ہے اور ان شاءاللہ یہ بھی بعد ترجمہ کتاب میں شامل ہوں گے۔ ان میں ڈاکٹر کرد علی، ڈاکٹر عبدالکریم جرمانوس و دیگر حضرات پر مضامین بڑے معلومات افزا ہیں۔

۹۔ ڈاکٹر اطہر صدیقی کی خود نوشت 'میں کیا مری حیات کیا' جس کی دوسری اشاعت مع اضافات ۲۰۰۸ء میں علی گڑھ سے ہوئی۔

۱۰۔ اس لیے کہ ان صفحات میں ڈاکٹر مختار الدین احمد صاحب کا ذکرِ خیر موجود ہے

۱۱۔ ڈاکٹر صاحب کی تاریخ پیدائش ۱۴/نومبر ۱۹۲۴ء ہے

خط نمبر ۵۷

۱۔ مکتوبات مشفق خواجہ کی کمپوزنگ کی سی ڈی، ڈاکٹر صاحب کے کہنے پر راقم نے ڈاکٹر وحید قریشی مرحوم کے سپرد کی تھی۔ ان کی علالت کی وجہ سے کتاب کی طباعت میں تاخیر پہ تاخیر ہو رہی تھی

۲۔ کتاب کا درست نام 'علامہ عبدالعزیز میمن۔ سوانح اور علمی خدمات' ہے

خط نمبر ۵۸

۱۔ 'ڈاکٹر' لکھنا سہو قلم ہے۔ راقم 'ڈاکٹر' نہیں انجینیر ہے اور نہ ہی مستقبل میں 'ڈاکٹریٹ' کرنے کا کوئی ارادہ ہے۔

۲۔ 'مستعدی' اور 'کارگزاری' کی ''اصل حقیقت'' کا علم کچھ عرصے بعد ہی ہو گیا۔

۳۔ یعنی رسالہ سورج لاہور کا ڈاکٹر مختار الدین احمد نمبر

خط نمبر ۵۹

۱۔ 'علامہ عبدالعزیز میمن۔ سوانح اور علمی خدمات' کا پہلا ایڈیشن ادارہ علم و دعوت لکھنو سے ۲۰۰۹ء میں شایع ہوا تھا۔ اس کا نظر ثانی و اضافہ شدہ ایڈیشن قرطاس کراچی کے تحت۔ ۲۰۱۱ء میں شایع ہوا

۲۔ مدیر 'سورج' اپنے رسالے کا ڈاکٹر مختار الدین احمد نمبر شایع کرنا چاہتے تھے

۳۔ رسالہ سورج لاہور کا خالد حمید شید انمبر ۲۰۰۹ء میں شایع ہوا

خط نمبر ۶۰

۱۔ صدر شعبہ اردو سندھ یونیورسٹی و مدیر مجلّہ تحقیق شعبہ اردو سندھ یونیورسٹی

۲۔ یہ مکتوبات ان شاءاللہ مجلّہ تحقیق کے خطوط نمبر میں شایع ہوں گے

۳۔ ان دنوں ڈاکٹر وحید قریشی صاحب شدید علیل تھے

خط نمبر ۶۱

۱۔ 'گنجینۂ مہر' مرتبہ محمد عالم مختار حق کی دونوں جلدوں پر ڈاکٹر صاحب نے بڑے مفید اور معلومات افزا تاثرات پر مشتمل طویل خط بذریعۂ انٹرنیٹ جناب محمد عالم مختار حق صاحب کو بھجوایا تھا۔ محمد عالم صاحب اس طویل خط کو مع حواشی شایع فرمانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

۲۔ ڈاکٹر صاحب نے ابتدا میں طویل تحریر لکھنے سے معذرت کر دی تھی لیکن بعد میں راقم کے اصرار پر انھوں نے 'حرفے چند' کے عنوان سے مشفق خواجہ مرحوم سے روابط کی تفصیل اور خواجہ صاحب کے خطوط کی خصوصیات پر مفید مضمون لکھا جو شامل کتاب ہے۔

۳۔ گلشنِ اردو، ڈاکٹر نبی بخش بلوچ کے اردو مقالات وخطبات کا معلومات افزا مجموعہ جسے راقم الحروف نے مرتب کیا تھا

۴۔ اسی وجہ سے ڈاکٹر صاحب کے کئی اہم علمی و تحقیقی کام کتابی شکل میں شایع نہ ہو سکے

۵۔ یعنی علامہ عبدالعزیز میمن

۶۔ مفتی محمد ادریس نے اپنی خودنوشت سوانح نہیں لکھی بلکہ ان پر اسماعیل گوہر صاحب نے 'تحریک پاکستان سے تعمیر پاکستان تک۔ مفتی محمد ادریس کی خدمات' کے عنوان سے کتاب لکھی تھی جو مانسہرہ سے ۲۰۰۴ء میں شایع ہوئی۔

خط نمبر ۶۲

۱۔ تسلیم احمد تصور جنھوں نے رسالہ سورج کا 'ڈاکٹر مختار الدین احمد نمبر' شایع کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا۔

۲۔ راقم الحروف نے ہر ممکن مدد کی لیکن ایڈیٹر صاحب نے پہلے تو نمبر کی اشاعت کے لیے بڑی گرم جوشی کا مظاہرہ کیا اور جب کام آگے بڑھا تو یہ فرمائش کی کہ اس نمبر کی اشاعت سے قبل اس کی مد میں خطیر رقم انھیں فراہم کی جائے اس لیے یہ بیل منڈھے نہ چڑھ سکی۔

خط نمبر ۶۳

۱۔ محمد شاہ بخاری صاحب نے راقم سے وعدہ کیا تھا کہ ڈاکٹر صاحب کو درکار بعض اہم نوادرات کے عکس قومی عجائب گھر کراچی سے کرا کے بھیجیں گے، اشارہ اسی جانب ہے

۲۔ یعنی مولانا فیصل احمد بھٹکلی ندوی، استاد دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنو

خط نمبر ۶۴

۱۔ ڈاکٹر صاحب کا مرتبہ 'دیوان فارسی، حاتم دہلوی' ۲۰۱۰ء میں خدا بخش لائبریری پٹنہ سے شایع ہوا۔ اس کا ایک نسخہ ڈاکٹر صاحب نے ازراہ کرم راقم کو بھجوایا تھا۔

خط نمبر ۶۵

۱۔ آخری دور میں ڈاکٹر صاحب اکثر بذریعہ انٹرنیٹ خطوط روانہ کرتے تھے، اشارہ اسی جانب ہے

۲۔ یعنی ڈاکٹر محمد احسان الحق صاحب صدر شعبہ اردو قرطبہ یونیورسٹی پشاور جو مانسہرہ میں راقم الحروف کے پڑوسی تھے

۳۔ اشارہ ڈاکٹر اطہر صدیقی کی جانب ہے جن کی رہائش علی گڑھ میں ڈاکٹر مختار صاحب کی رہائش کے نزدیک ہی ہے اور وہ ڈاکٹر صاحب کے علمی کاموں میں فراخ دلی سے ان کی معاونت کرتے تھے۔

خط نمبر ۶۶

۱۔ ڈاکٹر صاحب کی عنایت سے راقم کو مولانا مناظر احسن گیلانی کے کئی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ خطوط موصول ہوئے جنھیں راقم نے اپنی مرتبہ کتاب 'کلیاتِ مکاتیب گیلانی' میں شامل کیا۔ یہ کتاب ۲۰۱۱ء میں کراچی سے شایع ہوئی۔

خط نمبر ۶۷

۱۔ پتا مکمل تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے از راہ احتیاط یہ معلوم کیا تھا

۲۔ یعنی محمد اسماعیل گوہر صاحب

خط نمبر ۶۸

۱۔ سید حسنین ظفر علی گڑھ میں مقیم اسکالر جن کے ذریعے ڈاکٹر صاحب اکثر بذریعہ ای میل خطوط بھجواتے تھے

۲۔ ڈاکٹر صاحب کا اشارہ جناب اسماعیل گوہر (مقیم بفہ ہزارہ) کی جانب ہے جنھوں نے وعدہ کیا تھا کہ ڈاکٹر صاحب کے لیے اپنی کتاب 'تحریک پاکستان سے تعمیر پاکستان تک۔ مفتی محمد ادریس کی خدمات' بھجوائیں گے لیکن غالباً مصروفیات کی بنا پر نہ بھجوا سکے۔

مکاتیب بنام مختارالدین احمد